ایکس وائف

حرا شاہ



ایکس وائف

(Ex Wife)

حرا شاہ

"میری بیوی مجھے بیٹے کی دوسری سالگرہ والے دن چھوڑ کر چلی گئی۔ یا کہوں کہ اپنے محبوب کے ساتھ بھاگ گئی ۔۔۔"

لکڑی کے بنے اس چھوٹے مگر نفیس طرز کے بنے ہوئے گھر کے برآمدے میں رکھی بید کی لکڑی سے بنی کرسیوں میں سے ایک پر تیس سالہ وجاہت بیٹھا چائے کی چسکی بھرتے ہوئے عام سے لہجے میں بولا تھا

سامنے لکڑی کی دیوار کے آگے اس طرف پشت کیئے سٹینڈ پر لگے پودوں میں پانی ڈالتی اسکی دوسری بیوی خاموشی سے بنا کسی تاثر کے سن رہی تھی۔

یا تو وہ اپنے شوہر کے منہ سے سابقہ بیوی کی باتیں سن کر اندر ہی اندر حسد کا شکار ہو رہی تھی یا پھر اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

وجاہت اکثر شام کی چائے کے وقت اپنی سابقہ بیوی مہک کے بارے میں کوئی نا کوئی بات کر دیتا تھا اور اسکی دوسری بیوی ہانیہ محض خاموشی سے میکانکی انداز میں کام کرتے اسکی باتیں سنتی رہتی تھی۔

دونوں کی شادی کو تین ماہ ہو چکے تھے اور ہانیہ نے آج تک وجاہت کی اس حرکت پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

"اسکا چھوڑا ہوا کاغذ آج بھی دراز میں مڑا تڑا پڑا ہوا ہے جہاں اسکی بے وفائی کی کہانی رقم ہے۔" وجاہت نے چائے کا آخری گھونٹ بھرتے کپ سامنے میز پر رکھا اور ایک آہ بھرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہانیہ ابھی بھی اسکی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔ پودوں میں پانی ڈالنے کی اب محض اداکاری ہو رہی تھی۔

وجاہت نے ایک لحظے رک کر اسکی پشت دیکھی

آنکھیں میں ایک واضح سی شکایت ابھری تھی۔

ہانیہ کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے کیونکہ وہ اپنی پشت پر وجاہت کی گہری نظریں محسوس کر سکتی تھی۔

ہانیہ نے بامشکل مٹھیاں بھینچ کر اپنی بے ترتیب ہوتی سانسوں کو قابو کیا تھا۔

اسے وجاہت کے باہر جاتے قدموں کی آہٹ سنائی دی تو اپنی پسینے سے بھیگی مٹھیاں کھول دیں۔آنکھوں کے کناروں پر جمی نمی کو بہہ جانے دیا۔چند لمحے توقف کیا پھر کمرے کی طرف قدم بڑھادیے۔۔۔

بیڈ پر تین سالہ شمس وجاہت سویا ہوا تھا۔۔

ہانیہ اسکے قریب آکر بیٹھی اور پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔وہ نرمی سے شمس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی تھی کہ کہیں نیند خراب نا ہو جائے۔

وہ بہت دیر تک وہیں بیٹھی رہی یہاں تک کہ وجاہت واپس آگیا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا ہانیہ گڑبڑا کر اٹھی اور تیزی سے باہر کی جانب جانے لگی

وجاہت نے اسکا بازو پکڑ کر چوکھٹ پر روک لیا۔

ایکس وائف حرا شاہ

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھولے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ریڈرز چوائس

https://ezreaderschoice.com/ آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائیٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: https://www.facebook.com/mubarra1

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : Readers Choice,

"مجھ سے بھاگ کیوں رہی ہو۔۔کیوں میرے سامنے آنے سے کتراتی ہو تم۔۔"وجاہت نے اسکے بازو پر ایسے زور ڈالا تھا کہ تکلیف کا احساس نا ہو۔

"مممم۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ آپ میری اس بدصورت شکل کو دیکھ کر بیزار ہوں۔۔۔"ہانیہ نے نظریں جھکائے ہی زرا سے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا اور اپنا بازو وجاہت کی گرفت سے چھڑواتے ہوئے تیزی سے چھت کی طرف چلی گئی۔

لکڑی کے بنے اس گھر میں ایک بھی شیشہ نہیں تھا مگر پھر بھی ہانیہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کتنی بدصورت نظر آتی تھی۔

****

"اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تمہاری شکل مجھے بیزار کرتی ہے۔"ہانیہ بنیرے کے قریب کھڑی تھی جب اسے اپنے عقب سے وجاہت کی آواز سنائی دی۔۔

وہ ایک پل کو ٹھٹک سی گئی مگر وجاہت کی طرف پشت ہی کیے رکھی۔۔

"ماما۔۔۔!"شمس کی میٹھی نرم آواز اسکی سماعت میں پڑی تو خود پر قابو نا رکھ سکی اور اپنی ٹانگوں سے لپٹتے شمس کو نیچے جھک کر اٹھا لیا۔

شمس ہانیہ کی گود میں آتے ہی اسکے بالوں سے کھیلنے لگا تھا۔

ہانیہ نے بھی اپنی توجہ اس پر رکھی ہوئی تھی۔فظا میں چلتی ہوا اپنے دوش پر اسکے بال اڑا رہی تھی یوں کہ اسکا چہرا وجاہت کی نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا جو کہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے۔۔"شمس نے اپنے بازو وجاہت کی جانب پھیلائے تو وجاہت نے اسے گود میں لیتے ہوئے زور دیتے ہوئے کہا۔

ہانیہ نے اپنا چہرا ایک طرف پھیرتے ہوئے چند لمحے توقف کیا۔

"میری شکل دیکھ کر کون بیزار نہیں ہو گا۔کس کا جی خراب نہیں ہو گا۔۔۔آپ ہی تو کہتے ہیں کہ آپ کی پہلی بیوی بہت خوبصورت تھی۔۔پھر بھلا میری شکل کیوں دیکھنا چاہیں گے آپ۔۔"ہانیہ نے چہرا دوسری طرف کیے ہی جواب دیا تھا۔

ہوا ابھی بھی اسکے بال اڑا کر چہرے پر مار رہی تھی۔

"میں نے تم سے شادی تمھاری شکل دیکھ کر نہیں کی۔۔بلکہ اپنے بیٹے کی وجہ سے کی تھی۔"وجاہت نے گود میں اٹھائے ہوئے شمس کا حوالہ دیا تھا۔

"شاید ایسا ہوتا مگر میری شکل آپ کی توہین کا باعث نا بنے اس لیے تو آپ شہر سے باہر اس ویرانے میں رہ رہیں ہیں ۔۔"یہ پہلی شکایت تھی جو ہانیہ نے وجاہت سے کی تھی۔۔

"اس جگہ رہنے کا انتخاب تمھاری صورت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ شمس کی وجہ سے ہے۔میرا بیٹا بیمار ہے۔اسے دل کی تکلیف ہے۔۔وہ شور شرابا برداشت نہیں کر سکتا۔۔تبھی ہم اس جگہ رہ رہیں ہیں" وجاہت نے ہانیہ کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے کہا پھر ایک لحظے کو توقف کیا۔

"میں نے پہلی شادی بیشک اپنی بیوی کی خوبصورت شکل دیکھ کر کی تھی مگر یہ شادی تمھاری شکل دیکھ کر نہیں بلکہ اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے کی ہے۔وہ تمھارے ساتھ خوش رہتا ہے۔اس نے پہلی بار جو لفظ بولنا سیکھا تھا وہ تمہیں دیکھ کر "ماما" بولا تھا۔ہسپتال کے کاریڈور میں اس دن شمس نے اپنے پہلے قدم اٹھائے تھے تو تمھاری طرف اٹھائے تھے۔تمھارے اسے گود میں اٹھانے پر وہ انجیکشن کی تکلیف کے باوجود بھی جس طرح کھلکھلا کر ہنسا تھا اپنی ماں کی گود میں بھی کبھی ایسے نہیں ہنسا ہو گا۔۔اسی لمحے میں نے تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔صرف اور صرف شمس کی وجہ سے۔۔۔"وجاہت نے اس بار تفصیل سے اپنی بات اسکے سامنے رکھی تھی۔ساتھ ہی شمس کی پیشانی پر ہونٹ رکھ کر بوسہ بھی لیا تھا۔

شمس اپنی میٹھی نرم آواز میں "بابا" کہتا کھل کھلا رہا تھا۔

وہ عام بچوں سے خاص تھا

پیدائشی طور پر اسکا دل کمزور تھا اور ایک وال بھی بند تھا۔

اسکا علاج ایک بڑے ہسپتال میں چل رہا تھا اور ہانیہ اور وجاہت کی ملاقات وہیں ہوئی تھی۔

ہانیہ نے اسکی بات سن کر اپنے چہرے سے انگلیوں کی مدد سے بال ہٹائے تو اسکا چہرا واضح ہوا۔اسکا چہرا مکمل طور پر جلا ہوا تھا۔

وہ اتنی بری طرح سے جلا ہوا تھا کہ پہلی بار دیکھ کر کوئی بھی کڑاہیت کھا جائے۔

بائیں آنکھ آدھ سے زیادہ بند تھی اور اسکے اوپر کی نرم کھال غائب تھی۔

اوپری ہونٹ جھڑیوں زدا سا ہوا کر ایک طرف لٹکا ہوا تھا اور باقی چہرے کی ساخت بھی بگڑی ہوئی تھی۔۔۔

وجاہت اسکا چہرا دیکھ کر نا بیزار ہوا تھا نا ہی گھن کھائی تھی۔

دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے اور چند لمحوں کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی رہی تھی۔

وجاہت کی نظروں میں ایک گلا تھا۔

جبکہ ہانیہ کی نظروں میں پشیمانی تھی۔

وہ مزید وجاہت کی نظروں کا سامنا نا کر سکی تو اسکی گود سے شمس کو لے لیا۔

"شمس کی میڈیسن کا ٹائم ہو گیا ہے۔" وہ ایک بار پھر وجاہت سے نظریں چراتے ہوئے شمس کو گود میں اٹھا کر نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

اسکے لیے بھی شاید اس شادی کا مقصد صرف اور صرف شمس تھا۔

وجاہت نے مڑ کر اسے نیچے جاتے ہوئے دیکھا پھر گہری سانس لیکر خود بنیرے کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"آہ مہک آہ۔۔!"وہ بنیرے پر ہاتھ جماتے ہوئے اپنی سابقہ بیوی کا نام افسوس سے لیتے ہوئے بولا تھا۔

ہانیہ نیچے آئی اور شمس کو دوا کھلانے لگی۔اسکی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے۔ایک ندامت سی تھی جو آنکھوں سے ٹپک رہی تھی مگر وہ بنا آواز کے روتے ہوئے آنکھوں سے بہے جا رہی تھی۔

وجاہت بھی کچھ دیر بعد نیچے اتر آیا۔

"میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔"ہانیہ نے وجاہت کے آنے پر شمس کو بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"کھانا دونوں کے لیے لے کر آنا۔"وجاہت نے اسے زرا تحکم سے کہا تھا تو وہ ایک پل کو رک کی آگے بڑھ گئی۔

"چار سال میں شاید چار ہی بار مہک اور میں نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہو گا۔۔"کچھ دیر بعد وہ دونوں لکڑی کی بنی ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے جب وجاہت نے عادتاً مہک کا زکر چھیڑ لیا تھا۔

ہانیہ خاموشی سے سنتی اپنا لقمہ زبردستی حلق میں اتارنے کی کوشش کر رہی تھی اور اس کی یہ تگودو وجاہت سے پوشیدہ نہیں تھی۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں برا لگتا ہو گا میرا مہک کی باتیں کرنا مگر میں خود کو ایسا کرنے سے روک نہیں پاتا۔۔جب تک وہ ساتھ تھی اس سے اتنی باتیں نہیں کیں جتنی اسکے جانے کے بعد اسکے بارے میں کرتا ہوں۔"وجاہت نے پانی کا گلاس ہانیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے گویا اپنی حرکت پر اس سے معافی مانگنا چاہی تھی۔۔۔

ہانیہ نے اسکے ہاتھ سے گلاس تھاما اور ایک دو گھونٹ اندر اتار لیے۔

"مجھے بالکل برا نہیں لگتا۔۔اور نا ہی اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ آپ اپنی پہلی بیوی کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ شاید دنیا کا ہر آدمی ایسا کرتا ہو گا۔دوسری عورتوں کو فرق پڑتا ہو گا مگر مجھے نہیں۔۔۔"ہانیہ نے گلا تر کرنے کے بعد مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

اسکی گود میں رکھی بھینچی ہوئی مٹھی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ ضبط کے ساتھ بول رہی تھی۔

"کاش کہ تم کہتی کہ تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔"وجاہت نے اپنے لہجے میں شکایتی رمق لیتے ہوئے آخری جملہ کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ کمرے میں شمس کے پاس چلا گیا تھا جبکہ ہانیہ کھانے کے برتن سمیٹنے لگی تھی۔

جب سے شادی ہوئی تھی وہ وجاہت کے سامنے آنے یا اس سے کترانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔وہ اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی نہیں کھاتی تھی۔آج پہلی بار وجاہت نے خود کہہ کر اسے ساتھ کھانا کھانے کو کہا تھا۔

ہانیہ کا وجاہت سے نظریں نا ملانے یا اس سے کترانے کی وجہ محض اسکی بگڑی ہوئی صورت ہی نہیں تھی بلکہ کچھ اور بھی تھا جو اسے اندر ہی اندر ندامت کا شکار بنائے ہوئے تھا۔

****

وجاہت اس روز شمس کو ہسپتال معائنہ کروانے کے لیے لایا تھا۔

ہانیہ ساتھ نہیں آئی تھی۔

شمس بہت رو رہا تھا۔وہ ہانیہ کی طلب کر رہا تھا۔

وجاہت بعض اوقات شمس کو دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ کیسے وہ تین سالہ بچا مہک کے مقابلے میں ہانیہ سے زیادہ مانوس ہو گیا تھا کہ اسکے بنا چند لمحے نہیں گزارتا تھا۔

ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ شمس کے بند وال کا آپریشن کرنا پڑے گا جس پر بھاری لاگت آئے گی۔۔

وجاہت کو پروا نہیں تھی۔

اپنے بیٹے کی جان بچانے کے لیے اسے اپنا آپ بھی بیچنا پڑے تو وہ بیچ دے گا۔

آپریشن کے متعلق تمام تفصیلات پر ڈکٹر سے بات چیت کر کے وہ شمس کو لیکر ہسپتال سے نکل آیا تھا۔

"دادو میں پہلے ہی بتا رہا ہوں کہ میری بیوی شکل وصورت کی خوبصورت ہونی چاہیے۔اگر آپ نے کوئی عام سی لڑکی پسند کر رکھی ہے تو ابھی رشتے کی بات ختم کر دیں۔" ہسپتال سے نکل کر ٹیکسی لیتے ہوئے وجاہت کی نظریں ایک نئے نویلے خوبصورت جوڑے پر پڑی تو اسکی سماعت میں اپنی ہی آواز گونجی۔۔۔

"بیٹا مہک صورت کی بہت پیاری ہے۔۔ مگر میری یہ نصیحت ہو گی کہ صورت پر سیرت کو فوقیت دینا۔خوش رہو گے۔" دادو نے بھی جوابا اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے پن سے کہا تھا۔

وجاہت نے اپنا سر ہلکا سا مسکراتے ہوئے جھٹکا یوں جیسے اپنی ہی بیوقوفی پر ہنسا ہو پھر شمس کو بہلاتے ہوئے جوارد گرد کی ٹریفک کے شور کے باعث زیادہ رو رہا تھا ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

****

وجاہت اور شمس کے جانے کے بعد ہانیہ اپنے کمرے میں آئی اور الماری کی اندرونی جانب سے ایک تصویر نکال لی
۔

وہ پاسپورٹ سائز تصویر تھی جس میں ایک خوبصورت شکل لڑکی ایک ادا سے کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔

ہانیہ تصویر کو ہاتھوں میں ہی تھامے الماری کے آگے بیٹھ گئی اور اسے دیکھتے ہوئے رونے لگی۔

وہ وہاں کتنی دیر بیٹھی رہی اسے اندازہ نا ہوا یہاں تک کہ وجاہت شمس کو لیکر واپس آگیا۔

شمس نے جیسے ہی ہانیہ کو دیکھا تو بھاگ کر اسکے پاس چلا آیا۔

ہانیہ نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی خود کی تصویر مٹھی میں قید کرلی اور پلکیں جھپکتے ہوئے شمس کو گود میں اٹھالیا
۔

وجاہت نے بغور اسکی حرکت دیکھی مگر کوئی سوال نہیں کیا۔

ناہی کبھی ہانیہ سے یہ پوچھا کہ وہ پہلے کیسی دکھتی تھی۔

شاید اسے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔

****

"کیا کہا ہے ڈاکٹر نے۔"

وجاہت اس وقت برآمدے میں بیٹھا تھا جب ہانیہ وہاں آئی اور اس سے شمس کے متعلق سوال کرنے لگی۔

ہانیہ جو اپنی تصویر دیکھ کر ماضی کو یاد کرتے رونے لگ گئی تھی کچھ دیر بعد آنسو پونچھتے ہوئے خود کو نارمل کرتی باہر آ گئی۔

وہ اپنا چہرا ڈوپٹے کی مدد سے ڈھانپے ہی ہوئے تھی۔

وجاہت اسے واضح کر چکا تھا کہ اسے ہانیہ کی صورت سے کوئی مسئلہ نہیں ہے نا ہی کوئی سروکار مگر وہ پھر بھی ڈھانپنا چاہتی تھی یوں جیسے پردہ پوشی کرنے کی سعی کی جا رہی ہو۔

"اگلے ہفتے شمس کا آپریشن ہوگا۔ میرا بیٹا ٹھیک ہو جائے گا۔" وجاہت نے شمس کو دیکھتے ہوئے پرامیدی سے کہا تھا جو زمین پر بیٹھا کھلونا گاڑی سے کھیل رہا تھا۔

"یہ بہت اچھی بات ہے۔" ہانیہ پھیکا سا مسکرا کر بولی تھی جیسے وجاہت کے بولے گئے کسی لفظ اسکے دل پر ٹھیس پہنچائی تھی۔

"آپ آپریشن کے پیسے کہاں سے لائیں گے۔۔۔۔ آپ پہلے ہی اپنی شہر والی تمام پراپرٹی بیچ کر شمس کے علاج پر لگا چکے ہیں۔" ہانیہ نے کچھ توقف کے بعد وجاہت سے استفسار کیا

اسکے لہجے میں پریشانی تھی مگر یہ شمس کی صحت کے علاوہ بھی کسی دوسری وجہ سے تھی۔

"ایک پراپرٹی ابھی باقی ہے" وجاہت نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے بتایا تو ہانیہ کے لبوں سے ٹھنڈی سانس خارج ہوئی جو ڈوبٹہ ڈھکا ہونے کے باعث واضح نہیں ہوئی۔

"اور پڑاپرٹی کے سولڈ ہونے کی وجہ شمس کی بیماری سے زیادہ مہک کی فرمائشیں تھیں" وجاہت نے گویا ہانیہ کی غلط فہمی دور کی تھی اور مہک کے متعلق کہتے شکایت سے سر جھٹکا تھا۔

"مہک اگر اس پڑاپرٹی کے بارے میں جانتی تو اسے بھی بیچ ڈالتی اپنے شوق کے لیے "

اگلا جملہ وجاہت نے جتانے والے انداز میں کہا تھا جس پر ہانیہ نے نامحسوس انداز میں اپنے ہاتھ مسلے تھے اور گڑبڑاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔

"مہک! میری باتوں میں پھر سے مہک کا ذکر آ گیا۔۔" وجاہت سر جھٹک کر استہزائیہ ہنسا تھا ساتھ ہی بغور ہانیہ کے تاثرات بھی دیکھنے چاہے تھے

"آپ کا بیٹا ضرور صحت یاب ہو جائے گا" ہانیہ اپنے لہجے کو بامشکل بھیگنے سے روکتے وجاہت سے عادت کے مطابق نظریں ملائے بنا کہتی شمس پر ایک نظر ڈالتی اندر چلی گئی۔

یہاں رکنا اسکے لیے ممکن نہیں تھا۔

وہ مزید وجاہت کی زبان سے مہک کا ذکر نہیں سننا چاہتی تھی۔

وجاہت نے ہانیہ کو اندر جاتے دیکھا تو افسوس سے سر ہلایا پھر اپنا موبائل نکالا اور ایک ویڈیو کھول لی۔

شمس اپنی کھلونا گاڑی سے کھیلتے کھیلتے منہ سے گاڑی کے چلنے کی شوشو کی آوازیں نکال رہا تھا جب اسے وجاہت کے موبائل میں چلنے والی ویڈیو سے گانے کی آواز سنائی دی

وہ فوراً بھاگا ہوا چلا آیا اور وجاہت کے ہاتھ سے موبائل لیکر دیکھنے لگا

ویڈیو میں اپنی ماں مہک کو دیکھ کر شمس پہلے کھلکھلا کر ہنسا پھر رونی سی صورت بنالی

"ہائیہ ۔۔ہائیہ ۔۔"موبائل سکرین پر ہاتھ مارتے وہ بچہ اپنی خوبصورت ماں مہک کے بجائے جلی ہوئی بد شکل صورت والی ہانیہ کے لیے ضد کرنے لگا تھا۔

وجاہت کچھ لحظے شمس کو دیکھتا رہا پھر موبائل اسکے ہاتھ سے لیکر بند کر دیا۔

"کاش تم نے کبھی اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا کر پیار کیا ہوتا تو وہ تمھاری جگہ کسی اور کی طلب نا کرتا۔۔"وہ شمس کو گود میں اٹھاتے ہوئے زیر لب بولا تھا جبکہ مخاطب مہک تھی۔

شمس کی آنکھیں ضد کرنے کے باعث پانیوں سے بھر گئیں تھیں جسے وجاہت نے نرمی سے انگوٹھوں کے پوروں سے صاف کیا اور اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

****

ٹیکسی ایک کچے راستے پر آگے بڑھتی جارہی تھی

مرکزی شہراہ سے بائیں جانب مڑ کر ایک گاوں آباد تھا جہاں جانے والی سڑک کچھ توٹ پھوٹ کا شکار ہو کر کچے راستے کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

"دادو کے ابا گاوں کے زمیندار تھے اور ان کی ملکیت میں بہت سی زمینیں تھیں۔۔"ٹیکسی کے اندر وجاہت ہانیہ اور شمس بیٹھے ہوئے تھے جب وجاہت نے تزکرہ چھیڑا تھا۔

ہانیہ نے محض سر ہلا دیا۔

وہ مکمل طور پر چہرا ڈھک کر حجاب میں تھی۔

"یہاں دادو کے نام پر بھی زمینیں ہیں جو کہ انہوں نے اپنی وصیت میں میرے نام کر دی تھی۔اب یہ پڑا پڑتی میرے بیٹے کے علاج کے کام آئے گی" وجاہت نے گاوں آنے کا مقصد مزید واضح کیا

"آپ نے اچھا کیا جو اپنی بیوی کو ان زمینوں کے متعلق نہیں بتایا" ہانیہ نے اپنی گود میں کھیلتے شمس پر توجہ رکھے وجاہت کی بات سن کر جوابا اسکے عمل کی تائید کی تھی۔

"اچھا تو دادو نے کیا تھا جو مجھے ایسا کرنے کو کہا ورنہ مہک۔۔" وجاہت نے عقلمندی کا سہرا دادو کے سر سجاتے اپنی بات دانستہ ادھوری چھوڑ دی۔

ہانیہ مہک کا نام سن کر ایک لحظے کو ساکت ہوئی پھر شمس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں زمینوں پر کھڑے تھے۔

ہانیہ نے شمس کو گود میں اٹھا رکھا تھا جبکہ وجاہت خریدار سے معملات طے کر رہا تھا۔

وہ گاہے بگاہے کچھ دور کھڑی ہانیہ کو بھی دیکھتا جس کی نقاب میں سے جھلکتی ایک آنکھ بہت پر امیدی سے اس طرف دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وجاہت خریدار مصافحہ کرتے ہوئے ہانیہ کی جانب چلا آیا

"ڈیل ہو گئی ہے۔میں نے فلحال 20 لاکھ روپے میں زمین کا ایک چھوٹا حصہ بیچا ہے جس میں سے 15 لاکھ آپریشن میں لگے گے۔باقی کی زمینیں مزید وقت پڑنے پر کام آئیں گی۔۔" وجاہت نے شمس کو ہانیہ کی گود سے لیتے ہوئے

تفصیل سے بتایا اور گاڑی کی جانب بڑھ گیا جبکہ ہانیہ کچھ دیر وہیں کھڑی اپنے سامنے پھیلی زمینوں کو دیکھتی رہی

اسکے چہرے کے تاثرات نقاب کے باعث معلوم نا ہوتے تھے۔

وجاہت آخری بار بچپن میں یہاں آیا تھا۔اب جب دوبارہ آنا ہوا تھا تو اسنے گاوں پھرنے کا فیصلہ کیا۔ شمس کی بھی اچھی تفریح ہو جائے گی۔

وہ اسے لیے کھیت دکھانے لے آیا تھا۔

ہلکی چلتی ہوا سبزے کو جھلا رہی تھی جسے دیکھ کر شمس بہت پر جوش ہو رہا تھا۔

ہانیہ چند فاصلے پر پیچھے پیچھے ہی تھی۔

"شمس کی دوسری برتھ ڈے پر میرا ارادہ یہاں آنے کا تھا مگر مہک کے شاید کچھ اور ہی پلینز تھے۔۔"ہانیہ کے قریب آنے پر وہ دور تک پھیلے کھیتوں کو دیکھتے برائے بات بولا تھا۔

"جب وہ اتنی ہی بری تھی کہ آپ کو چھوڑ کر چلی گئی تو کیوں بار بار اسکا ذکر کرتے ہیں۔۔۔"بلآخر ہانیہ نے اپنا ضبط توڑتے ہوئے وجاہت سے شکایت کر ہی ڈالی۔

"کیونکہ میرے پاس شمس اور مہک کے علاوہ کرنے کو شاید کوئی بات ہی نہیں ہے۔اسے میری بیوقوفی سمجھو بے بسی سمجھو یا پاگل پن مگر کیسے نا کیسے کر کے میرے منہ سے مہک کا ذکر نکل ہی آتا ہے باوجود اس کے کہ اسنے مجھ سے

بے وفائی کی تھی" وجاہت نے کاندھے اچکا کر کہتے اپنی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہونی والی خطا پر ندامت کا اظہار کیا تھا۔

"پر اگر تمہیں برا لگتا ہے تو میں آئندہ۔۔۔" وہ ابھی اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا جب ہانیہ نے اسے ٹوکا

"نہیں مجھے برا نہیں لگتا۔ چاہے اپنی پہلی بیوی کے ہی بہانے آپ مجھ سے بات تو کرتے ہیں۔ "

ہانیہ کی بات پر وجاہت نے ایک لحظے کو اسے آنکھ اٹھا کر دیکھا

"ایک طرف تم میرے سامنے زیادہ نہیں آتی۔ مجھ سے نظر نہیں ملاتی۔۔۔ دوسری جانب چاہتی ہو میں تم سے بات کروں" وجاہت نے اسکے ہی الفاظ اور عمل کو توجہ میں رکھتے سوال کیا تو ہانیہ چند ثانیے گڑبڑاہٹ اور گھبراہٹ سے کھڑی رہی۔

"ممم۔ میں تو بس۔۔۔۔ ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔۔ آپ کی مرضی بات کریں یا نا کریں۔" وہ خشک ہوتے گلے کو تر کرتی تیز مگر لڑکھڑاہٹ زدہ لہجے میں کہتے ہوئے کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔

"پتا ہے۔ مہک کیا کہتی تھی۔ میری مرضی کے بنا مجھ سے بات مت کرنا۔۔۔ "

وجاہت نے نیچے جھک کر شمس کو اٹھایا جو اسکی ٹانگوں کے ساتھ کھڑا کھیت پر اڑتی تتلیوں کو دیکھ رہا تھا پھر خود بھی ٹیکسی میں آ بیٹھا تو ڈرائیور نے اسے راستے پر ڈال لیا

واپسی کا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔ ٹیکسی میں صرف شمس کے ہنسنے بولنے اور رونے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

****

دو تین دن تک کاغزی کاروائی مکمل ہونے کے بعد وجاہت کے اکاونٹ میں بیس لاکھ منتقل ہو چکا تھا

وجاہت نے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے فوراً شمس کو ہسپتال ایڈمٹ کروالیا تھا۔

شمس کے آپریشن میں ابھی دو روز باقی تھے اور وجاہت کی جان ہلق میں اٹک آئی تھی۔

ہانیہ بھی اپنے تعئیں اس بچے کے لیے فکر مند تھی جو اس سے پہلے ہی روز سے مانوس ہو چکا تھا۔

سرجری سے پہلے کچھ ٹیسٹ ہونے باقی تھے

وجاہت انکی ہی بھاگ دوڑ میں لگا ہوا تھا جبکہ ہانیہ شمس کا خیال رکھ رہی تھی۔

وہ ننھا بچہ نہیں جانتا تھا کہ آنے والے دنوں میں کس تکلیف سے گزرنے والا تھا تبھی بے فکری کی زندگی جی رہا تھا

سوائے اس وقت کے جب اسے ڈاکٹر ٹیسٹ کی مد میں انجیکشنز لگاتے تھے یا اسکی کلائیوں پر ڈرپ کی سوئیاں لگتی تھیں

ہانیہ اس وقت ہسپتال کے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تھی۔

شمس کو وجاہت ٹیسٹ کے لے کر گیا ہوا تھا۔ یہ کل صبح ہونے والی سرجری سے پہلے ایک آخری ٹیسٹ تھا۔

ہانیہ کے ہلق میں بار بار گلٹی ابھر کر معدوم ہوتی تھی

پریشانی فکر اور ایک چور پن کا احساس تھا جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا

پسینوں سے بھیگتی اسکی مٹھیاں جان کو سولی پر ٹانگے ہوئے تھیں۔۔۔

وہ ایک بڑی پریشانی میں مبتلہ تھی مگر جانتی نہیں تھی کہ اس سے کیسے نکلا جائے۔۔۔

****

اگلی صبح سرجری کی مکمل تیاری کی جا چکی تھی۔

ڈاکٹر نے وجاہت کو آپریشن کی فیس ہسپتال کے اکاونٹ میں جمع کروانے کو کہا تا کہ جلد از جلد آپریشن شروع ہو سکے ۔

وجاہت نے جو نہی رقم منتقل کرنے کے لیے موبائل پر اپنا اکاونٹ کھولا تو اسکا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

اسکے اکاونٹ میں رقم نہیں تھی۔

ساتھ ہی خریدار کا پیغام تھا جس کے مطابق وجاہت نے اسے کسی اور کی خریدی ہوئی زمین بیچی تھی جس کا پتا لگتے ہی خریدار نے اپنی رقم واپس لے لی تھی۔

"سرجری میں دیر ہو رہی ہے۔آپ جلدی فیس پے کریں۔۔۔"ایک نرس نے آکر اسے پھر سے یاد دہانی کروائی تو وہ تیزی سے وارڈ کی طرف بھاگا۔

ہانیہ وہاں نہیں تھی

وہ غائب تھی

وجاہت نے بے اختیار اپنا سینہ تھاما تھا۔

اسکے ٹھنڈے پسینے چھوٹنے لگے تھے

"ڈاکٹر آپ پلیز سرجری کریں۔میں بعد میں فیس پے کردوں گا۔ابھی پیمنٹ کا کچھ ایشو ہو گیا ہے" وہ بھاگا ہوا سرجری پینل میں شامل ایک ڈاکٹر کے پاس گیا اور درخواست کی

"پیمنٹ نہیں تو سرجری بھی نہیں" وہ اکھڑ مزاج سا ڈاکٹر روکھے پن سے کہہ کر آگے بڑھنے لگا۔

شمس کافی دیر تک اس ڈاکٹر کی منت سماجت کرتا رہا مگر کوئی حصول نا ہوا۔

ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ اگر انہیں دنوں میں شمس کی سرجری نا ہوئی تو بیماری مزید پیچیدگی پکڑ سکتی ہے جس کی آخری حد موت ہو سکتی ہے۔

وجاہت ادھر ادھر بھاگتا ڈاکٹرز کے ترلے منتیں کرنے میں مصروف تھا۔

اسکا سانس پھولا ہوا تھا اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

ارد گرد پھرتے وہ کیسے انسانی صحت کے محافظ تھے جن کے سینوں میں دل نہیں تھے۔

****

چار سال پہلے۔۔۔۔

عالمگیر ہاوس میں اس وقت صباحت بیگم کے احکامات کے مطابق ملازم ادھر ادھر بھاگتے کام کر رہے تھے۔

"سلمہ تم نے وجاہت کا کمرہ ٹھیک سے تیار کروادیا ہے نا۔۔میں نہیں چاہتی وہ کوئی شکایت کرے۔"صباحت بیگم نے ملازمہ کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا۔

وہ کمرے کی تیاری سے لیکر کھانے پینے کا اہتمام بھی اپنے اکلوتے پوتے کی پسند کا کروارہی تھیں جو لندن سے پاکستان ان سے ملنے کے لیے آرہا تھا۔

"جی بیگم حضور۔۔سب کام درسگتی سے ہوگئے ہیں"سلمہ نے انہیں تسلی دلائی۔

صباحت بیگم نے اب اپنا رخ کچن کی طرف کر لیا تاکہ وہاں کے انتظامات کا بھی جائزہ لے سکیں۔۔۔

وہ اپنے دل کی تسلی کے لیے ایک بار خود بھی وجاہت کا کمرہ دیکھنے چلی آئیں تھیں۔

دودن پہلے وجاہت نے انہیں فون پر اطلاع دی تھی اور اسی وقت سے ناخود چین لیا تھا ناہی ملازموں کو لینے دیا تھا۔

وہ کمرے میں آئیں تو بیڈ سائڈ ٹیبل پر ایک فریم رکھا نظر آیا۔

میاں بیوی اور چھ سال کا بچہ۔۔۔

سکندر عالمگیر

ادینہ سکندر

اور وجاہت سکندر

صباحت بیگم نے فریم اٹھایا اور اپنے بیٹے کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

یک دم ان کی آنکھوں میں نمی سی در آئی تھی۔

وہ پچیس سال پہلے اس وقت کو یاد کرنے لگی جب عالمگیر حیات نے اپنے لندن پلٹ اکلوتے بیٹے کو گھر اور جائیداد سے اس لیے بے دخل کیا تھا کہ اس نے ایک عیسائی عورت سے شادی کی تھی۔

عالمگیر حیات کو یہ بات ہر گز قبول نہیں تھی کہ ان کے خاندان کی نسل آگے بڑھانے والی عورت عیسائی ہو جس کے باعث انہوں نے ادینہ کی گود میں اٹھائے ہوئے وجاہت کو بھی قبول نہیں کیا تھا۔

سکندر عالمگیر نے باپ کو منانے کی بہت کوشش کی مگر جب عالمگیر حیات کا فیصلہ اٹل رہا تو وہ بیوی اور بیٹے کو لیکر واپس لندن چلے گئے۔

عالمگیر حیات نے سختی سے صباحت بیگم کو منع کر دیا تھا کہ اب اس گھر میں سکندر کا ذکر نہیں ہو گا۔

وہ تابع دار بیوی تھیں

شوہر کے حکم کے آگے خاموشی سے اپنی سسکیاں حلق میں ہی گھونٹ لی تھیں۔

وہ ماضی کے خیالات میں گم تھیں کہ جب پیچھے سے دو ہاتھ انکے کاندھوں پر آئے اور ساتھ ہی "بھاو" کی آواز نے سماعت کا احاطہ کیا۔

وہ ایک لحظے کو بری طرح ہل گئیں

"وجاہت !" صباحت بیگم نے مصنوئی شکایتی انداز میں اسکا نام پکارا۔

"جی دادو یور ون اینڈ آنلی گرینڈ چائلڈ وجاہت "وجاہت دادو کا رخ اپنی طرف پھیرتے ہوئے بھرپور انداز میں بولا تھا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا" صباحت بیگم نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتے کہا۔

"ڈئیر دادو میرا تو ارادہ فل ہارر پروگرام کرنے کا تھا مگر آپ تو اتنے میں ہی ڈر گئیں۔۔۔" وجاہت نے الٹا ان سے ہی شکایت کر دی تھی

"حد ہے پوتے صاحب۔۔آپ کیا چاہتے ہیں کہ ہم ڈر کر ہارٹ اٹیک سے مر جائیں۔" صباحب بیگم کا بھی گلہ جائز تھا

"اوفو دادو۔۔یہ مرنے کی بات کہاں سے آگئی۔مرے آپ کے دشمن۔" اس بار وجاہت واقعی ناراضی سے بولا تھا۔

"خیر چھوڑوں ان باتوں کو۔۔تھکے ہوئے ہوگے۔۔فریش ہو جاو۔پھر ہم کھانے پر تفصیل سے بات کریں گے۔۔" صباحت بیگم نے بات کو ختم کرتے اسے ہدایت دیں اور اسکا کمرہ تھپتھپاتے ہوئے باہر چلی گئیں۔

انکے جاتے ہی وجاہت نے آگے بڑھ کر فوٹو فریم اٹھالیا۔

وہ تصویر لندن کے ہی ایک پارک کی تھی۔

وہ جب دو سال پہلے پہلی بار آیا تھا جب دادو کے لیے لیکر آیا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے وجاہت نے دادو کو فریم پر ہاتھ پھیرتے اور روتے ہوئے دیکھ لیا تھا تبھی اس نے ان کا دھیان بھٹکانے کے لیے پیچھے سے آکر ڈرانے کا ڈرامہ کیا تھا۔

وجاہت نے فریم واپس رکھا

ایک نظر کمرے کی طرف ڈالی۔

بالکل ویسا جیسا پچھلی بار اس نے اپنا کمرہ سیٹ کیا تھا۔

ٹھیک اسی طرز پر نئے سرے سے سیٹ ہوا۔۔

وہ فریش ہو کر کمرے سے باہر آیا تو صباحت بیگم ملازم سے کہتی کھانا لگوا رہی تھیں۔

"تو ڈیئر دادو۔۔ کیا مینیو ہے آج کا۔ بڑی زور و شور و سے بھوک لگی ہے۔" وجاہت نے انکے کاندھوں پر دونوں بازو ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی پسند کا سب کچھ۔۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے سب بنایا ہے" دادو نے جوابا مشفق انداز میں کہا

"تو پھر جلدی سے کھلائیں نا۔۔۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔۔" وہ ایک بچے کی طرح آنکھیں ٹمٹماتے پیٹ پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔

"ہاں ہاں۔ چلو آؤ بیٹھو ٹیبل پر۔۔" صباحت بیگم نے اسے آگے بڑھنے کا کہا۔

"واہ واہ۔۔ مزا آگیا۔ ڈیلیشیز۔۔۔ دادو آپ کے آگے تو دنیا کا ہر شیف فیل ہے۔۔ واہ کیا بات ہے میری دادو کی۔۔۔" وہ ایک ایک ڈش چھکتا جاتا اور بلند آواز میں تعریفوں کے پل باندھتا جاتا۔۔

"وجاہت ڈرامے کم کرو اور کھانے پر دیھان دو۔۔" صباحت بیگم نے اسے گھورا۔

"لگتا بہت زیادہ اوور ایکٹنگ ہو گئی۔۔" وہ زبان دانتوں تلے دباتے ہوئے بولا تو صباحت بیگم بے اختیار مسکرپڑی۔

وجاہت جانتا تھا کہ دادو صرف اس کی موجودگی میں خوش ہوتی تھیں اس لیے وہ ان کے ساتھ مزاق کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا۔

"سب بہت اچھا بنا ہے۔اس بار واقعی سچ کہہ رہا ہوں۔۔" وہ تقریبا کھانے سے فارغ ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"مام سے کہوں گا آپ سے کوکنگ کلاسز لیں۔۔" ڈیزرٹ کا چمچہ منہ میں رکھتے بولا تھا۔

"کیوں تمھاری ماں اچھا کھانا نہیں بناتی؟ "

"بناتی ہیں مگر آپ کے جیسا نہیں۔۔" وہ سر کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے کاندھے اچکاتے بولا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ دادو کے ساتھ کمرے میں واپس آ گیا تھا۔

دونوں بیڈ پر بیٹھے تھے اور وجاہت ان کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔

کبھی سفر کا حال سناتا تو کبھی لندن کا کوئی قصہ سنانے لگتا جسے صباحت بیگم بہت اشتیاق سے سن رہی تھیں۔

"ڈیڈ آپ کو بہت مس کرتے۔۔ گرینڈ پا کی ڈیتھ کے بعد آپ کو بھی ہمارے ساتھ لندن چلنا چاہیے تھا۔" ہنسی مزاق کی باتیں کم ہوئی تو وجاہت نے سنجیدگی سے کہا۔

"تمھارے دادا چاہتے تھے کہ میں اس گھر کو نا چھوڑوں۔۔اور ویسے بھی اس گھر سے کئی یادیں جڑی ہوئی ہیں۔"

صباحت بیگم نے کہتے ہوئے ایک لمحے توقف کیا۔

"اور تم مجھ سے شکایت کر رہے ہو۔ کبھی اپنے باپ سے بھی تو پوچھو کہ وہ کیوں نہیں آیا بیوی بیٹے کو لیکر ہمارے پاس۔۔باپ نے گھر سے نکالا تھا ماں نے تو نہیں۔ سکندر نے تو اتنے سال مجھ سے بھی کنارہ کر کے رکھا۔"صباحت بیگم دل کا بوجھ زبان پر لاتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھرتے واضح طور پر گلہ کرنے لگی تو وجاہت نے آگے بڑھ کر انہیں بازووں کے حصار میں لیا۔

"وہ ایکچولی اس بات پر ناراض تھے کہ آپ نے ان کے لیے سٹینڈ کیوں نہیں لیا۔۔دادا کے آگے خاموش کیوں رہیں"وجاہت نے انکے آنسو چہرے سے پونچھتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں فرق نہیں پڑتا۔۔ہمارا پوتا ہمارے پاس ہے بس یہی کافی ہے۔۔"صباحت بیگم نے خود بھی آنکھوں کی نمی صاف کرتے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اب رونا بند کریں دادو۔۔یہ بتائیں آپ نے میرے لیے کوئی لڑکی دیکھی کہ نہیں۔ پچھلی بار کہا تھا کہ اگلی بار جب آو گے تو دیکھ کر رکھوں گی۔۔۔"وجاہت نے موضوع تبدیل کرتے ہوئے استفسار کیا۔

"ہاں دادو کی جان۔۔آپ کے لیے لڑکی دیکھ رکھی ہے۔دراصل وہ آپکی سیکنڈ کزن ہے۔۔میرے بڑے بھائی کی نواسی مہک اعجاز"صباحت بیگم نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بتایا۔۔

"مہک اعجاز۔۔!"وجاہت نے زیر لب نام پکارا۔

"کیا آپ کے بڑے بھائی راضی ہیں۔۔"وجاہت نے سوال کیا۔

"کیوں ناراضی ہونگے۔۔۔وہ تو چاہتے ہیں کہ ابھی رشتہ لیکر ان کی طرف چلی جاوں۔۔میرے خوبصورت جوان پوتے سے زیادہ اچھا کوئی لڑکا ملے گا کیا انہیں۔"صباحت بیگم نے کہتے اسکا چہرا ہاتھوں میں لیتے بلائیں لیں تھیں۔۔

"دادو میں پہلے ہی بتارہا ہوں کہ میری بیوی شکل وصورت کی خوبصورت ہونی چاہیے۔اگر آپ نے کوئی عام سی لڑکی پسند کرر کھی ہے تو ابھی رشتے کی بات ختم کر دیں۔"وجاہت نے انکے سامنے شرط رکھی تھی

"بیٹا مہک صورت کی بہت پیاری ہے۔۔مگر میری یہ نصیحت ہو گی کہ صورت پر سیرت کو فوقیت دینا۔خوش رہو گے"وہ اسے نصیحت کرتے ہوئے بولیں تو وجاہت نے عدم دلچسپی سے کاندھے اچکائے۔

"وہ بعد کی بات ہے۔۔"اسنے یہ جملہ سیرت والی بات پر کہا تھا۔

فلحال تو اسے سب سے زیادہ اس بات کی غرض تھی کہ اسکی بیوی شکل وصورت کی خوبصورت ہو۔رومانوی کہانیوں میں پائی جانے والی کسی حسین دوشیزہ کی طرح جسے دیکھ کر ہر لڑکی دم بھرتی رہے۔

"لندن میں کیا کوئی خوبصورت لڑکی نہیں ہے جو یہاں کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔ "

"میرے مطلب کی کوئی نہیں ملی۔۔ہاں بہت سی فیمیل فرینڈز ہیں مگر کوئی وائف میٹیریل نہیں تو سوچا کیوں نا پاکستان کی پروڈکٹ بھی دیکھ لوں۔"وجاہت نے وجہ بیان کی

"اگر مہک بھی آپ کے سٹینڈرڈ پر نا آئی تو۔۔ "

"تو کیا دنیا حسیناؤں سے بھری پڑی ہے۔ کہیں اور ڈھونڈ لیں گے وائف میٹیریل لڑکی" اسنے مزے سے کہتے کندھے اچکائے تو دادو نے افسوس سے سر ہلایا۔

"میرے بچے اپنے اٹینڈرڈز اتنے مت بڑھاؤ اور خوبصورتی ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔۔ ابھی شاید سمجھ نا آئے مگر ایک دن اس بات کا ضرور احساس ہو گا۔" وہ بہت شائستہ مگر لہجے پر دباؤ دیکر بولی تھیں۔

وجاہت نے ظاہری طور پر سر اثبات میں ہلا دیا۔

****

"مائی نیم از شیلا

شیلا کی جوانی

آئی ایم ٹو سیکسی فار یو

میں تیرے ہاتھ نا آنی "

سیاہ جینز کے اوپر وائٹ ٹاپ پہنے وہ سامنے کھڑے سٹینڈ میں لگے موبائل کیمرے کے آگے کھڑی گانے پر ڈانس کرتی ٹک ٹاک بنانے میں مصروف تھی جب سدرہ اعجاز دروازہ کھول کر اندر آئیں۔

"مہک ہر وقت ایک ہی کام۔۔ جان چھوڑ دو اس مصیبت کی۔ تمھارے پاپا کسی دن بہت غصہ کریں گے تو اچھی رہو گی۔۔" سدرہ نے آگے بڑھ کر موبائل بند کیا تو مہک نے کوفت سے ماں کو دیکھا۔

"آپ کی پرابلم کیا ہے ماما۔۔۔ کیوں مجھے دسٹرب کر رہی ہیں۔" وہ سر جھٹکتے بیزاریت سے بولی تھی۔

"میری پرابلم تمھارا یہ ٹک ٹاک ہے۔ پاگل ہوئی پڑی ہو اس کے پیچھے۔اب جلدی سے تیار ہو جاو۔ چھوٹی نانو آرہی ہیں۔اور ڈھنگ کے کپڑے پہننا تاکہ وہ تمہیں پسند کر جائیں۔"سدرہ نے موبائل بیڈ پر اچھالتے ہوئے اسے اطلاع دی

"کیوں پسند کر جائیں۔۔"مہک نے آنکھ اچکا کر پوچھا۔

"اپنے پوتے سے شادی کے لیے۔اب باتیں کم کرو اور تیار ہو جاو۔۔"سدرہ نے اسے جلدی کرنے کو کہا۔

"ماما۔آپ پہلے مجھ سے پوچھ تو لیں کہ مجھے شادی کرنی بھی ہے کہ نہیں۔"وہ ماں سے شکایتی انداز میں استفسار کرنے لگی تو سدرہ نے اسکا چہرا ہاتھوں میں تھاما۔

"لڑکا لندن سے آیا ہے۔ بزنس اور جائیداد کا اکلوتا وارث ہے۔ عیش کرو گی۔ "

عیش کا لفظ سنتے ہی مہک کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔

اگر ایک طرف وجاہت کی ضد تھی کہ اسکی بیوی بہت خوبصورت ہو وہیں مہک کی خواہش تھی کہ اسکا شوہر بہت امیر ہو

****

حال۔۔۔

"ڈاکٹر بچے کی سرجری شروع کرنی ہے۔پیمنٹ ہو چکی ہے۔ "

وہ ہسپتال کے فرش پر ڈھ سا گیا تھا جب نرس کی آواز سماعت میں پڑی۔

وجاہت نے اپنی آنسوزدہ آنکھیں اٹھائیں تو ڈاکٹر اور نرس کو تیزی سے آپریشن تھیٹر کی طرف جاتے دیکھا۔

اگلے تین گھنٹے وہ اذیت کی سولی پر ٹنگا رہا تھا۔

جب تک سرجری چلتی رہی اسکی جان اٹکی رہی

ذہن کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔ وہ ہر سوچ سے مبرا تھا۔

بس کوئی سوچ باقی تھی تو یہ کہ اسے اپنا بیٹا صحت یاب چاہیے تھا۔ اسے کچھ ہو گیا تو وہ بھی مر جائے گا۔

وہ ہانیہ کو بھی فراموش کر چکا تھا۔

وہ ابھی یہ بھی نہیں سوچ رہا تھا کہ آخر سرجری کے لیے رقم کس نے ادا کی

وہ بس شمس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

آپریشن تھیٹر کے دروازے پر لگی لال روشنی بند ہوئی تو وجاہت تیزی سے اس طرف بڑھا۔

سرجن اس وقت باہر نکل کر آیا تھا۔

"کیا وہ ٹھیک ہے۔۔ میرا بیٹا۔۔ سرجری ٹھیک ہو گئی ہے کیا۔۔ وہ نہایت بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھنے لگا۔

"چوبیس گھنٹے تک بچے کو ابزرویشن میں رکھا جائے گا پھر ہی کچھ کہہ سکتے ہیں" سرجن نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بتایا اور آگے بڑھ گیا۔

سرجری تو ہو گئی تھی مگر کامیاب بھی ہوئی تھی اسکا ابھی تعئین کرنا باقی تھا۔

"ایکسکیوزمی۔۔ کیاآپ مجھے بتا سکتی ہیں میرے بیٹے کی سرجری کے لیے کس نے فیس پے کی ہے۔" اسکی نظر نرس پر پڑی تو تیزی سے اس تک پہنچا۔

"سوری سر۔۔ میں نہیں بتا سکتی۔ مجھے منع کیا گیا ہے۔۔" نرس نے جواب دیا

"پلیز مجھے بتائیں۔ مجھے اس آدمی کو پیسے واپس کرنے ہیں۔" وجاہت نے بات پر زور دیا۔

مگر نرس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اسے ایک دوسرے آپریشن کی تیاری کے لیے وارڈبوائے بلا کر لے گیا۔۔۔

جبکہ وجاہت اس مسیحا کے بارے میں سوچنے لگا جس نے اسکے مشکل وقت میں اسکی مدد کی تھی۔

اگر کبھی وہ جانے گا کہ اسکا ہمدرد کون ہے تو اپنی ساری دولت اس مدد کے بدلے اس پر نچھاور کردے گا۔

****

ماضی۔۔۔۔۔

صباحت بیگم کی آمد کا معلوم ہوتے ہی سدرہ نے مہک کو اچھے سے تیار ہونے کا کہہ دیا تھا۔

انکے کمرے سے جاتے ہی مہک نے آڑھے ترچھے منہ بناتے اپنا موبائل بیڈ سے اٹھایا اور پچھلے دو گھنٹے سے بنائی ہوئیں ڈانس کی ویڈیوز ٹک ٹاک پر اپلوڈ کرنا شروع کردیں۔

کچھ دیر بعد وہ شیشے کے سامنے تیار کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

آف وائٹ کلر کے ٹراوزر کے ساتھ کڑھائی والا مہندی رنگ کرتا پہنے براون ڈائی شدہ بالوں کو ہلکا گھنگریلا کیے اور مناسب سا میک اپ کیے مہک بہت پیاری لگ رہی تھی مگر اسکی ہر ادا میں ایک مغرور پن سا جھلکتا تھا۔

"مہک کتنی دیر لگا دی ہے تم نے۔اب آ بھی جاو۔نانو انتظار کر رہی ہیں۔"سدرہ اسے ایک بار پھر آنے کا کہہ کر واپس چلی گئی۔

"تو تم سے بھی مل لیتے ہیں مسٹر ریچی (امیر)"مہک نے ایک ادا سے کہتے گال پر آئی بالوں کی لٹ انگلی سے کان کے پیچھے اڑسی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"ہیلو نانو جان۔کیسی ہیں آپ۔۔"ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی وہ مصنوئی شوخ بھرے انداز میں بولی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔تم کیسی ہو۔"صباحت بیگم نے بھی جواباً اسکا حال پوچھتے پیار کیا تھا۔

"میں بہت پیاری ہوں۔۔"مہک نے خود تعریفی کے منار پر چڑھتے ہوئے کہا تو صباحت بیگم اسکی بلائیں لینے لگی۔

"اللہ تمہیں ہمیشہ ایسا پیارا ہی رکھے۔ "

مہک انکی دعا پر مسکرائی اور کمرے میں نظر ڈالی تو اسے وہاں نانو کا لندن پلٹ پوتا نظر نہیں آیا۔

وہ اس سے پہلے کچھ بولتی اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔مہک نے کال کاٹ دی۔وہ یہ کال ابھی نہیں اٹھا سکتی تھی جبکہ صباحت بیگم صوفے پر بیٹھ چکی تھیں اور سدرہ سے باتوں میں مصروف تھیں۔

اعجاز صاحب اس وقت گھر پر نہیں تھے۔

جب بار بار کال آنا بند نا ہوئیں تو صباحت بیگم مہک سے مخاطب ہوئیں۔

"بیٹا کال اٹھالو۔ضروری بھی ہوسکتی ہے۔ "

مہک زرا سا سر اثبات میں ہلاتی باہر نکل گئی اور چند قدم آگے جاتے ہی کال ریسیو کر لی

"تم سے کتنی بار کہا ہے جب کال نا اٹھاوں تو بار بار مت کیا کرو۔کیا آفت آپڑی تھی۔"صباحت بیگم کی وجہ سے آواز کو آہستہ مگر کوفت زدہ رکھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

وہ یونہی کال کے دیھانے میں آگے چلتی کاڑیڈور کی طرف مڑی جب سامنے سے آتے وجاہت سے اسکا تصادم ہو گیا

۔

مہک گرپڑتی مگر وجاہت نے تیزی سے اسکا بازو تھام لیا۔

وجاہت سیدھا کھڑا تھا محض زرا سا مہک کی طرف جھکا ہوا بلکہ مہک زمین کی طرف دہری ہوئی تھی اور اسکا دایاں بازو وجاہت کے ہاتھ میں تھا جس میں موبائل تھا۔

کال چل رہی تھی۔وجاہت کہیں سن نا لے۔۔

مہک نے اپنا بازو کھینچا اور تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"ہاوڈیئر یو چھ می۔۔"مہک نے آنکھوں کو انگاڑا بناتے ہوئے سامنے کھڑے وجاہت سے پوچھا جو کہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"محترمہ آپ کو گرنے سے بچایا ہے اور ٹھینکس کہنے کی بجائے رعب دکھا رہی ہیں۔"وجاہت نے جواباً آنکھ اچکاتے ہوئے گلہ کیا۔

"اوہ۔ پہلے خود سامنے سے آکر مجھے ہٹ کر کے گرانے کی کوشش کرتے ہو اور اب مجھے بچانے کا ناٹک کر رہے ہو۔ سو سلی۔" مہک نے ہاتھ جھلاتے ہوئے سارا مدعا اس پر ڈال دیا۔۔

"میں سامنے سے نہیں آیا۔ تم سامنے سے آئی تھی۔" وجاہت کی بھی اکڑ برقرار تھی۔

"دیکھیں زرا پھوپھو۔ یہ دونوں تو ابھی سے میاں بیوی کی طرح لڑنا شروع ہو گئے۔ خوب جمے گی ان کی جوڑی۔" سدرہ کی آواز کانوں میں پڑی تو دونوں نے اس طرف چونک کر دیکھا جہاں صباحت بیگم اور سدرہ کھڑیں کب سے انہیں بحث کرتا دیکھ رہی تھیں۔

"اوہ۔ تو یہ ہے مسٹر ریچی۔ لندن رٹن۔۔" مہک جو کہ بنا وجاہت کا تعارف لیے اس سے جھگڑنے لگ گئی تھی اب حقیقت جان کر خود کو پر سکون کر چکی تھی۔

"تو یہ ہے وہ سندر حسینہ جس کی داد و باتیں کر رہی تھیں۔" وجاہت نے بھی حقیقت جان کر مہک کو سر سے پاوں تک نظروں سے سکین کیا تھا۔

"آو بیٹا اندر آو۔ اب کیا وہیں کھڑے رہو گے۔" سدرہ آگے بڑھ کر وجاہت سے مخاطب ہوئیں تو وہ مہک پر سے نظریں ہٹاتا آگے چل دیا۔

"تم دونوں پہلے ہی ایک دوسرے سے مل چکے ہو تو اب انٹروڈیوس کروانا تو بنتا نہیں ہے۔" وہ سب واپس ڈرائینگ روم میں آکر بیٹھے تو سدرہ نے بات کا آغاز شروع کیا۔

"پھوپھو۔اب آپ آگے کی بات بچوں کے سامنے رکھیں تاکہ یہ اپنا فیصلہ کر سکیں۔"سدرہ نے نہایت مودب انداز میں معاملہ صباحت بیگم کے سپرد کیا۔

"بالکل۔بڑا ہونے کے ناطے یہ میرا فرض ہے کہ ہم اپنی خواہش بچوں کے سامنے رکھیں اور انکی مرضی جانے۔

وجاہت میری جان آپ بتائیں کیا آپ کو مہک پسند آئی۔کیا آپ کو اس رشتے سے کوئی اعتراض تو نہیں۔۔"صباحت بیگم نے مختصر سی تمہید کے ساتھ بات کا آغاز کرتے وجاہت سے استفسار کیا۔

وجاہت ایک لحظے کو خاموش رہا

ایک نظر پھر سے مہک پر ڈالی جو سنگل صوفے پر بہت اعتماد کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"مجھے منظور ہے۔"کچھ لحظے کے بعد وہ بالآخر حامی بھر گیا۔

"مہک بیٹا تم بھی اپنی مرضی بتاو۔"وجاہت کی حامی کے بعد مہک سے سوال کیا گیا۔

مہک نے جب جواب دینے میں تاریخ کی تو سدرہ اسے آنکھیں دکھانے لگ گئیں جس کا مطلب وہ صاف جانتی تھی

"آئی اگریڈ نانو جان۔"اگلے ہی پل وہ خوش دلی سے بولی تھی۔

"ماشاءاللہ۔پھوپھو بچے تو راضی ہیں مبارک ہو آپ کو۔اب بس جلدی سے یہ دونوں ایک ہو جائیں میری تو یہی خواہش ہے۔"سدرہ نے بھوپور خوشی کا مظاہرہ کرتے صباحت بیگم سے کہا۔

"انشااللہ ضرور۔۔"صباحت بیگم بھی خوشی سے بولی تھیں۔

وہ وجاہت کو دیکھنے لگیں جو کہیں کھویا ہوا سا معلوم ہوا جیسے کسی گہری سوچ میں ہو

اگلے ہی پل وہ انکی طرف دیکھ کر مسکرا دیا تو احساس ہوا صباحت بیگم کی آنکھوں میں نمی سی در آئی تھی۔

"کاش سکندر اور ادینہ بھی اس وقت یہاں ہوتے" وہ ایک آہ بھرتے دل کی حسرت زبان پر لے آئیں تھیں۔

وجاہت جواباً کچھ بولے بنا محض انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا

جبکہ سدرہ اور مہک اپنی ہی باتوں میں مصروف تھیں۔

کچھ دیر بعد صباحت بیگم جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں تو سدرہ کے اشارہ کرنے پر مہک نے فوراً اٹھ کر ان سے دعا لینے کو سلام کیا۔

پہلے وہ ان سے نانو کی حیثیت سے ملی تھی۔اب ہونے والی دادی ساس کی حیثیت سے۔

صباحت بیگم نے اسے پیار کرتے اپنی انگلی میں پہنی سونے کی انگوٹھی اسکی انگلی میں پہنا دی۔

"یہ میری طرف سے میری پیاری بیٹی کے لیے شگن۔" انہوں نے کہا تو مہک چمکتی آنکھوں کے ساتھ اپنی انگلی میں سجی انگوٹھی دیکھنے لگی۔

خالص سونے کی بنی بھاری انگوٹھی اور یہ تو ابھی شروعات تھی۔

"نانو جان۔یہ بہت پیاری ہے۔۔۔ تھینکس آلوٹ۔" وہ بھرپور انداز میں انکے گلے لگ گئی

صباحت بیگم سدرہ کے ساتھ ڈرائینگ روم سے نکل گئیں جبکہ وجاہت ابھی وہیں کھڑا تھا

مہک نے اسکی طرف دیکھا تو وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔ نظر لگانی ہے۔اب جاو بھی نانو جان ویٹ کر رہی ہیں۔" مہک نے انگوٹھی کو گھماتے ہوئے بہت نروٹھے پن سے کہا تو وجاہت بے ساختہ ایک قہقہہ لگاتے ہوئے خود بھی آگے بڑھ گیا۔۔۔

گاڑی عالمگیر ہاوس کی جانب رواں دواں تھیں۔

وجاہت ڈرائیو کر رہا تھا۔

ایک سگنل پر گاڑی رکی تو وجاہت کی نظر وہاں لگی ایک پھلوں کی ریڑھی پر گئی۔

وہ بغور اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اسکے خیالات میں سے نکل کر ایک برقع میں ملبوس لڑکی ریڑھی کی دوسری جانب آ کھڑی ہوئی۔ لڑکی مکمل طور پر پردے میں ڈھکی ہوئی تھی یوں کہ وجاہت اسکا چہرا نہیں دیکھ پایا تھا۔

پچھلی جانب سے کار کا ہارن بجا تو وجاہت خیال سے چونکا۔

لڑکی غائب ہو چکی تھی۔

ریڑھی کا مالک ایک طرف سے آتا اسے آگے گھسیٹ چکا تھا۔

وجاہت نے بھی سر جھٹکے گاڑی آگے بڑھا لی

صباحت بیگم جو کہ سکندر کے بارے میں سوچتی ہوئیں اپنے ہی خیالات میں گم تھیں وجاہت کی کیفیت سے انجان رہی تھیں۔

****

"ہاں بولو اب۔ کیا بات تھی۔" مہک اپنے کمرے میں آتے ہی ایک نمبر ملاتے تیزی سے بولی۔

وہ کال جو کہ وجاہت سے ٹکرانے کے باعث ادھوری رہ گئی تھی۔

"تمھاری ٹاک ٹاک ویڈیو پر ون ملین لائکس آئیں ہیں صرف ایک دن میں۔ تم تو فیوچر سٹار ہو مائی ڈیئر۔" دوسری جانب سے آواز ابھری تو مہک نے مرعوبیت بھری ادا سے اپنا سر جھٹکا۔

"اس میں کوئی شک نہیں۔ ایک دن مہک اعجاز بہت بڑی سٹار بنے گی۔ لوگ اسکی ایک جھلک کو دیکھنے کو ترسیں گے۔" وہ بہت اعتماد کے ساتھ بولتی خود کو شیشے میں دیکھتے سراہنے لگی تھی۔۔۔

مزید کچھ دیر بعد باتیں کرنے کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔

پھر ٹاک ٹاک کھول لیا تو دیکھا اسکی کل کی اپلوڈ کری ہوئی ایک ویڈیو پر اب تک املین سے زیادہ لائکس آ چکے تھے۔

موبائل سکرین پر چلتی اپنی ہی ویڈیو کو دیکھتے ہوئے مہک نے خود کی بلا لیتے نازپن سے مسکرائی تھی۔

بے شک وہ بہت خوبصورت تھی اور مہک اعجاز کو اپنی خوبصورتی پر بہت ناز تھا۔

****

حال۔

چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے۔

ڈاکٹرز شمس کے سرجری کے بعد ہونے والے ٹیسٹ کر چکے تھے۔

ابھی ان کی ٹرپیپورٹس آنی بقی تھی۔

شمس کو وارڈ میں شفٹ میں منتقل کر دیا گیا تھا

اسکے سینے پر پٹی بندھی تھی

وہ دواوں اور انجیکشنز کے زیر اثر سویا ہوا تھا اور وجاہت کل سے اب تک ایک پل کو بھی آنکھ نا بند کر سکا تھا۔

وہ شمس کا ننھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔

دماغ میں بہت سی باتیں گردش کر رہی تھیں۔

پہلی شمس کی رپیپورٹس ٹھیک آجائیں۔

دوسری۔گاوں کی زمینوں کو پہلے سے ہی کس نے خرید و فروخت کیا تھا۔

ہانیہ اچانک سے کہاں گئی تھی۔کیا وہ ہی سارے پیسے لیکر دھوکا دے کر بھاگ گئی تھی۔وجاہت کے زہن میں یہ خیال ابھرا تو اس نے اذیت سے آنکھیں موندھ کر کھولیں۔

اور سب سے آخری خیال یہ تھا اسکی مدد کرنے والا کون تھا جو خود کو منظر عام پر بھی نہیں لانا چاہتا تھا۔

وہ اپنے خیالوں میں تھا جب ڈاکٹر شمس کا چیک اپ کرنے کے لیے وہاں آگیا۔

وجاہت تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا

ڈکٹر کے ہاتھ میں رپیارٹس تھیں۔

اسنے شمس کا معائنہ کیا پھر وجاہت سے مخاطب ہوا جو کہ بہت امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ڈونٹ وری۔ ریپارٹس آر کلیئر۔ آرٹری بلاکیج مکمل طور پر ریموو ہو چکا ہے۔ تین دن بعد آپ بچے کو ڈسچارج کر واسکتے ہیں۔" ڈاکٹر نے اسکے کاندھے پر تھپکی دیتے پیشہ ورانہ انداز میں بتایا اور واپس مڑ گیا جبکہ وجاہت بے اختیار بیڈ پر جھکا اپنی آنکھیں میچ گیا۔

اسکے انداز میں بے حد شکر واضح تھا۔

اسکی سولی پر اٹکی جان کو اب کچھ راحت نصیب ہوئی تھی۔

شمس کی طرف سے اسے بے فکری ہوئی تھی۔

اگلے ہی پل اسنے شمس کی طرف جھکتے اسکی پیشانی پر بوسہ لیا تھا۔

دو ہفتے بعد۔۔۔۔

عالمگیر ہاوس کے لان میں شمس وجاہت صباحت بیگم کی گود میں بیٹھا سامنے رکھی کہانیوں کی کتاب دیکھ رہا تھا جب کہ وجاہت لکڑی کے بنے جھولے پر بیٹھا تھا۔

"ہانیہ کو نہیں لے کر آئے" صباحت بیگم نے اس سے استفسار کیا جو انکے کہنے پر ملنے آیا تھا۔

"وہ چلی گئی" وجاہت نے صباحت بیگم کی طرف دیکھا تو لہجے میں درد کی لکیریں ابھری ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔

"دادو۔ مجھے لگا وہ سدھر گئی ہے۔ اسے اپنی سزا مل چکی ہے۔ وہ اپنی خطا پر شرمندہ ہے مگر میں غلط تھا۔" وجاہت کے لہجے میں شکایت بھری اداسی چھلک آئی تھی۔

"میری بیوی مجھے اور میرے بیٹے کو پھر سے چھوڑ کر چلی گئی۔" ایک اذیت بھری سانس بھرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اور صباحت بیگم کے پاس آکر شمس کو گود میں اٹھالیا۔

"میرا نہیں تو اپنے بیٹے کا ہی خیال کر لیتی مہک اعجاز۔۔۔"

صباحت بیگم سے رخصت لیتے ہوئے وہ عالمگیر ہاوس سے نکلتے ہوئے بے دردی سے بڑابڑایا تھا۔

اسکے لہجے میں بے پناہ نفرت تھی۔

****

"روم نمبر فائیو کی پیشنٹ کی کیا رپورٹ ہے۔" ڈاکٹر تانیہ نے اپنی اسسٹنٹ کو مخاطب کرتے سوال کیا۔

"کوئی رکوری نہیں ہے میڈم۔" جواباً نفی میں سر ہلا کر بتایا گیا

ڈاکٹر تانیہ سن کر اس کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ اندر آئیں تو بیڈ کے آگے زمین پر وہ لڑکی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

"پاس مت آنا۔۔ میں نے کہا ہاتھ مت لگانا۔۔۔ دور رہو۔۔ جاو۔۔ جاو۔۔۔۔۔۔ دور رہنا۔ بچاو۔۔ بچاو۔۔" وہ لڑکی خود کو سمیٹتی بہت خوفزدہ سی ہو کر چینخنے چلانے لگی تھی جیسے وہ کسی ٹراما کے زیر اثر ہو۔

ڈاکٹر تانیہ نے اس لڑکی کو نارمل کرنے کی کوشش کی جو کہ مسلسل چینختی ہی جا رہی تھی۔

روم نمبر فائیو کی وہ پیشنٹ جو کہ گینگ ریپ کی وکٹم تھی

****

ماضی۔۔۔۔۔

صباحت بیگم اور سدرہ چاہتی تھیں کہ وجاہت اور مہک کی شادی جلد از جلد ہو جائے اور وجاہت مہک کو لیکر ہی اپنے ساتھ لندن واپس جائے اس لیے وہ تیاریوں میں مصروف تھیں

صباحت بیگم وجاہت کو اپنے ساتھ لیکر بزاروں میں گھوم رہی تھیں تاکہ شادی کے لیے خریداری کی جا سکے۔

وہ اتوار کا دن تھا۔ مہک بدستور اپنے کمرے میں بناو سنگھار سے تیار کھڑی ٹک ٹاک بنانے میں مصروف تھی۔

وہ اس کام میں بلاشبہ بہت ماہر تھی اور اس کی ہر ویڈیو پر ملین سے زیادہ لائکس آتے ہی تھے۔

ٹک ٹک پر اسکا مانو مہک کے نام سے اکاونٹ تھا اور 2 ملین سے زیادہ پیروکار بھی تھے۔

"ہائے گائز آٹس می مانو مہک۔۔ لک ڈیٹس مائی انگیجمنٹ رنگ۔۔ پیور گولڈ۔ لاولی نا۔۔" وہ بہت شوخ اور ادا سے پر لطف انداز میں اپنی انگلی میں پہنی انگوٹھی کی نمائش کر رہی تھی۔

ساتھ ساتھ مختلف گانوں پر ادائیں بکھیرتی سوشل میڈیا کی دنیا میں اپنا نام بنانے کی پہلی کاوش کر رہی تھی۔

"ہائے مائی لو۔۔ ہاو آر یو۔۔" موبائل سکرین پر پیغام ابھرا۔ پیغام کے ساتھ تین عدد منہ سے دل نکالتی ہوئی ایموجیز بھی تھیں۔

"ہیلو۔" مہک نے ہونٹوں کو گول کرتے جواب لکھا۔

"لو۔ کافی دن ہو گئے ہم ملے نہیں۔ مجھے بھول گئی ہو یا دل بھر گیا ہے" دوسرا پیغام ابھرا ساتھ ہی اداسی والی ایموجی بھی تھا۔

"ڈونٹ سے اٹ۔۔ میں تمہیں کیوں اگنور کروں گی۔ ایکچولی میری نانو آئی ہوئیں تھیں۔ بس اسی میں مصروف تھی۔" مہک نے تیزی سے پیغام لکھ کر بیجھا۔

"ریلی!۔ تم نانو کی ہی وجہ سے بزی تھیں۔" پیغام کے ساتھ آنکھ اچکتا ہوا ایموجی۔

مہک اسکا مطلب سمجھ گئی۔

"مجھے دو گھنٹے بعد ریسٹورنٹ میں ملو۔۔ سب بتاتی ہوں۔"

"اوکے۔ مجھے بھی تم سے ضروری بات کرنی ہے" دوسری جانب سے آخری پیغام وصول ہوا تو مہک نے پر سوچ انداز میں موبائل سکرین کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے وہ پھر اپنے مشغلے میں مصروف ہو گئی۔

****

وہ لکڑی کا آدھا کھڑا ہوا دروازہ کھول کر اندر آئی۔

سر تا پا خود کو برقع میں لپیٹے وہ لڑکی دراز قد اور سمارٹ جسامت کی مالک تھی۔

مزید دو قدم اندر چلتی وہ آگے آئی تو برآمدے میں بچھی چارپائی پر ایک عورت لیٹی تھی۔

"اماں میں آ گئی ہوں۔۔"لڑکی نے چارپائی کے پاس آتے وہاں لیٹی عورت کے سر کے پاس جھکتے ہوئے کہا تو عورت نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسکا چہرا ٹٹولہ۔۔وہ عورت غالبا نابینا تھی۔

"آگئی تو۔ بڑی بھوک لگی ہے۔ کچھ کھلا دے۔"عورت کے منہ سے گھٹی گھٹی سے ترسی ہوئی آواز نکلی

"ہاں اماں۔ میں روٹی لائی ہوں۔بس زرا صبر کر۔۔"لڑکی نے سیدھا ہوتے ہوئے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔

اسکی آنکھوں میں غربت کی بے بسی در آئی تھی۔

چارپائی پر لیٹی بزرگ عورت اس کچھ بولے جا رہی تھی مگر وہ بے بسی سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے آگے بڑھ رہی تھی۔

اپنا برقع اتار کر اسنے دیوار سے لگی ایک کیل سے ٹانگ دیا۔

پھر نیچے زمین پر بیٹھی جہاں ایک مٹی کا چولہا لگا ہوا تھا۔

اسنے چولہے پر خالی پتیلی رکھی اور اس میں چمچ چلانے لگی۔

اماں پھر سے کھانا مانگنے لگ گئی تھی۔

"ہاں اماں۔۔بس پکا رہی ہوں۔کچھ دیر صبر کر۔۔"لڑکی نے پتیلی میں تیز تیز چمچ چلانا شروع کر دیے ساتھ ہی بوڑھی اماں کو جھوٹے دلاسے بھی دیتی جاتی تھی۔

چولہے کے نیچے کوئی آگ نہیں جل رہی تھی مگر پھر بھی ایک اندیکھا سا دھواں اسکی آنکھوں میں چبھ کر آنسو رواں کروا رہا تھا۔

وہ کسی غیر مرکائی نکتے کو تکتے ہوئے ہنڈی میں چمچ مار رہی تھی یہاں تک کہ کچھ دیر پہلے کا ایک منظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

آج پھر پھلوں والی ریڑھی ایک تیز رفتار گاڑی گرا کر چلی گئی تھی۔

آج پھر اسکی دن بھر کی کمائی کا زریعہ زمین پر بکھرا پڑا تھا۔

آج پھر اسکی اور اور اماں کی دو وقت کی روٹی زمین بوس پڑی منہ تک رہی تھی

مگر کوئی ہاتھ مدد کو نا آیا تھا۔ وہ خود ہی تیزی سے پھل سمیٹتی آدھے سے زائد پھلوں کو دوسرے کے قدموں تلے روندھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

چمچ تیز تیز مارنے کی وجہ سے ہانڈی زرا سی پلٹ گئی تو وہ چونک گئی۔

ادھر اماں کہہ رہی تھیں "اے کیا ہوا۔ ہانڈی بنی نہیں ابھی تک۔ "

"اماں۔۔ہانڈی گر گئی۔" لڑکی نے روہانسا لہجے میں بتایا۔

"آئے ہائے۔ کیسے گر گئی ہانڈی۔ تیرا دھیان کدھر تھا۔" اماں کو افسوس لاحق ہوا جبکہ لڑکی خالی پتیلی زمین پر واپس رکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھہر زرا۔ نجمہ کی طرف پتا کرتی ہوں۔ شاید کچھ کھانے کو مل جائے۔" وہ کہتے ہوئے بہت پر امیدی کے ساتھ پھر سے برقع پہنتی ہوئی گھر سے نکل کر گلی میں آگے بڑھنے لگی جبکہ گھر کی بیرونی دیوار کے ساتھ لگی کچلے ہوئے پھلوں کی ریڑھی اسے دور جاتا تک رہی تھی۔

نجمہ کے پاس سے آدھی روٹی اور سبزی مل گئی۔ وہ واپس آئی اور اماں کو اٹھا کر بیٹھایا اور نوالے توڑ کر منہ میں ڈالنے لگی۔

"تو بھی کھا رہی ہے کہ نہیں۔" ایک نوالہ چباتے اماں نے پوچھا۔

"ہاں اماں۔ کھا رہی ہوں۔" اسنے بڑی سرعت کے ساتھ اماں کے ساتھ جھوٹ بولا جبکہ خود دراصل خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہیں ڈالا تھا۔

اماں کا پیٹ بھر جائے بس یہی غرض تھی۔

****

وہ لڑکا اپنے حلیے سے شوخ مزاج لگتا تھا۔ جینز پر وائٹ ٹی شرٹ پہنے۔ گلے میں لاکٹ ٹنگائے اور کانوں میں بالیاں لٹکائے بالوں کو سٹائل دیے اس وقت وہ ریستوران میں داخل ہوا۔

مناسب چال چلتا وہ مخصوص ٹیبل کے پاس آیا

کرسی پر بیٹھتے ہی وہ شیشے کی میز کو انگلی سے بجانے لگا۔

اسکے تاثرات سے پتا چلتا تھا کہ انتظار میں ہے اور کچھ پریشان بھی ہے۔

تبھی ریستوران میں مہک داخل ہوئی۔

لڑکے کو دیکھ کر زرا سی مسکرائی اور اسکے سامنے والی کرسی پر آبیٹھی۔

"ڈارلنگ کتنا ویٹ کرواتی ہو۔" پہلا ہی جملہ شکایتی تھا۔

"اب آتو گئی ہوں عمیر" مہک نے جواباً تنک کر کہا تھا۔

"خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ یہ انگیجمنٹ والا کیا سین ہے۔ یار تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو تو پھر کسی اور سے کیسے۔۔۔" عمیر اصل مدعے پر آتے ہوئے گلہ آمیز لہجے میں بول رہا تھا جب مہک نے بیزراری سے ہاتھ اٹھا کر اسکی بات کاٹی۔

"میں تم سے ہی محبت کرتی ہوں اور تم سے ہی شادی کروں گی۔ یہ انگیجمنٹ تو بس میرا بنک بیلنس بڑھانے کا کانٹریکٹ ہے۔ میں اس شادی پر صرف پیسوں کے لیے راضی ہوئی ہوں۔ ہم دونوں میرے شوہر کے پیسوں پر عیش کریں گے۔" مہک نے اپنے مقاصد سے عمیر کو متعارف کروایا تو عمیر نے ناپسندیدگی سے سر جھٹکا۔

"اور وہ تم سے عیاشی کرے گا۔ "

"میں کرنے دوں گی تو پھر نا۔" آنکھوں میں چمک اور لہجے میں ذو معنی انداز لیے ہوئے مہک نے عمیر کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

"ویل تمہیں کچھ کہنا تھا۔" مہک کو پیغام میں لکھی ہوئی آخری بات یاد آئی تھی۔

"ہاں وہ تمھاری ٹک ٹاک ویڈیوز میرے انکل کے ایک دوست نے دیکھیں تھیں۔ وہ ایک کاسٹنگ ڈائیریکٹر ہے۔ اسے تم بہت پسند آئی ہو وہ تمہیں اپنے اگلے ڈرامے میں کاسٹ کرنا چاہتا ہے۔" عمیر نے جوش بھرے انداز میں بتایا تو مہک کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں

"ریلی۔ کب ہیں اوڈیشنز۔۔" وہ عجلت میں بولی تھی

"ابھی انکل کا دوست بزی ہے اپنے کرنٹ پروجیکٹ کے ساتھ۔کب تک فری ہو کر اگلے ڈرامے کے لیے کام کرے گا۔کچھ کہہ نہیں سکتے۔"عمیر نے مہک کے یک دم ابھرتے جوش کو ماند کرا تھا۔

"انکل سے کہو یہ کام میری شادی سے پہلے ہونا چاہیے۔"وہ میز پر ہاتھ جماتے زور دیکر بولی تھی جس پر عمیر نے ہلکے سے شانے اچکا دیے۔

مزید کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد مہک وہاں سے چلی گئی۔

عمیر نے اپنے لیے جوس آڈر کیا۔

وہ وہیں بیٹھا رہا جب اسکی ہی عمر کا ایک لڑکا سامنے مہک کی جگہ پر آ بیٹھا۔

"کیا بنا۔۔؟ "

"وہ تو پاگل ہے اوڈیشنز دینے کے لیے۔انکل "آخری لفظ پر عمیر کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

جبکہ سامنے بیٹھا لڑکا چہرے پر ذومعنی مسکراہٹ سجا چکا تھا۔

****

حال۔۔۔

لکڑی کے بنے اس گھر کے ایک کمرے میں شمس وجاہت زمین پر بیٹھا سامنے کھلی ہوئی کتاب پر پینسل سے لکیریں مارنے میں مشغول تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر وجاہت بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا شمس کو دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد جب شمس بیزار ہوا تو نا جانے کس چیز کی تلاش میں یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"ہائیہ۔ بابابائیہ۔۔" اگلے ہی پل اسنے خوش ہوتے ہوئے تالیاں پیٹی تھیں۔ پچھلی دیوار کے ساتھ لگی الماری جہاں ہانیہ اپنی تصویر چھپا کر رکھتی تھی نیچے زمین پر گری پڑی تھی۔

شمس نے لپک کر تصویر اٹھائی اور بہت پیار اور معصومیت بھرے انداز میں ہانیہ کی تصویر پر ہاتھ مارنے لگا۔

وجاہت اسے یہ کرتا بغور دیکھ رہا تھا

شمس کی یہ حرکت اسکی سمجھ کے باہر تھی۔

وہ اپنی ماں کو ہانیہ کیوں کہتا تھا

مہک کیوں نہیں۔

تین سالا وہ بچا آخر اسے کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ سوچتے ہوئے وجاہت نے آگے بڑھ کر تصویر پر نظر ڈالی۔

اگلے ہی لمحے اسکی آنکھیں پھیلیں تھیں۔

اب سے ایک لمحہ پہلے وہ مہک اعجاز کی کبھی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا مگر اب اسے مہک اعجاز سے ملاقات کرنی تھی۔

اس سے اس معمے کے متعلق پوچھنا تھا جو اس تصویر سے ظاہر ہو رہا تھا۔

****

ماضی۔۔۔۔۔

شادی کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔

صباحت بیگم چاہتی تھیں کہ وجاہت اور مہک کی شادی میں سکندر اور ادینہ بھی شامل ہوں مگر انہیں یہ ممکن نہیں لگ رہا تھا۔

بیٹے سے ناراضی کے باوجود بھی انکا دل شدت سے بیٹے کس ملنے کا کر رہا تھا۔

وہ نکاح والا دن تھا۔

اس شادی حال میں تمام تیاری کے ساتھ اعجاز صاحب کے رشتے دار موجود تھے۔

مہک ابھی پارلر سے نہیں آئی تھی۔

وجاہت ابھی صباحت بیگم کو لیکر سکندر ہاؤس سے نہیں نکلا تھا۔

وہ تیار ہو کر اپنے کمرے میں ہی موجود تھا جب اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔

کال ادینہ کی تھی۔

"ہیلو مام۔۔!" وجاہت نے فوراً کال اٹھا کر کہا۔

"جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔آپکو بہت مس کر رہا ہوں۔۔۔۔ہاں ہاں ابھی کچھ دیر میں ہال کے لیے نکلنا ہے دادو کو لیکر۔۔۔اور بابا کیسے ہیں۔۔۔جی ٹھیک ہے۔۔۔۔"وجاہت نے کچھ دیر تک ادینہ سے بات چیت کی پھر کال بند ہو گئیں۔

اسی وقت صباحت بیگم بھی اسکے کمرے میں آ گئیں تھیں۔

"ماشاءاللہ۔ماشاءاللہ۔اللہ ہر بری نظر اور آفت سے بچائے۔میرا بیٹا بہت پیارا لگ رہا ہے۔"وہ اسکے سامنے آ کھڑی ہوئیں اور اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بہت پیار اور شفقت بھرے انداز میں بولی۔

صباحت بیگم کی آنکھیں بھرائی ہوئیں تھیں۔ہر ماں کی طرح انکا بھی خواب تھا کہ اپنی اولاد کو نکاح کے لباس پہنا ہوا دیکھیں مگر سکندر عالمگیر کی طرف سے یہ خواہش پوری نا ہو سکی تھی سو آج وجاہت کو اس حال میں دیکھ کر وہ اپنے آنسو روک نہیں پا رہی تھیں۔

"ڈیئر دادو۔یہ کیا آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔چلیں چپ کریں ورنہ میک اپ خراب ہو جائے گا آپ کا۔"وجاہت نے اپنے انگوٹھے سے انکا گال پر ٹپک آنے والے آنسو پونچھتے شریر سے انداز میں کہا تھا۔

"یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔میں بہت خوش ہوں کہ تمھاری صورت میں اللہ نے مجھے یہ دن دکھایا۔اپنی بہو خود گھر لانے کا ارمان آج پورا ہو رہا ہے"صباحت بیگم آنسوؤں کے درمیان خوش باش لہجے میں کہتے ہوئے بولیں۔

"میری دادو خوش تو میں خوش۔" وہ یہ جملہ بظاہر و باطن مسکرا کر بولا تھا مگر دل کے کسی نہاں خانے میں ذہن کے لاشعوری حصے میں مکمل برقعے میں لپٹی لڑکی تیزی سے گزر کر چلی گئی تھی اور وہ فقط ایک گہری سانس لیکر صباحت بیگم کے ساتھ ہال کے لیے نکل چکا تھا۔

****

سٹیج پر وجاہت کے ساتھ سدرہ نے مہک کو لا کر بیٹھا دیا تھا۔

مہک سفید رنگ کے عروسی جوڑے میں ملبوس تھی۔ اسکا چہرے پر سینے سے نیچے تک گھونگھٹ تھا۔

نکاح خوا بھی آ چکا تھا۔

صباحت بیگم سدرہ اور اعجاز صاحب بھی سٹیج پر لگی نشتوں پر بیٹھے تھے جب کہ مہمان ہال لیں لگی ہوئیں کرسیوں پر بیٹھے بہت اشتیاق سے دلہا اور دلہن کو دیکھ رہے تھے۔

وجاہت نے محسوس کیا کہ مہک مسلسل اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی جیسے کسی ٹینشن میں ہو مگر اسنے زیادہ دھیان نا دیا۔ اسکی توجہ تو ہال کے داخلی دروازے کی طرف تھی۔

نکاح خوا نکاح پڑھوانا شروع کرنے والا تھا مگر وجاہت نے اسے روک دیا

"مولوی صاحب ابھی ٹھہر جائیں۔" وجاہت کی آواز پر سٹیج پر نشستوں پر بیٹھے افراد الجھن کا شکار ہو گئے تھے۔

"وجاہت کیا بات ہے۔ تم نے مولوی صاحب کو منع کیوں کر دیا۔" صباحت بیگم نے اس سے استفسار کیا تو وجاہت اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور انکی کرسی تک آیا۔

چہرے پر گھونگٹ گرائے ہوئی مہک کچھ غیر آرام دہ سی لگ رہی تھی مگر وہ اپنی کیفیت حد درجہ چھپائے ہوئے تھی
۔

"دادو آج میری شادی ہو رہی ہے۔ یہ میری زندگی کا سب سا بڑا دن ہے ایک نئی شروعات کرنے کا تو یہ خاص دن مجھ سے جڑے سب سے زیادہ خاص لوگوں کے بنا کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔" وجاہت نے زرا سا جھک کر صباحت بیگم کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اور کہا۔

صباحت بیگم کچھ دیر اسکا چہرا دیکھتی رہی پھر جیسے اسکی بات کا مطلب سمجھ گئیں تو خوشگوار حیرت اور بہت پر امید آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وجاہت اسی لمحے انکے سامنے سے پیچھے ہٹا تو صباحت بیگم کو ہال کے داخلی دروازے سے سکندر اور ادینہ آتے دکھائی دیے۔

صباحت بیگم بے اختیار کھڑی ہو گئیں اور آنکھوں میں آنے والی دھند کو پلکیں جھپکا کر کم کرنے لگیں تا کہ سامنے کا منظر واضح دیکھ سکیں۔

سکندر عالمگیر ندامتی تاثرات

جبکہ ادینہ سکندر ملنسار سے تاثرات کے ساتھ سٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی۔

صباحت بیگم نے وجاہت کی طرف دیکھا جس نے سر کو ہلکا سا خم دے کر اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہ سکندر اور ادینہ واقعی انکے سامنے تھے۔

اس دوران وسعت میں رکھے صوفے پر بیٹھی مہک نے ایک بار بھی اپنے چہرے سے گھونگٹ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

سکندر عالمگیر صباحت بیگم کے بالکل سامنے آ کھڑے ہوئے

دونوں ماں بیٹے کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ایک ندامت کے آنسو تو دوسرے خفگی کے۔

"مجھے معاف کر دیں امی۔۔۔ بابا کے فیصلے پر جب آپ نے مجھے سپورٹ نہیں کیا تو میں نے آپ سے بھی کنارہ کشی کر لی جبکہ یہ سوچا ہی نہیں کہ آپ کتنی اکیلی ہو گئیں ہو گیں۔ مجھے وقت گزرنے پر اس بات کا احساس ہوا مگر میری ندامت اور پچھتاوے نے مجھے آپ سے نظریں ملانے کی ہمت نا دی۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔" سکندر عالمگیر ماں کے سامنے اپنی خطا کا اعتراف کرتے کسی بچے کی رو پڑے تھے۔

"میں بھی تو کب سے اس دن کا انتظار کر رہی تھی کہ تم کب میرے سامنے آ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ تھوڑی دیر کر دی تم نے آنے میں مگر بہت اچھے موقع پر آئے ہو۔ میں تم سے اب بالکل ناراض نہیں ہوں" وہ بھی ماں تھیں۔ کب تک ناراض رہتی۔ بیٹے نے سامنے آ کر چند ندامت کے آنسو بہا کر معافی مانگی تو انکی ممتا کیسے معاف نا کرنے کا ظلم کرتی۔

اتنے سال جو انہوں نے انتظار کی گھڑیاں برداشت کریں وہ ایک لمحے میں زائل ہو گئیں۔

انکے یہ الفاظ کہنے تھے کہ سکندر عالمگیر ماں کے گلے لگ گئے۔ ایک طویل عرصے بعد واقعتاً ذہنی وہ قلبی سکون محسوس ہوا تھا اور کوئی بدقسمت ہی ہو گا جو اس سکون کو تا عمر محسوس نا کرنا چاہتا ہو گا۔

سکندر عالمگیر کچھ دیر بعد ماں سے الگ ہوئے تو دونوں کی آنکھیں بھیگیں ہوئی تھیں۔

اس وقت ادینہ بھی آگے بڑھی تھی اور صباحت بیگم کے آگے اپنا سر جھکایا تھا۔

صباحت بیگم نے بہت پیار اور شفقت سے اپنی بہو کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسے دعائیں دیں۔

"آج میری پوری فیملی میرے ساتھ ہے۔ یااللہ تیرا شکر ہے" صباحت بیگم نے آسمان کی طرف دیکھتے بھرپور انداز میں شکر ادا کیا تھا۔

وجاہت انکے پیچھے آکھڑا ہوا اور عادتاً گلے میں بازو ڈال لیے۔

ہال میں موجود مہمان یہ خاندانی ملاپ دیکھتے اس پر مختلف تبصرے کر رہے تھے۔

"پھوپھو جان۔اب نکاح پڑھوالیں۔ مولوی صاحب کو دیر ہو رہی ہے۔" سدرہ نے صباحت بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو وہ انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

وجاہت پھر سے مہک کے پاس آ بیٹھا جو ابھی تک اسی حالت میں بیٹھی تھی۔

باقی بھی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔

چند لمحوں بعد پہلے مہک سے اور پھر وجاہت سے اقرار نکاح کروایا گیا۔

عقد نکاح مکمل ہوا تو ایک دوسرے کو مبارک باد دی گئیں۔

****

نکاح کی تقریب مکمل ہو گئی تو مہک کو رخصت کرا کر عالمگیر ہاوس کے لیے وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

صباحت بیگم نے ملازمہ سے کہہ کر وجاہت کا کمرہ عروسی طرز پر تیار کروا دیا تھا۔

ادینہ ضروری رسومات کے بعد مہک کو اسکے کمرے میں لے آئی تھی۔

صباحت بیگم لانج میں ہی بیٹھی سکندر سے باتیں کرنے لگی تھیں جبکہ وجاہت بھی وہیں موجود تھا۔

"بیٹا کمرے میں جاو۔ مہک انتظار کر رہی ہو گی۔" صباحت بیگم نے گھورتے ہوئے کہا تو وہ ہلکا سا سر کھجلاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"ادینہ اور تم نے بہت اچھی تربیت کی ہے اسکی۔ لندن میں پلے بڑھے ہونے کے باوجود بھی اس میں بابا کی اور بے ادبی نہیں آئی۔۔" وجاہت کے جانے کے بعد صباحت بیگم نے سکندت سے کہتے تزکرہ کیا تھا۔

"ٹھیک کہا آپ نے امی جان۔۔ میں ہمیشہ اسے دیکھ کر یہی سوچتا تھا کہ میرا بیٹا مجھ پر نا چلا جائے۔ وہ میری طرح اپنی ماں کو خود سے الگ نا کر دے۔ مگر وجاہت نے تو الٹا اپنے باپ کو اسکی ماں سے ملایا۔ آپ کا سامنا کرنے اور معافی مانگنے کی ہمت مجھے سب سے زیادہ وجاہت نے ہی دی ہے۔۔" سکندر عالمگیر نے ماں کا ہاتھ تھامتے بہت پر خلوص دل کے ساتھ اپنی اولاد کی تعریف کی تھی۔

ادینہ بھی انکے پاس آ بیٹھی تو تینوں مزید باتیں کرنے لگے۔

****

وجاہت کمرے میں آیا تو مہک روایتی دلہنوں کی طرح ہی بیڈ پر اپنا عروسی جوڑا پھیلائے بیٹھی تھی۔

وجاہت نے اس دیکھتے کچھ توقف کیا پھر اپنا اپنے چہرے پر سوچ کے تاثرات جما لیے۔

کچھ تھا جو وہ ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

"چلو اب یہ گھونگٹ ہٹا دو۔اس قدر بھی اداکاری اچھی نہیں۔" وہ آڑھے ترچھے منہ بناتا اسکے سامنے آ بیٹھا اور ایک جھٹکے سے مہک کا گھونگٹ اٹھا دیا۔

دلہن کے روپ میں وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

وجاہت نے اسکی طرف دیکھا تو ایک لمحے کو ٹھہر گیا۔

مہک اعجاز کو وہ پہلے بھی میک اپ کے ساتھ دیکھ چکا تھا مگر آج اس میں کوئی ایسی بات تھی جو اسنے پہلے نا دیکھی تھی۔

اسے ہر وقت ناک پر نکھرا اور آنکھوں میں بلا کا اعتماد رکھنے والی مہک آج بہت سادہ اور معصوم لگی تھی۔

آج وہ اسکے دل کو بہت اچھی لگی تھی۔

مہک کی آنکھوں میں ایک خوف کا عنصر جھلکا آیا تھا تبھی اسنے بے اختیار اپنی آنکھیں نیچے کی تھیں۔

وجاہت اسکا ردعمل سمجھ نہیں پا رہا تھا مگر پھر اسے شرارت سوجھی تو ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی ناک پکڑ لی۔

"ارے یہیں تو رکھا ہوتا تھے ٹینٹرمز۔کہاں گئے۔" وہ اسکی ناک پر چٹکی کاٹتے بولا تو مہک نے اپنی آنکھیں بھینچیں۔

"آپ۔۔ہاتھ پیچھے کریں۔تکلیف ہو رہی ہے۔" وہ کچھ سہمے انداز میں بولی تو وجاہت نے اپنی پلکیں جھپکائیں۔

"واہ واہ کیا بات ہے۔اللہ خیر کرے۔ مجھ سے پہلی ملاقات میں لڑنے والی لڑکی۔ مجھ تم کہہ کر بات کرنے والی لڑکی آج مجھے آپ کہہ رہی ہے۔" وہ فرطہ حیرت میں ڈوبا کہتے کبھی آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی مہک کی طرف۔

"وو۔۔۔وہ ماما نے کہا تھا اب آپ میرے شوہر ہیں نا تو آپ کی عزت کروں۔۔۔پہلے تو صرف کزن تھے اس لیے تم کہتی تھی۔" مہک نے اپنا خشک ہوتے گلے کو تر کرتے کہا۔

وجاہت نے اسے بغور دیکھا۔

وہ اسے بہت مختلف لگی تھی خاص طور پر اپنے رویے سے۔

"کیا بات ہے۔اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔" وجاہت نے اسکا ہاتھ تھاما اور بہت اپنائیت سے پوچھا۔

"وہ۔۔پہلی بار شادی ہوئی ہے نا تو بس زرا سا۔۔"

"تو میری بھی پہلی بار ہی ہوئی ہے۔۔میں نے کون سا شادیاں کرنے میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ویسے میں نے تم سے یہ ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا" وجاہت نے جوابا بات کو مزاح کے رخ میں موڑتے مصنوئی شکایت کی تھی جس پر مہک نے تزبزب سے آنکھیں چرا لی تھیں۔

"میں نے دادو سے کہا تھا میرے لیے پیاری سی دلہن ڈھونڈنا اور انہوں نے تمہیں میرے لیے چنا۔اگر تم پیاری نا بھی ہوتی نا تو تب بھی تم سے شادی کرتا کیونکہ تم میری دادو کی پسند ہو۔اور ایسے آنکھیں چراتی رہو گی۔ٹیپیکل

دلہنوں کی طرح شرماتی رہو گی تو مجھے بھی اچھی لگنے لگ جاؤ گی۔۔" وجاہت نے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اسکے گال پر پڑنے والی بال کی ایک لٹھ پر رکھا اور پھر اسے پیچھے ایسے ہی اڑسا جیسے مہک ادا کے ساتھ کرتی تھی۔

وہ دیکھ سکتا تھا کہ اسکے چھونے سے سامنے بیٹھی لڑکی کس طرح سرخ ہونے لگتی تھی اور یہ چیز اسے محظوظ کر رہی تھی۔

مہک میں آج اسے ایک نیا پن دکھا تھا اور وجاہت سکندر کو یہ نیا پن پسند آیا تھا۔

****

حال

لکڑی کے دروازے کے پار آؤ تو اماں کی چارپائی کے قریب بیٹھی وہ بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

چارپائی پر اب اماں نہیں تھی۔چارپائی خالی تھی مگر وہ اب بھی انکی موجودگی محسوس کر سکتی تھی۔

وہ یہاں کتنی دیر سے بیٹھی تھی اسے وقت کا اندازہ نا تھا۔

تبھی لکڑی کا دروازہ بجنے لگا تو اسنے روتی آنکھوں سے چہرا اٹھا کر دیکھا۔

آنکھوں میں ایک آس سی جاگی تھی

کسی کے انتظار کی گھڑیاں رقص کرنے لگی تھیں جبکہ وہ جانتی تھی کہ وہ کبھی نہیں آئے گا۔

دروازہ مسلسل بجنے لگا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اٹھتے ہوئے بے اختیار اسنے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا تھا۔ چہرے سے تکلیف کے تاثرات واضح ہو رہے تھے مگر وہ ضبط کر کے آگے بڑھ گئی۔

دروازہ کھولا تو سامنے نجمہ کھڑی تھی۔

"رفیق (نجمہ کا بھائی جو ہسپتال کی ایمبولینس کا ڈرائیور تھا) بتارہا تھا تیرا شوہر تیرے بارے میں نرس سے پوچھ رہا تھا۔" نجمہ نے اندر آتے ہی اسے اطلاع دی تو اسکی آنکھوں میں بے بسی سی در آئی۔

نجمہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر اسکے کانوں میں تو یہی الفاظ گردش کر رہے تھے۔

اسکا شوہر اسکے بارے میں پتا کر رہا تھا۔

"ہانیہ تو سن رہی ہے نا۔۔" نجمہ نے اسکا کاندھا جھلایا تو وہ ہونق زدہ سا ہوں کہہ کر رہ گئی۔

****

ڈاکٹر تانیہ اس وقت اپنے کیبن میں بیٹھی تھی۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے مریضوں کا معائنہ کر کے یہاں آئی تھی اور اب تھکاوٹ زدہ معلوم ہوتی تھی۔

تبھی اسکی اسسٹنٹ کرن وہاں ایک مریض کی میڈیکل رپورٹ لیکر آگئی۔

کرن نے فائل ڈاکٹر تانیہ کی میز پر رکھ دی جس پر وہ فلحال کے لیے سرسری نگاہ ڈالنے لگ گئی۔۔

"میڈم وہ روم نمبر فائیو والی پیشنٹ کی حالت دن بادن خراب ہوتی جارہی ہے۔نا میڈیسن لے رہی ہا اور نا ہی کچھ کھا پی رہی ہے۔اگر ایسا ہی رہا تو مر جائے گی۔"کرن نے بہت فکر مندی سے اس مریضہ کے متعلق بتایا تھا

"مر تو شاید وہ پہلے ہی گئ تھی۔"ڈاکٹر تانیہ نے ایک آہ بھرتے افسوس میں سر ہلایا تھا۔

اسکی نظروں کے آگے وہ لڑکی اس نازیبا حالت میں گھوم گئ تھی جب وہ اسے سڑک پر پڑی ملی تھی۔

"میڈم میرے خیال سے اگر اسکا کوئی رشتہ دار اس سے بات کرے۔اسے کمفرٹ کرنے کی کوشش کرے تو شاید وہ بات کرے۔کچھ سنبھلنے کی کوشش کرے۔"کرن نے کچھ سوچتے ہوئے مشورہ پیش کیا۔

"مگر ہمیں اسکے کسی رشتے دار کا پتا ہی نہیں ہے۔اور وہ خود تو بات ہی نہیں کرتی۔۔"ڈاکٹر تانیہ نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم اگر اسکی پکچر سوشل پلیٹ فارم پر دے دیں تو ہو سکتا ہے اس طرح کوئی اسے پہچان لے۔۔"کرن نے اپنا موبائل ہاتھ میں لہراتے ہوئے تجویز دی۔

ڈاکٹر تانیہ اسکی تجویز پر کچھ دیر سوچنے لگی۔

"شاید یہ طریقہ ٹھیک رہے۔تم ایسا کرو اسکی ایک پکچر لیکر مجھے سینڈ کرو۔۔"ڈاکٹر تانیہ نے کرن کو ہدایت کی تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

"آپ تھکی ہوئی لگ رہی ہیں۔آپ کو کافی بنادوں۔" کرن نے تانیہ کو اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے دیکھا تو پوچھ لیا۔

ڈاکٹر تانیہ نے محض ہوں کر کے سر کرسی کی ٹیک سے لگادیا جبکہ کرن اسکے لیے کافی لینے چلی گئی۔

****

وجاہت ہسپتال کے کاریڈور میں آگے بڑھتا جارہا تھا۔

شمس کو اس نے عالمگیر ہاوس میں صباحت بیگم کے پاس چھوڑ دیا تھا۔

وہ یہاں ہانیہ عرف مہک کے متعلق پتا کرنے آیا تھا۔

اسکے ہاتھ میں اسکی تصویر تھی جس میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا تھا کہ ہونٹ پر تل نہیں ہے جبکہ مہک کے ہونٹ پر تل تھا۔۔اور اسی بات کی وجہ سے وہ یہاں اپنی بیوی کی تلاش کرنے آیا تھا۔

وجاہت کو کچھ دیر کی تلاش کے بعد وہ نرس مل گئی جس سے اس نے شمس کی سرجری والے دن بات کی تھی۔

وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا اس تک جا پہنچا۔

"ایکسکیوز می۔۔مجھے تم سے دو منٹ بات کرنی ہے"

نرس نے اسکی آواز سنی تو اس طرف پلٹی پھر جیسے وہ وجاہت کو پہچان گئی تھی تبھی کوفت زدہ سا چہرا بنایا۔

"آپ کو کتنی بار کہہ چکی ہوں میں اس آدمی کے بارے میں نہیں بتا سکتی جس نے آپ کے بیٹے کی سرجری کے لیے پیسے دیے تھے۔ آپ سمجھ کیوں نہیں۔۔۔" وہ اپنے اندازے کے مطابق وجاہت کا ممکنا سوال سمجھتے ہوئے جوابی کاروائی کر رہی تھی جب وجاہت نے اسے درمیان میں ٹوکا۔

"میں کچھ اور پوچھنے آیا ہوں۔" وجاہت کے کہنے میں اس نرس نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"میرے ساتھ میری بیوی تھی۔ وہ سرجری والے دن سے غائب ہے۔ وہ یہاں ہسپتال سے ہی کہیں چلی گئی تھی۔ مجھے اسکے بارے میں پتا کرنا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا تھا یہاں سے جاتے ہوئے۔۔" وجاہت نے اصل مدعا نرس کے سامنے رکھا تو وہ ذہن پر زور دینے کی کوشش کرتی رہی۔

"مجھے ایسا کچھ یاد نہیں۔ اور ویسے بھی یہاں ہر روز اتنے پیشنٹ آتے ہیں۔ انکے ساتھ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ کون آیا اور کب کہاں گیا اسکا دھیان رکھنا مشکل ہے۔ اگر مزید کوئی سوال نہیں تو میں جاوں۔ مجھے بہت سے کام ہیں۔" نرس نے وجاہت کو دو بدو جواب دیتے کچھ معلوم ہونے سے صاف انکار کیا اور اگلے ہی لمحے وہ اسکے سامنے سے جا چکی تھی۔

وجاہت نے اسکے جانے کے بعد ایک گہری سانس بھری پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی تصویر لے کر وہ ہسپتال کی بیرونی جانب چل پڑا۔

وہ چند قدم پر تھا جب اسے ایک خیال آیا۔

وہ ہسپتال میں لگے سی سی ٹی وی کیمرہ دیکھ سکتا ہے۔ شاید وہاں سے اسے معلوم ہو جائے۔

وہ یہی سوچ کر ریسیپشن پر آیا اور وہاں کھڑے لڑکے سے سی سی ٹی وی کے متعلق پوچھنے لگا۔

"سوری سر۔ ان آتھورائز پرسن کو کیمرہ ریکارڈنگ دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔" اس لڑکے نے وجاہت کو انکار کیا تو اسنے خود پر ضبط کرتے کاونٹر پر ہلکی سی مٹھی بنا کر ماری۔

جبکہ وہ لڑکا اپنے سامنے لگی کمپیوٹر سکرین پر کچھ دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

وجاہت کاونٹر سے پلٹ آیا۔

"تم نے مجھے دو بار دھوکا دیا۔ لیکن نا جانے کیوں میرا دل اب بھی کہہ رہا ہے کہ تمہیں تلاش کروں۔ کچھ تو ایسا ضرور ہے جو میرے علم میں نہیں ہے مگر مجھے جاننے کے لیے اکسا رہا ہے۔ آخر تم ہو کہاں اور کرنا چاہتی ہو۔۔۔" وہ ہسپتال سے باہر نکل کر مین روڈ کی طرف آتے ہوئے پر سوچ انداز میں زیر لب خود کلامی کرنے لگا تھا۔

وہ اپنے دھیان میں چل رہا تھا جب اسکے پیچھے سے ایک پھلوں والا اپنی ریڑھی لیکر اطراف سے نکل کر چلا گیا۔

وجاہت ایک لمحے کو ٹھہر کر اسے جاتا دیکھنے لگا۔

نظروں کے سامنے ایک پرانا منظر واضح ہوا۔

وہ اپنی گاڑی میں کہیں جا رہا تھا۔

سڑک پر اس دن معمول کا رش رواں دواں تھا۔

اچانک اسنے دیکھا ایک ریڑھی کی گاڑی سے ٹکر کے باعث پھل گر گئے تھے۔

پھل سڑک پر پھیلتے جا رہے تھے اور کوئی انہیں اٹھا نہیں رہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی سے اترا اور ان پھلوں کو سمیٹنے لگا۔اس نے صاف اور صحیح بچ جانے والے پھل ایک شاپر میں ڈال دیے اور ارد گرد نگاہ ڈرانے لگا تاکہ انکے مالک کو تلاش کر سکے تبھی اسکے سامنے ایک لڑکی آئی اور کچھ جھجھکتے ہوئے اسکے ہاتھ سے شاپر لے لیا

"شکریہ۔۔" وہ لڑکی نرم سی آواز میں بولی اور پلٹ گئی۔

وجاہت نے دیکھا مکمل برقع میں لپٹی اس لڑکی نے پھلوں کا شاپر ریڑھی پر رکھا تھا اور اسے گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔

وجاہت اسے جاتا دیکھتا رہا۔

کچھ حیرت سے اور کچھ دلچسپی سے۔۔۔

جب لڑکی اپنی ریڑھی کے ساتھ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف پلٹ آیا۔۔۔

کوئی گاڑی وجاہت کے پاس سے ہارن دیتے ہوئے گزری تو وہ ماضی کے خیال سے نکل آیا پھر سر جھٹک کر اپنے راستے پر چل پڑا۔

****

ماضی۔۔۔۔

وجاہت اور مہک کی شادی کو ایک ماہ گزر چکا تھا۔

صباحت بیگم نے وجاہت کو خاص طور پر تاکید کی تھی کہ وہ مہک کو گھمانے پھرانے لے جائے۔اس وجہ سے وہ دونوں پچھلے ایک ماہ سے کہیں نا کہیں گھوم پھر ہی رہے تھے۔۔

اس دن وہ دونوں ایک ریستوران میں ڈنر کے لیے بیٹھے تھے۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے جبکہ وجاہت اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔اور اسکی نظروں سے زچ ہوتی مہک بار بار اپنا پہلو بدل رہی تھی۔

"آخر تمھارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔تم اتنی کنفیوز کیوں ہو جاتی ہو مجھ سے بات کرتے وقت۔ تمھارا شوہر ہوں اور اس سے پہلے تمھارا کزن ہوں۔"وجاہت نے اسکی شکل بغور دیکھتے استفسار کیا۔

مہک ایک لمحے کو خاموش رہی پھر اسکی طرف مکمل اعتماد کے ساتھ دیکھا۔

"میں بس اداکاری کر رہی تھی۔"اور کہتے ہوئے وہ زرا سا مسکرائی تھی۔

وجاہت نے اسکے جواب پر بے اختیار قہقہہ لگایا۔

اسکے سامنے بیٹھی لڑکی اب وہی لگ رہی تھی جسے وہ جانتا تھا۔بااعتماد سی لڑکی نا کہ جھجھکنے والی کنفیوز ڈسی لڑکی۔

ویٹر انکا آڈر کیا کھانا میز پر لگا کر چلا گیا تو وجاہت نے اسے شروع کرنے کا کہا۔

مہک نا محسوس انداز میں پھیکا سا مسکرائی پھر واش روم جانے کا کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

وہ تقریباً پانچ منٹ بعد واپس آئی اور بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔

وجاہت نے بھی کھانا شروع کر دیا۔

"وجاہت۔ایک بات پوچھنی تھی۔ہم لندن واپس کب جا رہے ہیں۔"کال ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"ابھی فلحال واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔لیکن اگر تمھارا لندن وزٹ کرنے کا ارادہ ہے تو ہم چلے جائیں گے کچھ دنوں کے لیے "وجاہت نے جواب دیتے ہوئے اسے پیش کش کی تھی۔

"سوچ کر بتاوں گی"وہ پھیکا سا بولی تھی۔اور غیر محسوس انداز میں اپنا سر نیچے جھکا گئی تھی۔

وجاہت نے بھی کاندھے اچکا کر اپنا دھیان کھانے کی طرف کر لیا تھا کیونکہ اس وقت اسے شدید بھوک لگ رہی تھی

کچھ دیر بعد وہ دونوں ریستوران سے نکل کر گھر کی طرف جا رہے تھے جب مہک کے موبائل پر پیغام آیا۔

مہک نے ایک نظر دیکھا مگر کوئی جواب نا آیا۔

پیغام بار بار آ رہا تھا۔

وجاہت نے اسے جب بار بار پیغام کو نظر انداز کرتے دیکھا تو گاڑی سڑک کے اطراف میں روکی اور باہر نکل آیا۔

مہک بھی اسکے پیچھے نیچے اتر گئی۔

"تم جواب کیوں نہیں دے رہی۔کوئی مسئلہ ہے کیا۔؟ "

"نن۔۔ نہیں۔۔ کچھ بھی نہیں۔ کوئی رانگ نمبر ہے۔ خود ہی جواب نہیں دے رہی" مہک نے زرا سی ہچکچاہٹ کے ساتھ جواب دیا اور موبائل اپنی مٹھی میں کس کے پکڑ لیا۔

"مجھے دیکھاو۔ میں دیکھتا ہوں۔" وجاہت نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تو مہک کا رنگ ایک لمحے کو فق ہوا۔

وہ پیغامات وجاہت کو ہر گز نہیں پڑھنے چاہیے تھے۔

وہ اپنی گڑ بڑاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرنے میں اسکی طرف موبائل بڑھانے لگی جب ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گر پڑا اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

وجاہت نے کوفت اور ناپسندیدگی سے سر کو جنبش دی۔

"اوہ یہ تو ٹوٹ گیا۔" مہک افسوس زدہ سے لہجے میں کہتی نیچے جھک کر موبائل کے ٹوٹے حصوں کو اٹھاتے ہوئے بولی جبکہ دل میں خوش ہوئی تھی۔

"چلو تمہیں نیا موبائل لے دوں" وجاہت کہتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا تو مہک بھی اسکے پیچھے گاڑی کی طرف چلی گئی۔

اسکے بیٹھتے ہی گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی۔

****

ٹھیک اسی سڑک کی دوسری جانب ایک سٹریٹ پول کی اوٹ میں عمیر (مہک کا بوائے فرینڈ) کھڑا تھا۔

اسکے ہاتھ میں موبائل تھا جس کی سکرین ان پیغامات کو واضح کر رہی تھی جو اسنے مہک کو کچھ دیر پہلے بھیجے تھے۔

وہ یہاں کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

جب وجاہت کی گاڑی نظروں سے دور ہو گئی تو خود بھی موبائل ہاتھ میں اچھالتے ہوئے پلٹ گیا۔

کچھ ہی فاصلے پر اسکا دوست حیدر سامنے سے چلتا ہوا نظر آیا۔

"تو یہاں کیا کر رہا ہے۔۔" حیدر نے سوال کیا۔

"مہک اور اسکے اے ٹی ایم کارڈ ہز بنڈ کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" وہ لبوں پر شریر سی مسکراہٹ سجاتا ہوا بولا تھا

"میرے خیال سے تجھے اسکا پیچھا چھوڑ دینا چاہیے۔" حیدر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"سن۔ وہ میری ہے اور میری ہی رہے گی۔ آج نہیں تو کل وہ میرے پاس ہو گی۔ اپنی مفت کی صلاح اپنے پاس رکھ۔" وہ چبا چبا کر ایک ایک لفظ کہتا حیدر کو ایک طرف دھکیلتے آگے بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک اپارٹمنٹ میں داخل ہو رہا تھا۔

وہاں نیم اندھیرا تھا۔

اسنے لائٹس آن کی تو روشنی پھیل گئی۔

وسعت میں رکھے صوفے پر زنانہ لباس آڑھا ترچھا سا پڑا تھا۔

"یہ لڑکی بھی نا۔ کہیں بھی اپنے کپڑے چھوڑ دیتی ہے۔" عمیر نے پہلے میز سے دو جوس کے گلاس اٹھا کر کچن میں پہنچائے پھر صوفے پر پڑے کپڑے اٹھا کر ایک کمرے میں چلا آیا جہاں بیڈ پر وہ لڑکی چادر گردن تک تانے سوئی ہوئی تھی۔

عمیر نے اسے معانی خیز نظروں سے دیکھا پھر کپڑے بیڈ پر اچھال کر باہر نکل گیا۔

جبکہ وہ لڑکی کسی نشیلی دوا کے زیر اثر سوئی رہی تھی۔

****

ڈاکٹر تانیہ اس وقت اپنے گھر کی بالکانی میں کھڑی تھی۔

اس کے ہاتھ میں کافی کا کپ تھا جس سے وہ وقتاً فوقتاً گھونٹ بھر رہی تھی۔

کافی کے کپ سے نکلتی بھاپ اس کے چہرے کو دھندلا کیے ہوئے تھی۔

تبھی پاس رکھی میز پر ایک پیغام وصول ہوا۔

داکٹر تانیہ نے کافی کا کپ میز پر رکھتے موبائل اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ڈور بیل بج گئی۔

وہ جانتی تھی کہ کون ہو گا البتہ وہ اس وقت آنے والے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

وہ تیزی سے موبائل ہاتھ میں پکڑتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی جس کے آخری سرے پر بیرونی دروازہ تھا

اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ایک مرد کھڑا تھا

وہ مرد اپنے حلیے سے ایک سمجھدار اور مظبوط اعصاب کا مالک لگ رہا تھا۔

"تمھارا ہی ویٹ کر رہی تھی آجاو۔۔" ڈاکٹر تانیہ نے اس کے لیے دروازہ چھوڑا تو دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئے۔

وہ شخص اوپر آتے ہی بے تکلفی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ لی

"جی ڈاکٹر صاحبہ بولیں۔ کیا کام آن پڑا ہے مجھ سے" صوفے کی پشت پر بازو پھیلائے وہ استفسار کرنے لگا۔

"میری ایک پیشنٹ ہے۔ وہ تقریباً ایک سال سے ہسپیٹل میں ایڈمٹ ہے مگر اب تک مجھے اس کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے۔ اور نا ہی کوئی آیا ہے اس کے بارے میں پتا کرنے۔ اس لڑکی کی حالت بہت خراب ہے۔ میں چاہتی ہوں تم اس کے بارے میں پتا کرو۔ اسکے کسی فیملی میمبر کو تلاش کرو۔۔ "

ڈاکٹر تانیہ نے مختصر سی تفصیل کے ساتھ اس مرد کے سامنے تمام بات رکھ دی۔

وہ آدمی اس کی بات سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

"تمھارے پاس اسکی کوئی تصویر ہے۔" کچھ سوچنے کے بعد اس شخص نے پوچھا۔

"ہاں۔ کرن تو کہہ رہی تھی میں اس تصویر کو سوشل کر دوں مگر وہ لڑکی ریپ وکٹم ہے۔ مجھے ایسا کرنا مناسب نہیں لگا۔ اسی لیے تمہیں کہہ رہی ہوں" ڈاکٹر تانیہ نے حامی بھرتے ہوئے زکر کیا پھر اپنے موبائل میں وصول ہونے والا پیغام کھول لیا جو کہ روم نمبر فائیو کی پیشنٹ کی تصویر تھی۔

"اس پک کو مجھے سینڈ کر دو۔ مجھے جیسے ہی کچھ پتا چلے گا تمہیں بتادوں گا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھا لیے۔

جبکہ ڈاکٹر تانیہ موبائل ہاتھ میں گھماتی اسے جاتا دیکھتی رہی۔

****

وجاہت نے مہک عرف ہانیہ کو تلاش کرنے کے لیے پولیس کی مدد لینے کا فیصلہ کیا تھا۔

ہسپتال کی ریسیپشن پر کھڑے لڑکے نے اسے کہا تھا کہ وہ سی سی ٹی وی فوٹیج نہیں دیکھ سکتا لیکن اگر اسکے ساتھ کوئی پولیس آفیسر ہو گا تو وہ ضرور دیکھ پائے گا۔

وہ اس وقت پولیس سٹیشن کے اندر داخل ہوا تھا۔

بلکل سامنے والی دیوار کے آگے لگے ڈیسک پر ایک کانسٹیبل بیٹھا گمشدگی کی ایف آئی آر لکھنے میں مصروف تھا۔

پولیس اسٹیشن میں قدرے رش تھا۔

وجاہت نے ایک نظر پورے اسٹیشن پر ڈالی پھر آگے بڑھ گیا۔

وہ کانسٹیبل والے ڈیسک تک آیا اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔

اس سے پہلے بہت سے لوگ وہاں موجود تھے جو کہ کسی نا کسی کی گمشدگی کی رپارٹ لکھوانے کے لیے کھڑے تھے

۔

وجاہت نے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھی۔

وہ اتنی دیر انتظار نہیں کر سکتا تھا۔اسے شمس کو ہسپتال معائنے کے لیے بھی لیکر جانا تھا۔

تبھی اس کے عقب میں ایک پولیس انسپیکٹر کی آواز گونجی جو کہ کانسٹیبل کو کوئی ہدایت دے رہا تھا

وجاہت نے پلٹ کر اسے دیکھا پھر کچھ سوچ کر اس کی جانب بڑھا۔

"ایکسکیوزمی۔مجھے آپ سے ایک مدد چاہیے۔۔۔" وہ انسپیکٹر کے پیچھے اسکے کیبن تک آیا جو یہاں کچھ معملات کا جائزہ لینے آیا تھا۔

"کہو!" انسپیکٹر ہارون میز پر رکھی کچھ فائلوں پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا۔

"میری بیوی ایک ماہ سے غائب ہے اور مجھے اس کے بارے میں۔۔۔" وجاہت کے الفاظ منہ میں ہی تھے جب ہارون نے اسکی بات کاٹتے اسے سرسری انداز میں ہدایت کی "مسنگ رپورٹ باہر کاونٹر پر لکھوادو۔۔" وہ جیسے وجاہت کی بات توجہ سے سن نہیں رہا تھا۔

"مجھے مسنگ رپورٹ نہیں لکھوانی۔۔۔" وجاہت دو قدم آگے آیا اور میز پر اپنا ہاتھ قدرے زور سے رکھتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔

ہارون نے فائل سے نگاہ اٹھا کر اسے تیکھی نظروں سے دیکھا پھر اسکی طرف پلٹا

"اے سنو! یہ پولیس اسٹیشن ہے اور تم اس وقت میرے کیبن میں کھڑے ہو۔۔یہ اکڑ یہاں نہیں چلے گی تمھاری ۔۔" ہارون کا لہجہ کرخت ہوا تھا جس میں واضح وجاہت کے لیے دھمکی تھی۔

"لسن انسپیکٹر میں آپ کی اور اس جگہ کی بہت عزت کرتا ہوں۔اگر آپ میری بات توجہ سے سنے گے تو مجھے اپنی بات کہنے کے لیے اونچا نہیں بولنا پڑے گا" وجاہت کا لہجہ اب نارمل تھا۔

ہارون نے اس پر ایک گھوری ڈالی پھر مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"تو تمھاری بیوی ایک ماہ سے لاپتا ہے اور تم اسے اب ڈھونڈنے نکلے ہو۔۔"ہارون نے آنکھ اچکاتے استفسار کیا تھا ۔

"کیونکہ مجھے پہلے اسے ڈھونڈنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔۔۔وہ مجھے دھوکہ دے کر گئی تھی۔۔۔ مگر مجھے لگتا ہے یہ مکمل سچ نہیں ہے۔۔میں بات کی طے تک جانا چاہتا ہوں اس لیے اسے تلاش کر رہا ہوں اور اس کے لیے مجھے آپ کی صرف ایک مدد چاہیے۔۔"وجاہت نے ہاروں کے سوال کے جواب میں مختصر سی تفصیل کا ذکر کیا تھا۔۔

"اپنی بیوی کہ تصویر دے دو باہر کاونٹر پر۔۔کچھ معلوم ہو گا اس کے بارے میں تو اطلاع کر دی جائے گی"ہارون نے کہتے ہوئے پھر سے فائلوں کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا۔

"میرے پاس اسکی تصویر نہیں ہے۔۔"وجاہت نے ہارون کو غیر دلچسپی لیتے دیکھا تو کوفت سے بولا۔

"تمھارے پاس اپنی بیوی کی تصویر نہیں ہے۔۔"ہارون نے الجھنے سے پوچھا۔وجاہت کے پاس مہک عرف ہانیہ کی تصویر تھی مگر وہ اسکے صحیح والے چہرے کی تھی۔اب اسکا چہرا تو تیزاب سے جھلسا ہوا تھا۔وجاہت نے سوچا کہ تصویر سے کچھ مدد نہیں مل سکے گی تبھی اس نے انکار کر دیا۔

"نہیں ہے مگر تصویر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔مجھے بس ایک رٹن پرمٹ چاہیے جو میں ہسپیٹل میں دکھا سکوں تاکہ سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ سکوں۔۔۔"وجاہت نے اس بات کا زکر کیا جسکے لیے وہ یہاں آیا تھا۔

"تمھاری بیوی ہسپیٹل سے غائب ہوئی تھی۔۔"ہارون نے اسکی بات سمجھتے ہوئے پوچھا جس پر وجاہت نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"پہلے تمہیں اسکی ضرورت نہیں تھی اور اب اسے تلاش کر رہے ہو اور پھر تمھارے پاس اسکی کوئی تصویر بھی نہیں ہے۔مجھے تو تم پر ہی شک ہو رہا ہے کہ کچے گڑ بڑ کر رہے ہو۔۔"ہارون نے اپنے زہن میں اٹھتے شکوک کو الفاظ دیے تھے۔

"میری بیوی کا منہ جھلسا ہوا ہے۔ایسڈ اٹیک وکٹم ہے وہ۔اسے پسند نہیں تھا کہ اسکے جھلسے ہوئے چہرے کی کوئی تصویر وہ بس یہی وجہ ہے۔۔"وجاہت نے ہارون کا شک قدرے دور کیا تھا مگر وہ اب بھی مطمائن نہیں لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں پرمٹ لکھ دیتا ہوں۔اسکی مدد سے تم سی سی ٹی وی دیکھ سکتے ہو"ہارون نے میز سے خالی کاغز اٹھا کر دائیں جانب رکھے پرنٹر میں ڈالا پھر ساتھ رکھے کمپیوٹر پر چند سطریں لکھ کر اسکا پرنٹ نکال کر وجاہت کے حوالے کر دیا۔۔وجاہت نے وہ کاغذ ہاتھ میں پکڑا اور ہارون کی جانب ایک مشکور نگاہ ڈال کر پلٹ گیا جب کہ ہارون خود بھی اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر بعد جب انسپیکٹر پولیس اسٹیشن سے باہر نکل رہا تھا تو اسنے موبائل پر کال ملائی تھی۔

"اپنے آدمیوں کو کام پر لگا دو۔

مجھے جلدی انفارمیشن چاہیے "سخت آواز میں حکم صادر کر کے اس نے موبائل کان سے ہٹایا پھر جیپ میں بیٹھ کر آگے بڑھ گیا۔

****

وہ لڑکی بہت ماڈرن طرز کے کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ حلیے سے بہت فیشن ایبل اور براڈ مائنڈڈ لگتی تھی۔

لفٹ کھلتے ہی وہ نزاکت اور مغروریت کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے فلیٹ کی جانب بڑھنے لگی تھی۔

فلیٹ کے دروازے پر پہنچ کر اس نے بیل دی تھی۔۔۔

دروازہ پانچ منٹ بعد کھلا تھا

لڑکی نے تاخیر سے دروازہ کھولنے پر سامنے والے کو ناپسندیگی سے دیکھا تھا۔

"اتنی دیر کیوں لگادی" وہ آنکھوں میں انگاڑ بھرتے ہوئے بولی۔

"ڈارلنگ نہار ہا تھا۔" لڑکے نے معزرت خواہ انداز میں کہا تو لڑکی ہاتھ کو جھلاتے ہوئے اندر بڑھ گئی۔

"اور کتنے دن تم مجھے ایسے ہی لٹکا کر رکھو گے۔ آخر کب تم میری میٹنگ ارینج کرو گے پروڈیوسر کے ساتھ۔۔۔"

وہ اندر آکر لنج نما کمرے کے صوفے پر بیٹھی اور لڑکے سے ناراضی سے پوچھنے لگی۔

'ڈارلنگ۔۔ کہا ہے نا تمھاری ملاقات کروادوں۔ میرے انکل بہت بزی رہتے ہیں۔ان سے ملنے کے لیے مہینوں پہلے اپائنمنٹ کروانی پڑتی ہے۔ تم ویٹ تو کرو۔۔۔ لڑکیاں تو سالوں سال انتظار کرتی ہیں تاکہ انہیں شوبز انڈسٹری

میں کام کرنے کا ایک موقع مل جائے اور تم ہو کہ ابھی سے اکتا رہی ہو۔۔" وہ لڑکا اسکے پاس صوفے پر بیٹھا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا

لڑکی نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے کھینچ لیا۔

"مجھے تو لگتا ہے تم میرے ساتھ جھوٹ بول رہے ہو۔ تمھارے کوئی انکل پرڈیوسر ہے ہی نہیں۔ تم صرف بہانے بنا رہے ہو۔۔" لڑکی نے چبا چبا کر کہا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میری محبت کی قسم ڈارلنگ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔" لڑکے نے لہجے میں جزبات کو گھوندتے کہا تو لڑکی نے اسے دیکھتے ایک گہری سانس لی۔

"ٹھیک ہے مجھے تم پر یقین ہے۔ مگر میری مجبوری بھی سمجھو۔۔ ڈیڈ نیکسٹ منتھ ابروڈ شفٹ ہو رہے ہیں۔اس سے پہلے کچھ کرنا ہو گا ورنہ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے اینڈ آئی کانٹ لیو وڈ آوٹ یوں (and i can't live without you) " لڑکی کے لہجے میں اس بار نرمی آئی تھی۔

"اوکے۔ بٹ پہلے تمھارا ایک فوٹو شوٹ کرنا پڑے گا تاکہ انکل کو دکھا سکوں۔۔۔" لڑکے نے چند لمحوں بعد اس سے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ کب کرنا ہے مجھے بتا دینا" وہ تیزی سے بولی جیسے یہ کام کرنا ہی اسکی اولین چاہت تھی۔

"اگر تم مائنڈ نا کرو تو یہ ایک بولڈ فوٹو شوٹ ہو گا۔۔۔" لڑکے نے زرا سا جھجھکتے ہوئے اسے بتایا تھا۔

"نو پرابلم" اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دیتی وہ ادا سے بولی تھی۔

ماہین سیال نامی اس لڑکی کا تعلق ایلیٹ کلاس سے تھا جس کی خواہش شوبز انڈسٹری میں اپنا نام بنانے کی تھی۔

ماہین کچھ دیر مزید فلیٹ پر رکی پھر چلی گئی۔

اسکے جاتے ہی فلیٹ پر ایک اور لڑکا آیا۔

"اگلے ہفتے اسکا بھی فوٹو شوٹ کریں گے۔۔بہت گرمی چڑھی ہوئی ہے اس کو" عمیر نے ماہین کا ذکر کرتے ذو معنی انداز میں کہا تھا۔

پھر وہ کمرے میں آیا اور الماری کھول کر کپڑے نکالنے لگا کیونکہ پہلے وہ صرف باتھ گاون میں ملبوس تھا۔

"تو نے مہک کے کپڑے ابھی تک رکھے ہوئے ہیں۔" حیدر نے اسکی الماری میں موجود زنانہ کپڑے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! اسکی آخری نشانی کے طور پر۔۔۔تاکہ مجھے یاد رہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر دوبارہ اپنے کزن کے پاس چلی گئی تھی اور میرے دل میں اسکے لیے نفرت کم نا ہو۔" امیر نے مہک کی ایک ڈریس اپنی مٹھی میں بھینچتے ہوئے دانت پیس کر کہا تھا۔

جبکہ حیدر نے محض کاندھے اچکا دیے۔

مہک نامی قصے سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔

اسکے لیے تو بس اپنا مطلب عزیز تھا۔

****

ماضی۔۔۔۔۔

وجاہت اور مہک کی شادی کو چار ماہ ہو چکے تھے۔

مہک کے رویے میں آنے والی عجیب سی تبدیلی اب قدرے بدل چکی تھی۔

کبھی کبھی تو وہ وجاہت کو بہت الجھی ہوئی سی لگتی تھی۔

وہ اس سے بہت کم بات کرتی تھی اور اگر کرتی بھی تھی تو ہر بار یہ پوچھتی تھی کہ وہ دوبارہ لندن کب جا رہے ہیں۔۔

وجاہت کو اب اسکے اس سوال سے کوفت آنے لگی تھی۔

مگر ایک بات جو اسے اچھی لگتی تھی وہ یہ تھی کہ مہک صباحت بیگم، سکندر عالمگیر اور ادینہ کے ساتھ بہت اچھے سے پیش آتی تھی۔۔

اس وقت عالمگیر ہاوس میں تمام نفوس ڈنر کے لیے بیٹھے تھے۔

مہک سر جھکائے اپنی پلیٹ میں سے بوجھل انداز میں چاول لیکر کھا رہی تھی۔

اسکی طبیعت کچھ ناساز معلوم ہوتی تھی۔

صباحت بیگم کی توجہ اس پر پڑی تو انہیں احساس ہو گیا

"کیا بات ہے مہک بیٹا۔ تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔" صباحت بیگم نے فکرمندی سے پوچھا۔

"جی نانو۔۔ صبح سے طبیعت عجیب ہو رہی ہے۔۔" مہک نے پھیکے سے انداز میں جواب دیا۔

"تم جاکر روم میں آرام کرو۔ وجاہت تم ڈاکٹر کو فون کرو۔۔" صباحت بیگم نے ایک ساتھ دونوں کو ہدایت کی تھی

۔

مہک کی طبیعت کیوں ناساز تھی کچھ کچھ وہ سمجھ رہی تھی۔

مہک اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔

وجاہت بھی اٹھ کر اسکے پیچھے بڑھا تھا۔

دو قدم چلتے ہی مہک کو چکر سا آیا اور وہ گرنے ہی لگی تھی مگر وجاہت نے اسے پیچھے سے تھام لیا۔

وہ اگلے ہی پل وجاہت کی بانہوں میں جھول گئی۔

وجاہت کے چہرے کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں ایک نرم اور محبت بھرا تاثر چمکا تھا۔

"مہک۔" وجاہت نے اسے پکارا مگر وہ آنکھیں موندھے بے ہوش ہو چکی تھی۔

صباحت بیگم اور ادینہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے ان تک آئیں تھیں۔۔۔

"شی از پریگننٹ۔۔!" معائنے کے لیے آئی لیڈی ڈاکٹر نے صباحت بیگم کو خوشخبری دی تھی۔۔

صباحت بیگم نے خوش ہو کر اسے دگنی اجرت ادا کی تھی۔

مہک ابھی بھی بیڈ پر بے ہوش پڑی تھی

"اللہ تیرا شکر تونے مجھے یہ دن دکھایا۔ وجاہت جائیں مٹھائی لیکر آئیں۔ پوری سوسائٹی میں مٹھائی بنٹوائیں۔"

صباحت بیگم کی خوشی دیدنی تھی۔

"میں سدرہ کو اطلاع کرتی ہوں کہ وہ نانی بننے والی ہے۔۔ وہ خود سے کلام کرتی کمرے سے چلی گئیں۔

ادینا نے وجاہت کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ لیا تھا۔

"تم مہک کا خیال رکھو۔ میں تمھارے ڈیڈ کو جاکر بتاتی ہوں" ادینا بھی کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

اسکے جاتے ہی وجاہت مہک کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

وہ کافی دیر تک اس کی بند آنکھوں کو دیکھتا رہا۔

ناجانے کیوں یہ آنکھیں بند ہوتی تھیں تو اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔

وہ باپ بننے والا تھا۔

وہ خوش تھا

بے حد خوش

اس قدر خوش کہ سمجھ نہیں آرہا تھا خوشی کا اظہار کیسے کرے۔

وہ تو بس اپنے سامنے لیٹی اس لڑکی کی آنکھیں کھولنے کا انتظار کر رہا تھا کہ اسکے ساتھ اپنی خوشی بانٹ سکے۔

وہ مسلسل اپنی نگاہ اسکے چہرے پر رکھے اسکے بالوں کی لٹ سے کھیلتا جارہا تھا۔

کچھ دیر بعد مہک ہوش میں آئی۔

اسکا سر بوجھل ہو رہا تھا۔

اسنے وجاہت کی طرف دیکھا جو کہ اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا

آخری بار ہوش کھونے سے پہلے وہ اسکی بانہوں میں تھی اور اب بیڈ پر موجود تھی۔

"کیا ہوا ہے ؟۔" مہک نے پوچھا

"جو بھی ہوا ہے بہت برا ہوا ہے۔۔" وجاہت نے اسے زچ کرنے کے لیے چہرے پر مصنوئی سنجیدگی سجالی۔

"مطلب" مہک کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔۔

"مطلب تم ایسی ہمت کیسے کر سکتی ہو۔۔ تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ وہ تو شکر کہ مجھے خود معلوم ہو گیا ورنہ تم تو بتاتی ہی نا۔۔" وہ مکمل طور پر اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"کک۔ کیا۔۔ میں نے کیا کیا ہے۔۔" مہک کے الفاظ لڑ کھڑائے تھے۔

بہت کچھ اسکے ذہن میں چلنے لگا تھا۔

وجاہت کو سچ تو معلوم نہیں ہو گیا۔

اسکا راز تو نہیں کھل گیا۔

اسے عمیر کے بارے میں تو پتا نہیں چل گیا۔۔

وہ دم سادھے اسکی طرف دیکھ رہی تھی

"تم نے پتا ہے کیا کیا ہے" وجاہت نے اسکا ہاتھ اپنی مٹھی میں پکڑتے ہوئے کہا۔

مہک کو لگا جیسے اگلے پل وہ زمیں بوس ہو جائے گی۔۔

"تم نے مجھے دنیا کی سب سے بہترین خوشی دی ہے۔۔ تم نے مجھے میری اولاد دی ہے" کچھ توقف کے بعد بلآخر وجاہت نے اسکی الجھن دور کی تھی۔

"مم۔۔۔ میں" مہک کی آنکھوں میں آنسو آ بھرے تھے۔

وہ جیسا سوچ بیٹھی تھی ویسا نہیں تھا۔

وجاہت کو کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔

"میں ڈر گئی تھی۔۔ ایسے بھی کوئی بات کرتا ہے کیا" اپنی رکی ہوئی سانس کو بحال کرتے وہ وجاہت سے گلا کرتے ہوئے بولی۔

"اف۔ اف مہک۔۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تم ایسے ری ایکٹ کرو گی۔۔ مگر تمھاری شکل دیکھنے والی تھی۔" وجاہت نے نفی میں سر ہلاتے مزاح بھرے انداز میں کہا تھا۔

"کیا صرف آپ ہی مزاق کر سکتے ہو۔۔ میں بھی مزاق ہی کر رہی تھی۔ یو نو ایکٹنگ" مہک نے اگلے ہی پل بہانہ تراشا تھا۔

وجاہت نے اسے سر کو خم دیتے ہوئے دیکھا

"ایک منٹ۔۔۔مزاق اور ایکٹنگ کے چکر میں ہم اصل بات تو بھول ہی گئے۔"وجاہت کو یک دم خیال آیا تو وہ بولا۔

"ہم ماں باپ بننے والے ہیں یار۔۔"وہ اگلے ہی پل جوش کے ساتھ بولا تھا۔

مہک بس اپنی جگہ ٹھہر کر اسکی خوشی دیکھتی رہی تھی۔

اس لمحے دل کیا تھا وہ پل ہمیشہ کے لیے تھم جائے۔

وہ ہمیشہ کے لیے وجاہت کو یوں ہی خوش دیکھتی رہے مگر یہ وقتی تھا

اور صرف وہ جانتی تھی کہ اسے ایک دن یہاں سے چلے جانا ہے۔

ہمیشہ کے لیے وجاہت سکندر کو چھوڑ دینا ہے۔۔

وجاہت اس سے بچے کے بارے میں بہت سی باتیں کر رہے تھا جسے وہ دلچسپی سے سننے لگی تھی۔۔۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔

وجاہت سویا ہوا تھا۔

جبکہ مہک کمرے کی بالکانی میں کھڑی تھی۔

اسکے چہرے پر ہوا سے اڑ کر بال گر رہے تھے۔

وہ پر سوچ انداز میں لگتی تھی۔

اس وقت کسی کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کی فکر اسے پریشان کرے ہوئی تھی مگر دل کو ایک اطمیان تھا کہ وہ محفوظ مقام پر ہے۔۔

"میں جلدی واپس آکر تمہیں لے جاوں گی۔۔۔ جس جگہ تم ہو تمھارا اچھے سے علاج ہو گا۔ تم ٹھیک ہو جاو گی۔۔۔

"وہ دور افق کو دیکھتے ایک آہ بھرتے ہوئے بولی تھی۔

****

وجاہت انسپیکٹر ہارون سے ہسپتال کا سی سی ٹی وی دیکھنے کے لیے اجازت نامہ لیکر ہسپتال پہنچا تھا۔

اس کے ساتھ شمس بھی تھا جس کے کچھ ضروری ٹیسٹ ہونا تھے۔

پہلے اس نے شمس کے ٹیسٹ کروا لیے اور ڈاکٹر سے اسکے متعلق بات چیت بھی کرلی۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ ہسپتال کے سیکیوریٹی روم کی طرف بڑھ گیا۔اس بات سے انجان کہ انسپکیٹر ہارون نے شک کی بنا پر اسکے پیچھے ایک کانسٹیبل کو لگا دیا تھا۔

وہ کانسٹیبل عام لباس میں بنا نظروں میں آئے وجاہت پر مکمل نظر رکھے ہوئے تھا۔

"مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرنی ہے۔اور یہ رہا اسکا پرمنٹ۔۔"سیکیوریٹی روم میں داخل ہوتے ہی وجاہت نے بنا کسی تمہید کے کہا تھا۔

"تم کون ہو اور اندر کیسے آئے۔"ایک گارڈ اٹھ کر تیزی سے اسکی طرف بڑھنے لگا مگر وجاہت کی گود میں بچے کو دیکھ کر رک گیا۔

"میری بیوی لاپتا ہے اور اسے ڈھونڈنے کے لیے میرا فوٹیج دیکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ماہ پہلے ہسپتال سے غائب ہوئی تھی۔" وجاہت اس گارڈ کو سی سی ٹی وی دیکھنے کا سبب بتا رہا تھا جبکہ شمس اسکے کالر بٹن کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا

"ہائیہ۔۔ہائیہ۔۔۔" وہ پچھلے ایک ماہ میں بہت بار اسے یاد کر کے اسکا نام پکار چکا تھا۔ بعض دفعہ تو رونے بھی لگ جاتا مگر ہائیہ اسے گود میں اٹھانے کے لیے نہیں آتی تھی۔۔۔

گارڈ نے ایک نظر وجاہت اور شمس کو دیکھا پھر وجاہت کے اسکی طرف بڑھائے ہوئے اجازت نامے کو۔

"کس ڈیٹ کی فوٹیج دیکھنی ہے۔" کمپیوٹر سکرین کے آگے بیٹھتے اسنے دریافت کیا۔

وجاہت نے اسے تاریخ اور روم نمبر بتایا تو گارڈ نے اس روم نمبر والے کاریڈیور کے کیمرے کی سی سی ٹی وی چلالی۔

کچھ دیر تک تو سکرین پر سب کچھ ٹھیک چلتا رہا۔

وجاہت نے خود کو شمس کو لیکر نکلتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد اسکا آپریشن ہونا تھا۔

مزید کچھ دیر تک وہاں معمولی چہل پہل ہوتی رہی۔

وجاہت نے سکرین کے اوپر چلتا وقت دیکھا۔

وہی وقت جب وہ شمس کے آپریشن کے لیے ڈاکٹرز کے سامنے منت سماجت کر رہا تھا مگر کوئی بھی سننے کو تیار نہیں تھا

۔

اسنے ایک لمحے کو آنکھیں بھینچ لیں۔

"ہائیہ۔۔۔ہائیہ۔۔۔۔"شمس کی خوشی سے بھرپور آواز پر وجاہت نے یک دم آنکھیں کھول دیں۔

شمس خوش سے تالیاں بجاتا سکرین پر دیکھتا ہائیہ ہائیہ کہہ رہا تھا جبکہ وجاہت کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

مہک عرف ہانیہ کمرے سے باہر نکل کر ایک نرس کے ساتھ کاریڈور پار کر کے جا چکی تھی۔

وجاہت اس نرس کو اچھی طرح جانتا تھا۔

یہ وہی نرس تھی جس سے وجاہت نے پچھلی بار مہک کے بارے میں پوچھا تھا اور وہ بالکل لاعلم بن گئی تھی مگر سی سی ٹی وی فوٹیج کے مطابق وہ آخری بار مہک کے ساتھ ہی دکھی تھی۔

وجاہت گارڈ سے تھینکس کہتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی پولیس کانسٹیبل وہاں آیا اور گارڈ سے وجاہت کے متعلق پوچھنے لگا۔

جو کچھ ہوا تھا گارڈ نے اسے سب بتادیا تو وہ بھی وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

وجاہت کی نظریں اب اس نرس کی تلاش میں تھیں۔

وہ تقریب پورا ہسپتال دیکھ چکا تھا مگر وہ نظر نا آئی تھی۔

یوں لگتا تھا جیسے اسکی چوری پکڑی گئی ہو اور وہ بھاگ گئی ہو۔

وہ ریسپیشن سے نرس کے بارے میں پتا کر سکتا ہے۔

یہی سوچ کر وہ ریسیپشن کاونٹر پر چلا آیا۔

"مجھے اس ہسپیٹل کی ایک نرس کے بارے میں پتا کرنا ہے۔وہ اس وقت کہاں ہوسکتی ہے" وجاہت نے ریسیشن پر کھڑے لکڑے سے سوال کیا۔

یہ وہی لڑکا تھا جس نے پہلے سی سی ٹی وی دیکھانے سے منع کیا تھا۔

"اسٹاف کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں دے سکتا۔"لڑکے نے روکھے سے انداز میں پھر وہی ٹکاسا انکار کیا تھا

۔

"لسن۔۔میرے لیے نرس سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔کیونکہ وہی جانتی ہے کہ میری بیوی کہاں ہے۔اب پلیز مجھے اسکے بارے میں بتادوں۔"وجاہت نے اپنی بات کہتے ہوئے آخری جملے پر زور دیا تھا۔

کانسٹیبل کچھ فاصلے پر کھڑا اسکی بات سن رہا تھا۔

"کیانام ہے نرس کا۔"لڑکے نے براسا منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

وہ بیزار سالگ رہا تھا اور اسکے اس رویے سے وجاہت کو کوفت ہو رہی تھی

پتا نہیں یہاں کا سٹاف ایک بار میں بات کیوں نہیں سنتا تھا۔

"نام۔۔!"وہ سوچتے ہوئے ایک لحظت کو ٹھہرا۔

وجاہت نرس کا نام نہیں جانتا تھا مگر اسے شکل اچھی طرح یاد تھی۔

"مجھے اسکا نام نہیں پتا لیکن وہ چھوٹے قد کی ہے۔ گلاسز لگاتی ہے اور گھنگریالے بال ہیں" وجاہت نے نرس کے حلیے کا نقشہ کھینچا تو لڑکا فورا بول پڑا

"اچھا تو وہ۔۔۔ اسکا نام نادیہ ہے۔ وہ آج نہیں آئی ہسپیٹل۔" لڑکے نے پہلی بار اپنے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"اسکا ایڈریس۔۔! اور ہاں اب یہ مت کہنا کہ نہیں مل سکتا کیونکہ میں ایک ہی بات بار بار دہرا کر تھک چکا ہوں۔۔" وجاہت نے سوال کیا اور ساتھ ہی اسے تنبیہ بھی کی۔

"ایک منٹ بتاتا ہوں۔" لڑکا سر جھٹک کر کمپیوٹر سکرین کی طرف جھک گیا۔

کچھ دیر بعد اس نے وجاہت کو ایڈریس بتا دیا تو وہ کاونٹر سے ہٹ گیا۔

وجاہت کے جاتے ہی کانسٹیبل کاونٹر والے لڑکے تک آیا اور وجاہت کے متعلق پوچھنے لگا۔

لڑکے نے بیزاریت کا اظہار کیا تو کانسٹیبل نے اسے جھڑکا جس پر اس نے سب کچھ بتا دیا۔

"سر یہ آدمی کلیئر ہے۔۔۔ یہ یہاں واقعی اپنی بیوی کے بارے میں ہی پتا کرنے آیا ہے۔۔" ہسپتال سے نکلتے اس نے انسپیکٹر ہارون کو اطلاع دی اور آگے بڑھ گیا۔

****

ڈاکٹر تانیہ اپنے پیشنٹ کا روٹین چیک آپ کرنے میں مصروف تھی۔

وہ ایک مریض کی فائل دیکھ رہی تھی جب اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔

سکرین پر "ہارون ضیا" لکھا ہوا تھا۔

"ہارون میں کچھ دیر بعد بات کرتی ہوں۔ ابھی بزی ہوں۔" تانیہ نے تیزی سے کہہ کر کال کاٹ دی۔

اسکے قدم اب روم نمبر فائیو کی طرف تھے

ہر بار وہ جب بھی یہاں آتی تھی اسکا دل دہلتا تھا۔

اس لڑکی کی چینخوں پکار سے اسکے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔

اپنے دل کو مضطوط کر کے وہ دروازہ کھول کر اندر بڑھ گئی۔

لڑکی بدستور بیڈ کے ساتھ والی دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

آج اسنے کوئی حرکت یا چینخو پکار نہیں کی تھی۔

تانیہ آہستہ سے قدم اٹھاتی اسکی طرف بڑھنے لگی تھی یہاں تک کہ بالکل قریب پہنچ چکی تھی۔

لڑکی یونہی بیٹھی رہی۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں۔" تانیہ نے بہت آرام سے پوچھا مگر شاید وہ لڑکی بات کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی ۔ تبھی تیزی سے اٹھی اور تانیہ پر حملہ کر دیا۔

"کہا نا میں نے۔۔۔ دور رہو۔۔ دور رہو۔۔۔۔ میرے قریب مت آو۔۔۔ دور چلے جاو۔۔۔ میرے قریب مت آااوو" تانیہ کا گلا اپنے دونوں ہاتھوں سے دباتے وہ ہیجان خیز انداز میں چلا رہی تھی۔

تانیہ نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے ہٹانے کی کوشش کی۔

اگلے ہی پل تانیہ نے اسے خود سے پرے دھکیل دیا اور دہری ہو کر سانس بحال کرنے لگی۔

"میں صرف تمھاری مدد کرنے آئی۔۔ ہوں۔۔۔ کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔۔۔ میں بری نہیں ہوں۔" بگڑی ہوئی سانسوں کے درمیان تانیہ نے اس سے کہا۔

لڑکی چند لمحے ساکت کھڑی رہی جیسے اسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

وہ پیچھے ہو کر دیوار کے ساتھ لگ گئی اور نیچے بیٹھ کر سر گھٹنوں میں دیے رونے لگ گئی۔

"میں تمھاری فیملی کے بارے میں پتا کر رہی ہوں۔ مجھے جیسے ہی کچھ پتا چلے گا میں انہیں تمھارے بارے میں بتا دوں گی۔ تمھارا کوئی اپنا پاس ہو گا تو تمہیں ریکور کرنے میں ہیلپ ہو گی۔۔۔"تانیہ نے پچھلے حملے کے خوف کے زیر اثر اب کچھ فاصلے پر ہی رہ کر اس سے بات کی تھی۔۔

لڑکی نے کوئی جواب نا دیا۔

وہ یونہی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی روتی رہی۔۔۔

تانیہ نے ایک آہ بھری پھر کمرے سے نکل گئی۔

"ہیلو۔۔ہاں کہو ہارون۔۔ کیا کہنا تھا۔۔"اپنے کیبن میں آنے کے بعد اسے ہارون کی کال یاد آئی تو اسے دوبارہ کال کی۔

"مجھے جو تم نے تصویر دی تھی اسکے بارے میں پتا چل گیا ہے۔۔۔" دوسری جانب سے ہارون نے کہا تھا۔

"کیا تمہیں اسکا کوئی ریلیٹیو ملا ہے۔"تانیہ نے استفسار کیا۔

"نہیں وہ خود مل گئی۔۔"ہارون کے جواب پر تانیہ حیرت زدہ سی ہوئی تھی۔۔

"کیا مطلب۔۔وہ لڑکی یہاں ہسپتال میں ہے۔۔میں ابھی اس سے مل کر آرہی ہوں۔ "

"مجھے بھی ابھی کچھ کلیئر نہیں پتا۔۔میرے آدمی کے خبری نے اسے لڑکی کے پتے کے بارے میں بتایا ہے۔وہ اسکے محلے میں ہی رہتی ہے اور کافی عرصے سے وہاں رہ رہی ہے۔۔میں بھی وہاں جارہا ہوں۔۔سوچا تمہیں بتادوں۔"

ہارون نے مختصر سی تفصیل کے ساتھ بتایا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔جو پتا لگے مجھے بھی بتانا۔"تانیہ نے کہہ کر فون بند کردیا۔

****

ماضی۔۔۔۔۔۔

صباحت بیگم کو جب سے مہک کے امید سے ہونے کا پتا چلا تھا وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائے جارہی تھیں۔

مہک کی دیکھ بھال اور آرام میں وہ کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھی۔

انکے ساتھ ادینہ بھی اسکا بہت خیال رکھ رہی تھی۔

وجاہت کو بھی ہر دوسرے دن اسکی صحت اور دیکھ بھال کے حوالے سے کوئی نا کوئی نصیحت کرتی رہتی تھیں۔

اس روز سدرہ بیٹی سے ملنے سسرال آئی تھی۔

صباحت بیگم اور ادینہ سے سلام دعا کے بعد وہ مہک کے کمرے میں آگئی تھیں۔

"ام۔۔مام بیٹھیں آپ۔۔میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔"سدرہ کو بیٹھنے کا کہہ کر مہک خود باہر نکل گئی۔

وہ کمرے کے آگے بنے کاریڈور میں آگے بڑھتی گئی اور کچھ فاصلے پر جا کر رک گئی۔۔۔

مہک نے ایک نظر کمرے کی طرف دیکھا پھر موبائل پر ایک میسج ڈائل کرنے لگی۔

'مام آئی ہیں۔۔۔"اسنے پیغام لکھ کر بھیج دیا۔

"سوواٹ۔۔۔ان سے باتیں کرو۔۔ان کو ڈیل کرو۔۔میرا کیوں دماغ کھا رہی ہوں۔۔"دوسری جانب سے جواب لکھا آیا

مہک کچھ لحظے کو ہونٹ کاٹتی سکرین پر دیکھتی رہی

"بعد میں تفصیل سے بات کرتی ہوں۔۔۔"اگلا پیغام لکھ کر وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"تمھاری ماں آئی بیٹھی ہے اور تم اسے چھوڑ کر کہاں گھوم رہی ہو۔۔۔اور اس حالت میں اتنا چلنا پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔"مہک کے کمرے میں آتے ہی سدرہ نے کہا

"نانو بھی ہر وقت یہی کہتی رہتی ہیں۔آپ تو کچھ اور بات کر لیں۔"سدرہ کے پاس بیٹھتے ہوئے مہک نے نارضی کا اظہار کیا تھا۔

وہ لہجے میں کچھ چھپانے کی سعی کر رہی تھی جسے سدرہ محسوس نہیں کر پائی تھی۔

"اچھا چلو دوسری بات کرتی ہوں۔۔ تم نے اپنے ٹک ٹاک بنانے چھوڑ دیے۔وجاہت نے ہی منع کیا ہو گا۔جب میں کہتی تھی کہ نا بنایا کرو تو میری بات نہیں سنتی تھی۔۔"سدرہ نے اگلی بات کا آغاز کیا۔

"وجاہت کو نہیں معلوم اس بارے میں۔میرا خود بھی دل نہیں کرتا۔اکاونٹ ڈیلیٹ کر دیا ہے"مہک نے پھیکا سا مسکرا کر جواب دیا۔

"تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔پہلے کبھی اس انداز میں بات نہیں کی تم نے"سدرہ نے بغور اسکے انداز اور لہجے پر غور کرتے استفسار کیا تھا۔

"نہیں تو۔۔مجھے کیا ہونا۔۔"اگلے ہی لمحے مہک اپنے ازلی انداز میں اترا کر بیٹھی تھی اور اپنے بالوں کی لٹھ کانوں کے پیچھے ارسی تھی۔

"اچھا چھوڑوں ان باتوں کو کام کی بات بتاو۔۔۔تم دونوں لندن کب جا رہے ہو۔۔"سدرہ نے ہاتھ جھلاتے اگلا سوال داغا

مہک ایک لحظے کو خاموش رہی۔

"ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔میں بھی ایک دو بار وجاہت سے پوچھ چکی ہوں۔بار بار پوچھنا اچھا نہیں لگتا۔۔"مہک نے جوابا کہا۔

"اگر کوئی ارادہ نہیں ہے تو اسے مناو۔تم تو آرام سے ہی بیٹھ گئی ہو۔۔کیا بات ہوئی تھی ہمارے درمیان۔تم یہ شادی صرف لندن جانے کے لیے کر رہی ہو۔۔۔"سدرہ نے الفاظ پر زور ڈالتے ہوئے اسے یاددہانی کروائی تھی۔

"میں جانتی ہوں اور مجھے اچھے سے معلوم ہے سب کچھ ۔۔ وجاہت کو جب سے میری حالت کے بارے میں پتا لگا ہے وہ مجھے کسی بات سے انکار نہیں کرتا۔ میں اسے واپس لندن جانے کے لیے منالوں گی۔" مہک نے مضبوط لہجے میں پر اعتمادی اور پختگی سے کہا تھا مگر ساتھ ہی وہ نا محسوس انداز میں اپنی انگلیاں بھی مڑوڑ رہی تھی

"جتنی جلدی ہو سکے وجاہت کو منالوں" سدرہ نے مزید ایک بار تاکید کی تھی جس پر مہک نے سر اثبات میں ہلا دیا

۔

اسکے بعد وہ دونوں کافی دیر تک باتیں کرتی رہی تھیں۔

سدرہ شام تک اسکے ساتھ رہی تھیں۔

انکے جانے کے بعد مہک نے روم کا دروازہ لاک کیا اور موبائل پکڑ لیا۔

وجاہت سکندر صاحب کے ساتھ کچھ ضروری امور کے تحت باہر گیا ہوا تھا۔

"مما چلی گئی ہیں۔ مجھے بات کرنی ہے۔۔" مہک نے پیغام لکھا اور بھیج دیا۔

"ہاں بولو۔۔۔ کیا کہنا ہے۔۔" تقریبا پانچ منٹ بعد دوسری طرف سے کال آئی تھی جو مہک نے اٹھالی۔

"وجاہت کو مجھ پر شک ہو رہا ہے۔ میں مزید یہ۔۔۔" فون کان سے لگاتے ہی مہک نے تیزی سے کہنا شروع کیا مگر دوسری جانب سے اسکی بات کاٹ دی گئی۔

"تم یہ کرو گی اور کرنا پڑے گا۔ اب پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔۔ "

"اسکے علاوہ کچھ کہنا ہے کیا۔۔۔" مخاطب نے اگلا سوال کیا۔

"کیا میں بس ایک بار ان سے مل سکتی ہوں۔۔" مہک نے اگلا سوال کیا۔

"نہیں ڈارلنگ۔ تم گھر سے کسی کو بنا بتائے نکلو گی تو شک میں آجاو گی۔ اور وجاہت کو معلوم ہوا کہ تم اسے دھوکہ دے رہی ہو تو اچھا نہیں ہو گا۔ اس لیے جب تک میں نا کہوں کوئی قدم مت اٹھانا" ایک تنبیہ کرتی ہوئی آواز اور پھر کال کٹ ہو گئی۔

مہک موبائل ہاتھ میں لیے کچھ لمحے موبائل کو دیکھتی رہی۔

وہ مزید کچھ سوچتی اس سے پہلے صباحت بیگم وہاں آکر اسکی سوچوں کو منتشر کر چکی تھیں۔

****

وجاہت اور سکندر صاحب اس وقت ایک آفس میں بیٹھے تھے۔

سامنے والی دیوار کے آگے ایک سکرین لگی تھی جس پر ایک شخص نظر آرہا تھا جو براہ راست ان کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا۔

سکندر صاحب مکمل کاروباری وثوق کے ساتھ دوسرے آدمی سے گفتگو کر رہے تھے جبکہ وجاہت عدم دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

سکندر صاحب اسے بولنے کا کہتے تو وہ چند سطریں کہہ کر خاموش ہو جاتا۔

میٹنگ کچھ دیر بعد ختم ہو گئی۔

سکرین اب کالی ہو چکی تھی۔

"تم میٹنگ پر دیھان کیوں نہیں دے رہے۔۔ کتنی بار کہا ہے بزنس کو آگے تم نے ہی بڑھانا۔میری ایک ہی اولاد ہو تم اور تم ہو کہ۔۔۔" سکندر صاحب خالصتا مشرقی باپ والا کردار ادا کرتے اس سے باز گشت کرنے لگے تھے۔

"ڈیڈ۔۔مجھے یہ آدمی پسند نہیں ہے۔کیا نام ہے اسکا۔ڈیوڈ!۔۔آپ اسے فائر کر دیں۔پھر میں انٹرسٹ لے لوں گا بزنس میں" وجاہت نے کاندھے اچکاتے ہوئے شرط رکھی تھی۔

"کیا میں وجہ جان سکتا ہوں۔ناپسندیدگی کی۔۔" سکندر صاحب نے سوال کیا۔

"کچھ خاص وجہ نہیں ہے۔بس نہیں اچھا لگتا تو نہیں لگتا۔۔" وجاہت سرسری سے انداز میں کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور باپ کی طرف ایک سلوٹ اچھال کر کمرے سے نکل گیا۔

باہر آتے ہی اسکے تاثرات بدلے تھے۔

"ڈیوڈ۔۔" اسنے مٹھی بھینچتے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

ڈیوڈ کے بارے میں یقینا کچھ ایسا تھا جو وہ جانتا تھا مگر سکندر صاحب کو بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس بلڈنگ سے باہر نکل کر سڑک پر پیدل چلنے لگا

ایک برقع میں ملبوس عورت سامنے سے گزر کر گئی تو وجاہت ٹھٹک کر رکا۔

ذہن میں ایک سراپا سا بنا تھا۔

ریڑھی گھسیٹتا ہوا برقعے میں لپٹا سراپا آنکھوں کے آگے لہرا گیا تھا۔

"وجاہت مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔"ایک مردانہ آواز پر وہ سر جھٹک کر اسکی طرف پلٹا۔

سامنے عمیر کھڑا تھا۔

"ہاں کہو۔کیا بات ہے۔۔"وجاہت نے اسے بغور دیکھتے کہا۔

وہ اس لڑکے کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

"یہاں نہیں۔کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔"عمیر نے کہا اور ایک طرف چلنے لگا۔

وجاہت بھی اسکے پیچھے ہولیا۔

حلیے سے وہ لڑکا اسے مڈل کلاس کا لگ رہا تھا۔

شک کرنے والی کوئی بات نہیں تھی۔

"میرا نام عمیر ہے اور میں۔۔۔"وہ دونوں سڑک کے کنارے ایک ٹی سٹال پر بیٹھ گئے جب عمیر نے کہنا شروع کیا

۔

"اور میں تمھیں یہ بتانے آیا کہ میں اور تمھاری بیوی پچھلے دو سال سے افیئر میں ہیں۔ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں"عمیر نے بنا تمہید اور جھجھک کے وجاہت کے سر پر گویا بم پھوڑا تھا۔

وہ چند لمحے ساکت سا رہا پھر اگلے ہی لمحے وہ زوردار قہقہہ لگا گیا۔

اسکا قہقہہ اس قدر بلند تھا کہ آس پاس کے لوگ مڑ کر دیکھنے لگے۔

"میری بیوی۔ آئی مین مہک تمہیں پسند کرتی تھی۔ تمھارے ساتھ افیئر تھا اس کا۔ آکام آن۔ تمھارے سٹینڈرڈ اچھے سے پتا لگ رہا ہے اور وہ برانڈ سے نیچے کپڑے نہیں خریدتی۔ بوائے فرینڈ رکھے گی۔ جاو جا کر کسی اور کے ساتھ مزاق کرو۔" اپنا قہقہہ تھامتے ہوئے وہ سانس بحال کرنے کے درمیان کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

"کوئی اجنبی آکر اسکی بیوی کے بارے میں آکر کچھ کہے اور وہ بنا تصدیق کیے یقین کر لے۔ وہ ایسا مرد نہیں تھا۔

عمیر نے اسے جاتے دیکھا تو نفی میں سر ہلانے لگا۔

"بہت بھروسہ ہے اس پر۔ دیکھ لینا ایک دن یہی بھروسہ اپنے پیروں تلے روندھ کر جائے گی وہ" عمیر نے دانت پیس کر کہا اور پھر خود بھی وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ میں تھا۔

"وجاہت پاگل ہے۔ اپنی بیوی پر بہت بھروسہ کرتا ہے۔ میری بات نہیں سنی اسنے۔" اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی اسنے کسی کو مجاطب کرتے بتایا۔

"اسے ابھی پاگل ہی رہنے دو۔۔ اسکی بیوی پریگننٹ ہے۔ جب وہ اپنی ڈلیوری سے فری ہو جائے گی پھر دیکھیں گے ۔بہت کر لی اس لڑکی نے عیاشی۔ وجاہت کی ساری پراپرٹی پر میرا حق ہے۔" کھڑکی کے آگے کھڑی اس لڑکی نے کہتے ادا سے اپنی لٹھ کان کے پیچھے اڑسی تھی۔

"کوشش کرو۔ اسکے اکاونٹ سے زیادہ سے زیادہ پیسے نکلوا سکو۔۔۔" عمیر نے لڑکی کو تاکید کی تو وہ بنا جواب دیے محض ہاتھ جھلا گئی۔

اسکاانداز یکثر عمیر کو نظرانداز کرنے والا تھا۔

"کال ڈرنک "کچھ دیر بعد عمیر نے لڑکی کو پیش کش کی۔

"پچھلی بار بھی تم نے جوس میں کچھ ملا کر مجھے بے ہوش کر دیا تھا۔ سوری آج تمھاری کوئی خواہش پوری نہیں ہو گی

۔"لڑکی نے ہاتھ سے کال ڈرنک پڑے دھکیل دی۔

"تم نے بھی تو انجوائے کیا تھانا" عمیر نے اسے جیسے اکسایا تھا۔

"بہت گھٹیاانسان ہو تم۔۔ تمھاری گرل فرینڈ کسی اور کے بستر پر سوتی ہے اور تم اپنے بستر پر مجھے سلاناچاہتے ہو"

لڑکی نے تنک کراس پر چوٹ کی تو دونوں قہقہہ لگانے لگے۔

****

وہ ایک اولڈ ہوم کا منظر تھا۔

اس برے سے ہال میں قطار سے بیڈ لگے ہوئے تھے۔

رات کاوقت ہو چکا تھا جس وجہ سے تقریباسب ہی سو چکے تھے سوائے ایک بوڑھی اماں کے۔

وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی بس ایک ہی جملہ کہتی جاتی تھی۔

"میری بیٹی کہاں ہے۔ میری بیٹی کو بلادو۔ وہ کہاں چلی گئی ہے۔۔"

"ماں جی۔ سو جاؤ چپ کر کے۔ دوسروں کی نیند مت خراب کرو۔" اس جگہ کام کرنے والی ایک آلہ کار نے انہیں جھڑک دیا تو وہ خاموش ہو کر لیٹ گئی۔

کھلی آنکھوں کے باوجود بھی آنکھوں کے آگے چھائے اندھیرے کے ساتھ اماں چھت کو تکنے لگی تھیں۔

وہ اپنے گھر سے کسی اور جگہ لائی گئیں تھیں جہاں بہت سے لوگ تھے مگر انکی بیٹی نہیں تھی۔

نابینا ہونے کی وجہ سے خود کہیں جا نہیں سکتی تھی اور کسی سے مدد مانگے تو کوئی سنتا نہیں تھا۔

وہ اس جگہ پر تھیں جہاں بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر جایا جاتا اور پھر خبر گیری نہیں کی جاتی تھی۔

اور بوڑھے اپنی اولادوں کو پکارتے رہتے تھے۔

یہ ایک معلوم تھا جسے سننے کا سٹاف عادی ہو چکا تھا تا ہم کوئی دھیان نہیں دیتا تھا۔

"ہانیہ تو کہاں چلی گئی ہے" نیند کی وادی میں جاتے اماں نے ایک بار مزید بڑبڑایا تھا۔

ماضی۔۔۔

عمیر کی باتیں پر یقین نا کرنے کے باوجود بھی عالمگیر ہاوس کی طرف جاتے ہوئے وجاہت کے ذہن میں اسکی باتیں گھوم رہی تھیں۔

وہ گھر پہنچ کر صباحت بیگم کے پاس کچھ دیر بیٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا تو اسنے دیکھا مہک چہرے کے گرد ڈوبٹے کا ہالہ کیے ہاتھوں کو چہرے کے آگے رکھے دعا مانگنے میں مصروف تھی۔

وجاہت اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

یہ منظر اس کے لیے عجیب تھا۔

مہک جیسی ماڈرن اور براڈ مائنڈ لڑکی مزہبی رحجان بھی رکھتی ہو گی اسے حیرت ہوئی تھی۔

مہک کچھ دیر بعد فارغ ہو کر جگہ سے اٹھی اور پیچھے مڑی تو وجاہت کو دیکھتے یک دم ٹھٹک گئی۔

"آپ کب آئے۔" اسکے انداز میں واضح جھجھک تھی۔

"بس ابھی کچھ دیر پہلے۔" وجاہت کہتے ہوئے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"آج ماما آئیں تھیں۔" مہک نے چہرے کے گرد سے ڈوبٹا کھولتے ہوئے اسے برائے بات بتایا۔

"ہوں۔" وہ ایک لفظی جواب دے کر پھر خاموش ہو گیا مگر مسلسل گہری نظروں سے مہک کو دیکھتا رہا۔

جبکہ مہک اسکی نظروں پر غور کیے بنا الماری تک آئی اور اپنے کپڑے سیٹ کرنے لگی۔

"عمیر کون ہے؟" چند ثانیوں بعد وجاہت نے سوال کیا۔

مہک کے ہاتھ یک دم سے ٹھہرے۔

چہرے کا رنگ ایک پل کو اڑ سا گیا مگر وجاہت کی طرف پشت ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نا سکا۔

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟" اگلے ہی پل وہ گردن میں ابھرتی گلٹی معدوم کرتی بہت اعتماد سے اسکی طرف پلٹی تھی۔

"بس ویسے ہی۔ابھی اسی سے ملاقات کر کے آرہا ہوں۔بتا رہے تھا بہت اچھی دوستی تھی تم دونوں کی۔" وجاہت نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا مگر دوستی پر زور ضرور دیا تھا۔

"ہاں تو بس دوستی ہی تھی نا۔۔اب آپ کیا روایتی مردوں کی طرح مجھ پر شک کرو گے" مہک نے تنک کر سوال کیا تو وجاہت سر جھٹکتے ہوئے ہنس پڑا۔

"نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں۔میں خود لندن میں پلا بڑھا ہوں۔شادی سے پہلے یا بعد میں بیسٹ فرینڈ یا گرل فرینڈ بوائے فرینڈ کا ہونا عام بات ہے اور تم بھی جیسی سوسائٹی میں پلی بڑھی ہو یہ عام بات ہے۔۔تم پر شک نہیں ہے مگر تمھارا دوست مجھے ضرور سیریس لگتا ہے۔" وجاہت نے جواب دیتے ہوئے آخر میں سنجیدگی پر اختتام کیا تھا۔

"سیریس۔۔ہم صرف دوست تھے۔پتا نہیں کیوں وہ سیریس لے گیا۔۔" وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے کہہ کر پلٹی اور دوبارہ الماری سیٹ کرنے لگی۔

جبکہ وجاہت ایک نظر اسکی پشت پر ڈال کر باتھ روم کی طرف چلا گیا۔

جیسے ہی کمرے میں مہک اکیلی رہ گئی وہ تیزی سے الماری سے ہٹی اور اپنا موبائل اٹھایا۔

"تمھارے ساتھ مسئلہ کیا ہے عمیر۔۔تم چاہتے کیا ہو۔۔تم کیوں میرے اور وجاہت کے درمیان معاملے بگاڑ رہے ہو۔۔" اسنے تیزی سے میسج ٹائپ کیا مگر سینڈ کا بٹن نہیں دبایا۔

وہ سوچ میں پڑی ہوئی تھی لیکن اگلے ہی پل اسنے پیغام بھیج دیا۔

جہاں اتنا کچھ ہو رہا تھا یہ بھی سہی۔

"مجھے پیسے چاہیے۔۔۔"جواب دو سیکنڈ کے بعد ہی آگیا تھا۔

"یہ مت کہنا کیسے دوں اور کہاں سے دوں۔اپنے بندے کا اکاونٹ خالی کرو یا ڈاکہ ڈالو مگر مجھے پیسے دو ورنہ میں تمھاری ساری پول کھول دوں گا۔ساری حقیقت بتا دوں گا۔"عمیر کے اگلے پیغام میں ڈیمانڈ بھی تھی اور دھمکی بھی

۔

وجاہت باتھ روم سے باہر آگیا تو وہ جوابی میسج ٹائپ نہیں کر پائی اور تیزی سے موبائل رکھ کر واپس الماری کی طرف مڑ گئی۔

وہ یوں ہی کھڑی اپنے چہرے کے تاثرات اور ڈھڑکن سنبھال رہی تھی جب وجاہت نے اسے پھر سے اتھل پتھل کیا تھا۔

وہ عقب سے آکر اسکی کمر کے گرد اپنے بازوں رکھ چکا تھا۔

مہک ایک پل کو بالکل ساکت سی ہوئی تھی۔جو متحرک تھا وہ دل کی ڈھڑکن تھی۔

"مجھے کہتی ہو روایتی مردوں کی طرح شک نا کروں مگر خود روایتی عورتوں کی طرح شرماتی ہو"وہ اسکی حالت سے واقف اسے زچ کرنے کے انداز میں بولا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔بس آپ اچانک پیچھے سے آئے تو میں ڈر گئی" وہ تیزی سے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔

"مطلب اب اپنی بیوی سے اجازت لینی پڑے گی کہ محترمہ آپ کو چھو لوں۔ڈریں گی تو نہیں۔" وجاہت نے اسے اپنی طرف پلٹایا اور مصنوعی شکایتی انداز میں کہتے اسکی نظروں میں دیکھا۔

مہک بھی اسی کی طرف دیکھے جا رہی تھی مگر ذہن میں کوئی بات آنے پر وہ نظریں ہٹا کر اسکی گرفت سے نکل گئی۔

"اف نکھڑے دکھائے جا رہے ہیں۔دیکھاو بھئی۔اسی لیے تو بندہ رکھا ہوا ہے۔" وہ اسکے دور جانے پر کاندھے اچکا کر بیچارگی سے بولا۔

"اگر اتنا ہی شوق ہے نکھڑے اٹھانے کا تو اپنی بیوی کو کچھ عیش ہی کروا دیں۔" وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے گہرے سے انداز میں بولی تھی۔

"مطلب کس قسم کی عیش" وجاہت بالکل لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے خود بھی اسکے پاس آ کر بیٹھا۔

"ابھی کے لیے صرف کریڈٹ کارڈ۔۔" مہک نے فرمائش کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وجاہت نے برا سا منہ بنایا۔

"میں تو کچھ اور ہی سمجھا تھا"

"آپ میری ڈیمانڈ پوری کرو میں آپکی ڈیمانڈ پوری کروں گی" مہک نے اسکے سامنے اگلی شرط رکھ دی۔

وجاہت نے اسے ایک پل کو گھورا پھر اٹھ کر بیڈ کے دوسری طرف اپنے سونے والی جگہ پر آ کر لیٹ گیا۔

"ویسے تم مجھے آپ آپ کیوں کہتی ہو۔مجھے ہضم نہیں ہوتا یار۔۔"وہ بالکل سیدھا لیٹ کر کروٹ لے کر اسکی طرف مڑا اور پوچھنے لگا۔

"مجھے اچھا لگتا ہے "آپ" کہنا"وہ بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ بولتی خود بھی سونے کے لیے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"اگلی بار مجھے تمھارا دوست ملا تو اسے ڈنر پر انوائیٹ کر لوں"وجاہت نے جیسے اسے پھر تنگ کرنے کے لیے کہتے تمھارے دوست پر خاص زور دیا تھا۔

"ہاں کر لینا مگر پھر جب وہ میرے ساتھ فری ہو تو جیلس مت ہونا۔" مہک نے بھی جوابی کاروائی کی تھی۔

"میری خوبصورت بیوی کے ساتھ کوئی فری ہو میرا جیلس ہونا تو بنتا ہے نا۔" وجاہت نے جتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نیند آرہی۔ آپکی جیلسی ختم ہوگئی ہو تو سو جانا۔" مہک اس پر طنز کرتی دوسری طرف رخ کر کے آنکھ موندھ چکی تھی۔

جبکہ وجاہت بھی گہری سانس لیکر سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔

"سو گئی ہو۔" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ وہ اس سے مزید بات کرنا چاہتا تھا مگر مہک کی طرف سے جواب نا آیا۔

وہ یقیناً موڈی تھی۔

جب خود کا دل کرتا تھا بات کرتی تھی۔

کبھی بہت بے باک ہو جاتی تھی تو کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھجک پڑتی تھی

مگر جو بھی تھا وجاہت کو اس مہک سے دن بدن مزید محبت ہوتی جا رہی تھی۔

****

حال۔۔۔

عمیر کے اپارٹمنٹ کا وہ کمرہ اس وقت سٹوڈیو کا منظر پیش کر رہا تھا

عقب کی دیوار کے آگے سبز پردہ لگا تھا

لائٹس اور کیمرے بھی صحیح جگہ پر لگے تھے اور سبز پردے کے آگے کھڑی ماہین سیال مختلف زاویوں سے کھڑی اپنی تصویریں بنوانے میں مصروف تھی۔

وہ مغربی طرز کے نہایت ماڈرن لباس پہنے ہوئے تھی اور عمیر اور حیدر کی موجودگی سے کوئی عار بھی نہیں کھا رہی تھی۔

"ڈارلنگ۔۔۔ڈیز آڑاوسم۔۔۔انکل تو اسے دیکھتے ہی دیوانے ہو جائیں گے۔انہیں اپنے نیکسٹ پراجیکٹ کے لیے ایک بولڈ ہیروئین ہی چاہیے۔" عمیر کیمرے سے ماہین کی تصوریں بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمھارے انکل کیا۔ماہین کی اداوں کے پیچھے پورا زمانہ پاگل ہو گا۔" وہ خالصتاً کسی نامی گرامی مشہور ہیروئین کی طرح بولی تھی۔

"بس یہ ہو گیا۔ میں ان پکس کو ایڈٹ کر کے انکل کو بھیج دوں گا" عمیر نے کیمرہ ہٹاتے ہوئے کہا تو ماہین بھی سبز پردے کے آگے سے ہٹ گئی۔

وہ اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی جبکہ عمیر اور حیدر ایک دوسرے سے نظروں کا تبادلہ کرنے لگے

دونوں کی نظریں معنی خیز تھیں

"مجھے اب جانا ہے عمیر" ماہین موبائل اپنے پرس میں ڈالتی اسکے پاس آکر الوداعی گلے ملی اور اپارٹمنٹ سے نکل گئی

۔

"گڈ بائے ڈارلنگ" اسکے جانے کے بعد عمیر دروازے کو دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا تھا۔

"تصویریں ایڈیٹ کر کے مجھے سینڈ کر دے۔ دیکھتے ہیں اس شکار سے کتنے پیسے ملتے ہیں" عمیر نے کہتے ہوئے کیمرہ حیدر کی طرف اچھال دیا۔

"بس پیسے ہی چاہیے۔۔" حیدر نے کیمرہ پکڑتے آنکھ اچکا کر پوچھا۔

"فلحال کے لیے تو پیسے ہی" عمیر نے سر کو زرا سا خم دیتے جواب دیا تو حیدر کیمرہ لیکر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عمیر کمرے میں رکھی ایک شو کیز میز تک آیا اور اسکی دراز کھول کر کچھ تصاویر نکال لیں۔

وہ مختلف لڑکیوں کی تھیں

یونہی مغربی طرز کے کپڑے پہنے بالڈ انداز میں لیے گئے فوٹو شوٹ کی۔

ان تصاویر میں کچھ تصاویر مہک اعجاز کی بھی تھیں۔

****

حال۔۔۔۔

انسپیکٹر ہارون کو اپنے خبری کے زریعے اپنی منگیتر ڈاکٹر تانیہ کے ہاسپتال میں ایڈمٹ روم نمبر فائیو کی مریضہ کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ ڈاکٹر تانیہ کو اطلاع دیکر بتائی گئی خگہ کی طرف چل نکلا۔

وہ محلہ جہاں اس لڑکی کے ہونے کا بتایا جارہا تھا وہ ایک گھنٹے کی دوری پر تھا۔

ہارون نے اپنی جیپ مرکزی شہراہ پر ڈالی ہوئی تھی جو مطلوبہ مقام کی طرف فاصلہ طے کر رہی تھی۔۔۔۔

وجاہت ہسپتال سے نرس نادیہ کا پتا لے کر پہلے عالمگیر ہاوس پہنچا۔ شمس کو وہاں چھوڑا پھر خود نادیہ کی طرف نکل پڑا۔

تقریبا آدھے گھنٹے بعد وہ نادیہ کے گھر کی ڈور بیل بجا رہا تھا۔

نادیہ نے دو منٹ بعد دروازہ کھولا اور وجاہت کی شکل دیکھتے ہی واپس بند کرنا چاہا مگر وجاہت نے اسے دروازہ بند نہیں کرنے دیا اور دروازہ دھکیل کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھو تم اس طرح اندر نہیں آسکتے۔ میں پولیس کو بلاوں گی" نادیہ نے اپنے تئین اسے دھمکایا تھا۔

"بکواس بند کرو اور میرے سوالوں کا جواب دو۔۔ میری بیوی کہاں ہے۔" وجاہت نے اسکی دھمکی کو خاطر میں نا لاتے ہوئے استفسار کیا۔

"مممم۔میں نہیں جانتی"نادیہ کا انداز گھبراہٹ لیے ہوئے تھا۔

"جھوٹ مت بولو"وجاہت اس قدر دھاڑا تھا کہ وہ دہل کر رہ گئی تھی۔

"میں نے سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ لی ہے۔آخری بار وہ تمھارے ساتھ دیکھی گئی ہے۔تم اسے لیکر گئی تھی۔اب جلدی بولو کیا سچ ہے۔۔"وجاہت نے دو قدم اسکی جانب بڑھائے اور اسے مکمل خوف کے آثار میں لیتے ہوئے سچ اگلوانے کی کوشش کی۔

"بولتی ہو یا میں۔۔"

"بتاتی ہوں۔۔بتاتی ہوں۔"وجاہت کی جانب سے کسی ممکنہ حملے سے بچنے کی سعی میں نادیہ نے اپنا چہرہ ڈھانپتے تیزی سے کہا۔

"جلدی بولو۔"وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تمھاری بیوی بچے کے آپریشن سے دو دن پہلے ڈاکٹر کے پاس آئی تھی۔اس نے کہا آپریشن کے لیے پیسے نہیں ہیں۔کیا پیسے بعد میں دیے جا سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے صاف انکار کر دیا۔

وہ بہت پریشان ہو گئی تھی۔"نادیہ نے ایک پل کو توقف کیا جبکہ وجاہت یہ سوچ رہا تھا کہ پیسے نا ہونے یا گاؤں کی زمین کے عوض ملنے والی رقم کے آکاونٹ سے واپس نکلنے کے بارے میں مہک کو پہلے سے کیسے معلوم تھا۔

"وہ بس اپنے بچے کی جان بچانا چاہتی تھی۔کسی بھی طرح رقم کا بندوبست کرنا چاہتی تھی تبھی اس نے ڈاکٹر سے کہا کہ وہ اپنی کڈنی بیچنا چاہتی ہے۔۔"نادیہ نے وجاہت پر انکشاف کرتے ہوئے اس کے سر پر حیرتوں کا پہاڑ توڑا تھا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔۔۔اس نے اپنی کیڈنی بیچ ڈالی اور تم نے۔۔" وہ اٹک اٹک کر کہتا جملہ مکمل نہیں بول پایا تھا۔

"ہم نے اسکا ٹیسٹ کیا تو ایک پیشنٹ کے ساتھ اسکی کیڈنی میچ ہو گئی۔اس عورت کو کیڈنی کی ضرورت تھی اور تمھاری بیوی کو بچے کے آپریشن کے لیے پیسوں کی۔ڈاکٹر اور اسکے درمیان ڈیل ہو گئی۔وہ اپنی ایک کڈنی دے گی جبکہ ڈاکٹر ہارٹ سرجن سے کہہ کر تمھارے بیٹے کا آپریشن کروادے گا۔" نادیہ نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتادیا۔

"میری بیوی نے ڈاکٹر کے ساتھ ڈیل کرلی اور کسی نے مجھے اس بارے میں بتایا تک نہیں۔" وجاہت آہستہ مگر قرب زدہ انداز میں بولا تھا۔

"اسنے منع کیا تھا۔اس نے کہا تھا تمہیں کبھی بھی نا بتاوں۔وہ آپریٹ کے بعد ایک ہفتے تک ہسپتال ہی رہی تھی مگر تم اس وقت بیٹے کے ساتھ مصروف تھے تو جان نہیں پائے کہ وہ بھی وہیں ہی تھی۔" نادیہ بتاتے ہوئے مزید کہہ رہی تھی جبکہ وجاہت نے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھادیے۔

آج ایک معمہ حل ہوا تھا کہ شمس کے آپریشن کے لیے ڈاکٹر کو پیسے کس نے دیے تھے مگر اس کے ساتھ کئی اور الجھنیں بڑھ گئی تھیں۔

مہک اعجاز عرف ہانیہ وجاہت سکندر کو ہر بار ایک الگ انداز میں ملتی تھی۔

وہ جو کبھی اپنے بیٹے کی طرف دیھان نہیں دیتی تھی۔اسے پیار تک نہیں کرتی تھی کبھی اتنا خیال رکھنے لگتی تھی کہ اسکی جان بچانے کے لیے اپنی کڈنی تک بیچنے کو تیار ہو گئی تھی۔

کچھ دیر پہلے جب وجاہت یہاں آیا تھا وہ مہکا عرف ہانیہ کے بارے میں کسی مختلف نوعیت سے سوچ رہا تھا۔

اب وہ نوعیت بدل چکی تھی

اب سوچ کا زاویہ بھی بدل چکا تھا۔

اسکی بیوی کے بدلتے روپ اور انداز اسے سخت الجھن میں ڈال رہے تھے۔

وہ اب شدت سے اس بات کو یقینی بنانا چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس تک پہنچے اور پوچھے کہ آخر وہ ہے کون۔

اسکا اصل چہرا آخر ہے کیا۔

وجاہت کے قدم سڑک پر آگے کی جانب اٹھ رہے تھے۔۔۔۔

"دو دن کا وقت دیا تھا۔ چل سامان اٹھا اور دفع ہو یہاں سے" وہ بدمعاش قسم کا آدمی لکڑی کا بوسیدہ دروازہ توڑ کر اندر صحن میں داخل ہوا اور کرخت آواز میں بولا۔

صحن میں بیٹھی لکڑی نے تیزی سے اپنے چہرے کے گرد نقاب کر لیا۔

"مم۔۔ میں اس وقت کہاں جاوں گی۔۔ میرے پاس اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے" وہ اس آدمی کے سامنے فریاد طلب انداز میں گویا ہوئی۔

"اے مجھے کچھ نہیں سننا۔ تیری اماں نے جو مجھ سے ادھاری لے رکھی تھی اسی کے بدلے میں گھر خالی کروا رہا ہوں ۔ نکل اب یہاں سے۔ کوئی دوسرا الفاظ نہیں سنوں گا۔" وہ شخص تس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

لکڑی کتنی ہی دیر چہرے کو نقاب سے ڈھانپے اسے بے بس نظروں سے دیکھتی جارہی تھی۔

مگر اب شاید منت سماجت کا کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں میں بس آنے والی نمی کو دونوں ہاتھوں سے پونچھتے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔اس کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اس گھر سے لے جانے والا۔

"سن جاتے جاتے اپنی پھلوں والی ریڑھی گھسیٹتے ہوئے جائیں۔یہاں رہے گی تو توڑ کر جلادوں گا" لڑکی کے قدم دروازے کی چوکھٹ پر تھے جب وہ آدمی چبا چبا کر بولا تھا۔

لڑکی گھر سے باہر نکل گئی۔ایک نظر دیوار کے ساتھ لگی ریڑھی کو دیکھا

پھر اپنے قدم انجانے راستے کی طرف بڑھا دیے۔

وہ نہیں جانتی تھی کہاں جارہی ہے۔

وہ بس چلتی جارہی تھی شاید کہیں نا پہنچنے کے لیے۔

ایک امید تھی کہ اسے تلاش کرتے ہوئے یہاں آیا جائے گا مگر اب وہ امید بھی مند ھم پڑتی جارہی تھی۔۔۔۔

انسپیکٹر ہارون جیسے ہی اس محلے پہنچا اسکا خبری اس تک آگیا۔

"تمہیں مکمل یقین ہے کہ وہ لڑکی اسے محلے رہتی ہے۔" ہارون نے اپنے آدمی سے پوچھا۔

"مجھے اچھی طرح معلوم ہے سر۔بلکہ پرسوں ہی میں نے اسے گھر کے قریب دیکھا تھا۔" آدمی نے جواب دیا۔

ہارون نے موبائل سے ڈاکٹر تانیہ کی دی ہوئی تصویر اسکے سامنے کی۔

"کیا یہی لڑکی تھی؟"

"جی سر یہی لڑکی تھی مگر۔۔" وہ مزید ہارون کو اسکے بارے میں کچھ بتانے لگا تھا۔

"مجھے اسکا گھر دکھاو۔۔" ہارون نے بات مکمل ہونے پر اپنے آدمی کو کہا۔

کچھ دیر بعد وہ بوسیدہ لکڑی کے دروازے کے گھر کے آگے کھڑے تھے۔

ہارون نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر جواب نا آیا۔

"صاحب یہاں کوئی نہیں ہے۔" عقب سے زنانہ آواز آئی تو وہ پلٹا۔

ایک عورت سامنے کھڑی تھی۔

"تم کون ہو۔اور یہاں جو لڑکی رہتی ہے وہ کہاں گئ۔" ہارون نے اس سے استفسار کیا۔

"میرا نام نجمہ ہے صاحب۔اس لڑکی کے سر پر گوگا بدمعاش کا ادھار تھا۔وہ واپس نا کر سکی تو گوگا بدمعاش نے اسکے گھر پر قبضہ کر لیا اور اسے باہر نکال دیا" نجمہ نامی اس عورت نے ہارون کو بتایا۔

"یہ کب کی بات ہے۔" ہارون نے اگلا سوال کیا

"ابھی کچھ دیر پہلے وہ چلی گئ۔"

"تم جانتی ہو وہ کہاں گئ؟"

"نہیں صاحب۔ مجھے نہیں معلوم"

"کیا یہ وہ لڑکی ہے ؟"

"جی صاحب یہی ہے مگر۔۔۔" نجمہ نے بھی پہچان کرتے ہوئے ہارون کو وہی بات بتائی جو کہ اسکے آدمی نے بتائی تھی۔

ہارون سر کو اثبات میں ہلاتا واپس اپنی جیپ میں آ بیٹھا

جیپ کا رخ اب ہسپتال کی طرف تھا جہاں ڈاکٹر تانیہ کام کرتی تھی

اور ہارون کے زہن میں اپنے آدمی اور نجمہ کی بتائی گئ بات سن کر وجاہت کے بولے گئے جملے گردش کرنے لگے تھے۔

"میری بیوی کا منہ جھلسا ہوا ہے۔ایسڈ اٹیک وکٹم ہے وہ"

****

ماضی۔۔۔۔

وجاہت اس شام صباحت بیگم کے کمرے میں موجود تھا۔

وہ کاوچ پر بیٹھا تھا اور اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔کانوں میں ہینڈ فری تھی اور سکرین پر نظر آتے شخص کے ساتھ انگریزی میں بات چیت کر رہا تھا۔

اسکے چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے۔

صباحت بیگم مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں۔وہ گاہے بگاہے وجاہت پر نظر ڈال لیتی تھیں۔

انکے چہرے پر بھی ایک پریشانی سی واضح تھی۔

وجاہت مزید آدھے گھنٹے تک بات چیت کرتا رہا پھر لیپ ٹاپ بند کر دیا اور گہری سانس لیکر کاوچ پر ایک طرف ڈال دیا

"مہک دوپہر کی شاپنگ پر گئی ہوئی ہے۔ابھی تک واپس نہیں آئی۔کوئی خیال ہے تمہیں اسکا" صباحت بیگم نے یاد دہانی کرواتے ہوئے احساس دلایا تھا۔

"دادو وہ چھوٹی بچی نہیں ہے۔آجائے گی واپس۔اور آپ کو تو پتا ہی ہے اسے شاپنگ کرنے کا کتنا شوق ہے۔"

وجاہت نے انکی بات کو زیادہ سیریس نا لیتے ہوئے جواب دیا۔

"وجاہت بیٹا وہ ماں بننے والی ہے۔اس حالت میں اسکا اتنی دیر تک باہر رہنا ٹھیک نہیں ہے۔جب واپس آئے تو اسے اچھی طرح سمجھا دینا۔" اس بات صباحت بیگم نے اپنی بات پر زور دیا تھا۔

"اور اپنی بیوی کی بے جا فرمائشیں پوری کرنا بند کرو۔" وہ غالباً آج مہک کی شکایتوں کے ہی موڈ میں تھیں۔

"دادو جان۔میں اپنی بیوی کی فرمائشیں نہیں پوری کروں گا تو کس کی کروں گا۔۔" وجاہت نے ہلکے سے شانے اچکا کر دریافت کیا۔

"میں نے بے جا فرمائشوں کا کہا ہے۔" دادو نے الفاظ دوبارہ دہرائے تو وجاہت نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"تم کیوں پریشان ہو۔" چند لمحوں بعد صباحت بیگم نے اسکا چہرا بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ بزنس پروبلم ہے۔ میں نے ڈیڈ سے کہا بھی تھا ڈیوڈ کو فائر کر دیں مگر۔۔۔" وجاہت نے اپنی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے بات کو ادھورا چھوڑا۔

"مجھے صحیح طرح بتاؤ وجاہت کیا معاملہ ہے۔" صباحت بیگم یک دم فکر مند ہوئیں تھیں۔

" کمپنی مینیجر ڈیوڈ۔ وہ ہماری کمپنی کے شیئرز غیر کانونی طور پر بیچ رہا ہے لیکن اسکے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے اور بنا ایویڈنس کے ڈیڈ یقین نہیں کریں گے۔" وجاہت نے اس بار پریشانی کی واضح وجہ بتائی۔

"تم سکندر سے بات کرو۔ اسے تمھارا تو یقین کرنا ہی چاہیے۔" صباحت بیگم نے مشورہ دیا۔

"کہا چکا ہے۔ دو تین بار کہہ چکا ہوں۔ ہر بار کمپنی کی ماہانہ بورڈ میٹنگ کے بعد ڈیڈ سے کہتا ہوں۔ وہ جانتے ہیں کہ کوئی شیئرز کے ساتھ گڑبڑ کر رہا ہے۔ بزنس ڈاؤن فال میں جا رہا ہے مگر وہ یقین کرنے کو تیار نہیں ہے کہ یہ کام ڈیوڈ کا ہے۔" وجاہت نے ایک بار پھر تفصیلی جواب دیا تھا۔

"میں اسی سلسلے میں ایک ایمپلائی سے بات کر رہا تھا۔ وہ یقیناً ڈیوڈ کے خلاف کوئی ایویڈنس فائنڈ کر لے گا۔ یا مجھے خود لندن چلے جانا چاہیے۔" بات کے اختتام پر وجاہت کی آنکھیں چمکی تھیں۔

"یہ ٹھیک ہے۔ مجھے خود ہی لندن چلے جانا چاہیے۔ وہاں اور بھی معاملات ہیں جن کو جا کر دیکھنا ضروری ہے۔" وجاہت کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جیسا تمہیں بہتر لگے۔" صباحت بیگم نے بھی اسکے فیصلے کی تائید کی تھی۔

****

وہ شاپنگ مال کے کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھی۔

پرپل کلر کے لانگ فراک اور چوری دار پاجامے میں ملبوس تھی۔

اسکے وجود کو دیکھ کر باریک بین نظر اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ ایک نہیں دو وجود ہیں۔

وہ کافی دیر سے انتظار میں تھی جب اسکے سامنے عمیر آکر بیٹھا۔

"میں کریڈٹ کارڈ لے آئی ہوں۔ تمہیں جتنی رقم چاہیے اس میں سے نکلوالو۔ مجھے واپس بھی جانا ہے" عمیر کے بیٹھتے ہی مہک جلد بازی میں بولی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ ادھر ادھر بھی دیکھتی کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔

"ریلکس ہو جاوڈیئر۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔" عمیر نے آنکھ مارتے ہوئے شوخ مزاجی سے کہا تو مہک کی کان کی لوہیں سرخ ہوئیں تھیں۔

"تمھارا کام ہو گیا ہے ناتو اب جاو۔ اپنی حد سے بڑھنے کی کوشش مت کرو۔۔" وہ یک دم سیخ پا لہجے میں بولی تھی جس کے جواب میں عمیر پر سکون سا بیٹھا رہا تھا۔

"اتنا غصہ تمھاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ بچے پر اثر پڑھے گا۔ میں تو اس لیے رکنے کا کہہ رہا تھا کہ تمہیں کچھ دکھانا تھا۔" عمیر نے چہرے کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا

"کیا؟" مہک کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔

عمیر نے موبائل پر ایک ویڈیو چلا کر اسکے سامنے کی۔

ویڈیو میں منظر ایک اولڈ ہاوس کا تھا۔ہال کمرے میں قطار سے رکھے بہت سارے بیڈز میں سے ایک پر فوکس تھا جس پر ایک بوڑھی عورت بیٹھی تھی۔بوڑھی عورت کو قطعی اس بات کا علم نا تھا کہ اسکی ویڈیو بن رہی ہے۔

مہک چند ثانیے اس ویڈیو کو دیکھتی رہی یہاں تک کہ اسکی آنکھوں میں نمی سی ابھرنے لگی۔

عمیر نے اگلے ہی پل موبائل اسکے چہرے کے سامنے سے ہٹا لیا۔

"یہ کونسی جگہ ہے۔" وہ بے تابی سے بولی تھی۔

"کام پورا کرو۔ تمہیں خود بوڑھی عورت کے پاس چھوڑ کر آوں گا ڈارلنگ" عمیر نے کھڑے ہوتے ہوئے اسکی طرف جھک کر آنکھ ماری پھر اسکے ہاتھ سے کریڈت کارڈ پکڑتے ہوئے سیٹی بجاتا ہوا آگے بڑھنے ہی لگا تھا جب یک دم سر پر چت لگاتے ہوئے واپس مڑا۔

"اسکی پن کیا ہے" وہ دونوں ہاتھ میز پر جمائے ہوئے تھا۔

مہک نے آنکھوں میں بھر آنے والی نمی کے باعث گیلی سانس اندر کھینچتے کریڈٹ کارڈ کا نمبر عمیر کو بتا دیا۔

عمیر تو چلا گیا مگر وہ اسکے واپس آنے کے انتظار میں بیٹھی رہی۔

بظاہر تو وہ پر سکون سی بیٹھی تھی مگر ذہن میں سوچوں کا بھنور تھا۔

وہ جو کر رہی ہے غلط تھا۔

دل دماغ اور ضمیر اس بات کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہے تھے مگر وہ مجبور تھی۔

وہ صحیح غلط کی تفریق معلوم ہونے کے باوجود بھی غلط کر رہی تھی اور اس بات کا نتیجہ کیا ہو سکتا تھا اسکا بھی ادراک تھا اسے۔

عمیر کچھ دیر بعد اسے کریڈٹ کارڈ واپس دے گیا۔

مہک نے کارڈ پرس میں ڈالنے کے لیے پرس کھولا تبھی اس پر کال آنے لگی۔ وہ وجاہت کی کال تھی۔

"کہاں ہو تم۔ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئی۔" وجاہت کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

"ہاں بس آ رہی ہوں۔ ایک دوست مل گئی تھی اسکے باتیں کرتے وقت کا پتا نہیں چلا۔" مہک نے اپنے لہجے پر تا حد ممکن قابو کرتے ہوئے کہا اور وجاہت کی بات سنے بنا ہی کال کاٹ دی۔

****

"بے بی ہم فوٹو شوٹ کب کر رہے ہیں۔؟" اپارٹمنٹ کے کچن میں ٹراوزر شرٹ میں کھڑی وہ لڑکی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر منہ سے لگاتے عمیر سے پوچھ رہی تھی جو سامنے صوفے پر نیم دراز تھا۔

"ابھی نہیں کر سکتے۔ وہ پبلک ہو گیا اور کسی نے دیکھ لیا تو۔" عمیر نے صاف انکار کرتے کسی پر زور دیا تھا اور وہ لڑکی اس کسی کو جانتی تھی۔

"اچھا یہ بتاو۔ تم نے پیسے نکلوا لیے۔" وہ کچن کاونٹر پر چڑھ کر بیٹھی اور بالوں کی لٹ انگلیوں پر گھماتے ہوئے پوچھنے لگی

۔

"ہاں۔ایک لاکھ نکلوایا ہے۔"عمیر نے جواب دیا۔

"بس ایک لاکھ۔"اس لڑکی کا ہلق کڑوا ہوا تھا۔

"ہاں ایک لاکھ ہی۔ تھوڑے تھوڑے کر کے ہی وجاہت کا اکاونٹ خالی کریں گے۔جب جب اسکی بیوی شاپنگ پر جایا کرے گی۔ایک ساتھ زیادہ رقم نکلوائی تو اسے شک ہو جائے گا"عمیر نے کم رقم نکلوانے کا سبب بیان کیا جس پر لڑکی نے اسے تعریفی انداز میں دیکھا۔

"بہت چالاک ہو تم۔۔"

"ابھی تم نے میری چلاکی دیکھی ہی کہاں ہے۔دیکھنا کچھ دنوں میں ایک بھاری رقم نکلواوں گا اس سے"عمیر نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا

وہ دونوں کچھ دیر مزید باتیں کرتے رہے۔پھر حیدر کے آنے پر عمیر اسکے ساتے باہر چلا گیا

لڑکی وہاں اکیلی رہ گئی۔

اسے بوریت کا احساس ہونے لگا تو موبائل پر ٹک ٹاک بنانے لگی۔

عمیر کے واپس آنے تک وہ کافی ویڈیوز بنا چکی تھی جو سب نجی اکاونٹ میں محفوظ ہو رہی تھی۔

ٹک ٹاک کا نجی اکاونٹ پہلے عوامی تھا جو کہ ایک مقصد کے تحت تبدیل کیا گیا تھا۔

****

وجاہت کاروباری مسائل کے حل کے سبب لندن جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔

اسنے سکندر صاحب سے بھی بات کر لی تھی۔

اس اتوار اسکی فلائیٹ تھی اور وہ اپنا سامان اور ضروری ڈاکومنٹس بیگ میں پیک کرنے میں مصروف تھا۔

"کیا اکیلے ہی جاوگے۔" بیڈ کے اوپر بیٹھی مہک نے اسے سامان پیک کرتے دیکھ اداسی کی رمق لہجے میں لیتے ہوئے پوچھا۔

جب سے اسے معلوم ہوا تھا

وجاہت جا رہا ہے اس کے دل میں ہوک سی اٹھنے لگی تھی

"ہوں! فلحال تو اکیلا ہی جا رہا ہوں۔ بے بی کی ڈلیوری کے بعد تمہیں بھی لے جاوں گا" وہ بیگ کو زپ لگا کر اس تک آیا اور زرا سا جھک کر اسکی پیشانی پر بوسہ لیا جس پر مہک نے آنکھیں بند کر لیں۔

"میں جانتا ہوں تمہیں لندن جانے کا بہت شوق ہے۔ جب سے شادی ہوئی ہے بارہا بار پوچھ چکی ہو مگر ابھی کچھ بزنس پرابلم ہے۔ وہ حل ہو جائے گی تو تمہیں ضرور لے جاوں گا۔۔" وجاہت نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اسکی پشت مسلتے ہوئے کہا تھا۔

مہک پھیکا سا مسکرا دی۔

نکلنے سے پہلے وجاہت مہک کے ساتھ کچھ وقت بتانا چاہتا تھا تبھی اسے آئسکریم کھلانے لے آیا۔

وہ دونوں ایک آئس کریم پارلر میں بیٹھے تھے۔

وجاہت کوئی بات کرتا جس کے جواب میں مہک محض ہوں یا ہاں کر دیتی۔

وہ جیسے کچھ چھپانے کی بہت ممکن سعی کر رہی تھی

آئس کریم کھاتے کھاتے وجاہت کی نظر وہاں بیٹھی ایک لڑکی پر گئی جو مکمل برقعے میں لپٹی تھی۔

وجاہت اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اسکے ذہن کے نہاں خانوں میں رقص کرتی برقعے میں ملبوس لڑکی آنکھوں کے سامنے تصور کی صورت آ کھڑی ہوئی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟ مہک نے اسکے چہرے کے آگے ہاتھ ہلایا تو وہ سوچ میں آیا۔

"کچھ نہیں بس ایک بار ایک فروٹ وینڈر گرل کی مدد کی تھی۔ بس وہی یاد آ گئی۔ پتا نہیں کیوں اکثر یاد آ جاتی ہے۔ لگتا ہے جیسے بہت قریب ہو۔۔" وہ پھلوں کی ریڑھی والی لڑکی کا ذکر کرتے کھوئے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا جب مہک نے گلا کھنکارا۔

"آہم!!"

"اب تم مجھ پر شک مت کرنے لگ جانا۔ میں نے بھی نہیں کیا تھا" وہ جیسے اپنی صفائی پیش کرتے عمیر کا تذکرہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

"نہیں کر رہی شک۔ بس حیران ہوں کہ آپ کے خیالوں میں پھلوں والی ہی کیوں آتی ہے۔ کوئی ہیروئین کیوں نہیں" مہک نے کاندھے اچکاتے وجاہت کے خیالوں پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔

تقریباآدھے گھنٹے بعد وجاہت نے مہک کو عالمگیر ہاوس ڈراپ کیا تھا۔وہاں سے باقی افراد سے الوداع کہہ کر وہ ایئر پورٹ کے لیے نکل گیا تھا۔

اسکے جاتے ہی مہک اپنے کمرے میں آئی تھی

کمرے کی لائٹس بند تھی جس کے باعث اسکا چہرا پڑھنا مشکل تھا

وہ بالکانی میں آکھڑی ہوئی اور ریکنگ پر ہاتھ رکھے گہری سانس لی۔

کچھ لمحوں بعد وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔

"ہاں اسنے کہاہے وہ تمام مسائل حل ہونے کے بعد لندن لے جائے گا۔ہاں ہاں بچے کی ڈلیوری کے بعد ہی۔۔۔ہاں کریڈٹ کارڈ میرے پاس ہی ہے

۔۔وہ لیکر نہیں گیا۔۔۔کیا انکے علاج کے لیے پیسے چاہیے۔۔میں کچھ کرتی ہوں۔۔۔"اور پھر کال بند ہو گئ۔

وہ موبائل ہاتھ میں پکڑے پریشانی سے ٹہلنے لگی۔

اسے اچانک ایک بھاری رقم کی ضرورت تھی ورنہ ایک انسانی جان جاسکتی تھی

اسے کچھ کرنا تھا۔وہ سوچ رہی تھی جبھی زہن میں جھماکا ہوا تھا۔

دودن پہلے اسنے وجاہت اور صباحت بیگم کی باتیں سنی تھیں۔

"وجاہت میں نے تم سے کہا تھا اپنی بیوی کو سمجھاؤ مگر وہ لڑکی تو کچھ زیادہ ہی عیاش پسند ہے۔جب جاتی ہے لاکھ دو لاکھ کی شاپنگ کر کے آتی ہے۔پہلے ہی کاروباری مسائل پیدا ہو رکھیں ہیں اور یہ ہے کہ پانی کی طرح پیسے بہا رہی ہے۔اگر اسی طرح چلتا رہا تو یہ ہماری پراپرٹی بھی بیچوا دے گی۔۔" وہ سخت انداز میں کہہ رہی تھیں جبکہ وجاہت خاموشی سے انکی بات سن رہا تھا۔

مہک شاپنگ کی دلدادہ ہے اور سستی چیز اسے پسند نہیں آتی یہ وہ جانتا تھا مگر اسکی خواہشوں پر روک کیسے لگائے یہ نہیں جانتا تھا۔

"ہماری شہر میں جتنی بھی پراپرٹی ہے کیا سب کے بارے میں اسے بتا رکھا ہے" صباحت بیگم نے استفسار کیا۔

"میری بیوی ہونے سے پہلے وہ آپکی نواسی ہے۔اسے پہلے ہی پتا ہو گا" وجاہت نے اپنی بات رکھی۔

"ہاں یہ تو ہے۔مگر گاؤں والی زمین کے متعلق نہیں پتا ہو گا اسے اور نا ہی اسے بتانا ہرگز۔" کسی خدشے کے باعث صباحت بیگم نے اسے تاکید کی تھی۔

مہک کافی دیر تک کچھ سوچتی رہی تھی۔

اسے ایک مشکل فیصلہ لینا تھا جو وہ اپنے ضمیر پر پتھر رکھ کر لے چکی تھی۔۔۔۔

"یہ زمین کے کاغزات ہیں۔اسے بیچ کر اتنے پیسے آجائیں گے ناکہ علاج ہو سکے" دو دن بعد وہ پھر عمیر سے ملی تھی جسے کاغزات والی فائل تھماتے ہوئے بولی تھی

"ہاں ہو جائے گا۔مگر تم یہ پیپرز کیسے نکال کر لائی۔" عمیر نے اسے حیرانی سے دیکھ کر سوال کیا۔

"چوری کر کے لائی ہوں" وہ کہتے ہوئے کچھ پشیمان سی ہوئی تھی۔

"اگر کسی کو معلوم ہوا کہ کاغزات غائب ہیں تو۔"

"نہیں۔اسکی جگہ جعلی کاغزات رکھ دیے ہیں۔۔" مہک نے کہا اور مزید کوئی بات کیے وہ وہاں سے نکل آئی۔

جبکہ عمیر نے بہت دلچسپی سے کاغزات کو دیکھا تھا۔

یہ اسی زمین کے کاغزات تھے جس کی ضرورت آنے والے وقت میں وجاہت کو شمس کے علاج کے لیے پڑی تھی

مگر مہک عرف ہانیہ اسے پہلے ہی عمیر کے ہاتھوں گنوا بیٹھی تھی

****

حال

انسپیکٹر ہارون ضیا کی جیپ اس وقت ڈاکٹر تانیہ کے ہسپتال کی طرف تھی۔

وہ ڈاکٹر تانیہ کے کہنے پر ایک ریپ وکٹم پیشنٹ کے متعلق معلومات ملنے پر اس محلے سے تفتیش کر کے نکل چکا تھا۔

اسکے خبری سمیت وہاں اس لڑکی کو جو بھی جانتا تھا اس نے اس کے متعلق ایک بات بتائی تھی۔

وہ بات جسے سن کر ہارون کو وجاہت کی یاد آئی تھی۔

تقریبا ایک گھنٹے بعد وہ ہسپتال پہنچ چکا تھا۔

"کیا معلوم ہوا تمہیں۔۔" وہ تانیہ کے کیبن تک آیا جب وہ تجسس سے پوچھنے لگی۔

"مجھے وہ لڑکی نہیں ملی۔مقامی لوگوں کے مطابق وہ میرے پہنچنے سے کچھ دیر پہلے وہیں تھی۔"ہارون نے جواب دیا
۔

"وہ لڑکی وہاں کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔وہ تو یہاں ہے۔"تانیہ الجھن کا شکار ہوئی تھی۔

"کون کہاں ہے کہاں نہیں پتا چل جائے گا۔۔"ہارون نے کہتے ہوئے موبائل پر ایک نمبر ملاتے کان سے لگایا۔

"وجاہت سکندر۔میں انسپیکٹر ہارون بات کر رہا ہوں۔مجھے تمھاری بیوی مل گئی ہے۔تمہیں لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں جلد پہنچ جاو"ہارون نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

"تم نے کسے بلایا ہے۔"تانیہ نے سوال کیا۔

"وہی جو بتا سکتا ہے کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔"ہارون نے کہا پھر وہ دونوں وجاہت کا انتظار کرنے لگے۔

آدھے گھنٹے کے بعد وجاہت ہسپتال پہنچ چکا تھا۔

"انسپیکٹر آپ کو کیسے پتا میری بیوی یہاں ہے جبکہ میں نے تو اسکی کوئی تصویر بھی نہیں دی تھی۔۔"وجاہت نے آتے ہی ہارون سے سوال کیا تھا۔

"یہاں ایک لاوارث پیشنٹ ہے۔مجھے لگا تمہیں دکھا دوں۔کیا معلوم وہی تمھاری بیوی ہو۔"ہارون کہتے ہوئے آگے بڑھنے کا اشارہ کرنے لگا

وہ تینوں روم نمبر فائیو آئے تو وجاہت ڈاکٹر تانیہ کی جانب مڑا

"میری بیوی۔۔آئی مین یہ پیشنٹ یہاں کیوں ہے۔۔"سوال کرتے ہوئے وجاہت کے زہن میں نرس کی بتائی ہوئی بات گھوم رہی تھی جس کے مطابق اسکی بیوی نے اپنا گردہ بیچ کر بیٹے کے دل کی سرجری کے کا انتظام کیا تھا۔

وجاہت کے زہن میں اسی سے متعلق جواب گھوم رہا تھا۔

"یہ پیشنٹ ریپ وکٹم ہے۔"ڈاکٹر تانیہ کے جواب نے جیسے اسکے کانوں میں پھگلا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔

وہ بوکھلاہٹ زدہ انداز میں دروازہ کھول کر اندر بڑھا تھا۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا اور لڑکی بدستور دیوار کے آگے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

وجاہت کافی دیر تک اسکے سامنے کھڑا رہا تھا۔

وہ اس وقت عجیب حالت میں تھا

"مہک۔۔۔"وجاہت نے دھیرے سے اسکا نام پکارا۔

اسکا حلق خشک ہو رہا تھا۔

لڑکی نے آہستہ آہستہ سے چہرا اوپر اٹھا کر اسے خالی نظروں سے دیکھا۔

وجاہت بھی اسے کئی لمحوں تک دیکھتا رہا۔

پھر سر کو دائیں بائیں نفی میں ہلایا۔

"یہ میری بیوی نہیں ہے۔۔۔یہ میری بیوی نہیں ہے۔۔میری بیوی تو_______مگر یہ۔۔"وہ آنکھوں میں حیرت اور اچھنبا لیے الجھن زدہ سا سر نفی میں ہلاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

****

ماضی۔۔۔۔۔

وجاہت کو کاروباری مسائل کے سبب لندن آئے تین ہفتے ہو چکے تھے۔

اس دوران اس نے آفس کا تمام کام سنبھال لیا تھا۔

اس کا اندازہ تھا کہ وہ جلد از جلد ڈیوڈ کے خلاف پختہ ثبوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا مگر ڈیوڈ اسکی سوچ سے زیادہ شاطر تھا

وہ عمر اور تجربہ دونوں میں وجاہت سے بڑا تھا اور کسی طرح ڈیوڈ نے وجاہت کو ہی غیر قانونی کاروباری شیئرز کے مقدمے میں پھنسا دیا تھا۔

ادھر وجاہت لندن میں کورٹ کی پیشیاں بھگتا رہا تھا جبکہ مہک پاکستان میں عمیر کے ساتھ مل کر پیسہ اڑا رہی تھی۔

یہ سلسلہ مزید تین ماہ تک چل چکا تھا۔

وجاہت اس وقت بھی کورٹ سے پیشی بھگتا کر نکلا تھا جب صباحت بیگم کی اسے کال آئی تھی۔

"کیسے ہو تم۔۔"صباحت بیگم نے دریافت کیا تھا۔

"ٹھیک ہوں" وجاہت کے لہجے میں تھکاوٹ تھی جسے صباحت بیگم نے محسوس کیا تھا۔

"مبارک ہو۔ تمہیں بیٹا ہوا ہے۔ مہک ماں بن گئی ہے۔" صباحت بیگم نے اگلے ہی لحظے اسے جو خوشخبری دی تھی۔

وجاہت ایک لمحے کو کچھ بول نا سکا تھا۔

بس یہ جانتا تھا کہ وقت رک گیا تھا اور آنکھوں کے آگے دھندلا پن آگیا تھا۔

"سچ۔۔!" وہ بامشکل محض ایک لفظ ہی بول پایا تھا۔ لہجے کی تھکاوٹ کوسوں دور جا چکی تھی۔

"ہاں میری جان۔ اللہ نے چاند سا بیٹا عطا کیا ہے۔ اس وقت تم بھی یہاں ہوتے تو۔۔" صباحت بیگم نے پھر سے تصدیق کرتے آخر میں حسرت سے کہا تھا۔

"میں جلد یہاں سے سب کچھ نپٹا کر واپس آجاوں گا۔ آپ مجھے بچے کی تصویر سینڈ کر دیں۔۔" وجاہت نے بے تابی سے فرمائش کی تھی۔

اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ اڑ کر پاکستان پہنچ جائے۔

باپ بننے اور اپنی اولاد کو گلے سے لگانے کا لطف اور احساس کیا ہوتا ہے وہ اس وقت باخوبی سمجھ رہا تھا لیکن وہ ابھی اپنے بچے کو محسوس تو نہیں کر سکتا تھا لیکن دیکھ ضرور سکتا تھا۔

وہ فٹ پاتھ پر بیٹھا تھا۔

موبائل سکرین پر بچے کی تصویر واضح تھی مگر وجاہت کی مسلسل آنکھیں بھیگنے کے باعث تصویر غیر واضح ہو رہی تھی۔

وہ چار تصویریں تھیں اور ہر تصویر کو اس نے کافی دیر تک دیکھا تھا۔

آخری تصویر میں مہک بھی تھا۔

وجاہت کو یک دم اسکا خیال آیا۔

لندن آکر وہ اس قدر مصروف ہو گیا تھا کہ پاکستان کسی سے بھی بات کرنے کا وقت نہیں ملتا تھا۔۔۔

مہک سے بھی بس ایک بار ہی بات ہوئی تھی۔

اسنے مہک کے نمبر پر کال کی

کال صباحت بیگم نے اٹھائی اور یہ کہہ کر بند کر دی کہ مہک ابھی بے ہوشی کے زیر اثر ہے۔ بات نہیں کر سکے گی۔

کال بند ہوئی تو وجاہت گہری سانس لیکر اٹھ کھڑا ہوا۔

اب اسے اپنا کام تیزی سے کرنا تھا تا کہ جلد از جلد پاکستان پہنچ سکے۔

اسنے اپنے قدم آگے بڑھائے تو نظروں میں صرف ایک ہی چہرا گھوم رہا تھا

اسکی اولاد کا

شمس وجاہت کا

****

ہسپتال کے نجی کمرے کے بیڈ پر مہک عرف ہانیہ دوائیوں کے زیر اثر نیم بے ہوش لیٹی تھی جبکہ وہاں رکھے ایک صوفے پر صباحت بیگم اور ادینہ بیٹھیں تھیں۔

دونوں خوش لگ رہی تھیں مگر کچھ فکر مند بھی تھیں کیوں کہ بچے کو طبّی معائنے کے لیے نرس لے گئی تھی۔

سدرہ اور اعجاز بھی اسی وقت اپنے نواسے کو دیکھنے ہسپتال پہنچے تھے۔

سدرہ نے مہک کے قریب آکر پیار سے اسکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس نے ہلکے سے آنکھیں کھول کر پھر بند کر لیں۔

کچھ دیر بعد نرس بچے کو لے آئی تو سدرہ نے اسے گود میں لے لیا اور پیار کرنے لگی۔

"ڈاکٹر صاحبہ نے آپکو بلایا ہے" نرس صباحت بیگم کو کہہ کر چلی گئی۔

"مسز عالمگیر آپ بڑی ہیں اسی لیے میں یہ بات آپ کو بتا رہی ہوں۔" صباحت بیگم ڈاکٹر کے پاس پہنچیں تو اسنے کہنا شروع کیا۔

"میں سن رہی ہوں" صباحت بیگم نے توجہ ڈاکٹر کی طرف مرکوز کی۔

"بچے کا دل پیدائشی طور پر کمزور ہے۔۔ دل ایک ایک وال بھی بند ہے۔۔ زیادہ پریشانی والی بات نہیں اسکی سرجری ہو جائے گی مگر کچھ احتیاط ضروری ہیں۔" ڈاکٹر صاحبہ نے بچے کی بیماری کے متعلق انہیں آگاہ کیا تو صباحت بیگم نے بے اختیار اپنا سینہ تھام لیا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ میں نے کہا زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے۔ بچے کا ریگولر چیک اپ اور میڈیسن جاری رکھیں وہ ٹھیک ہو جائے گا" ڈاکٹر نے انہیں تسلی دی تو وہ سر اثبات میں ہلا کر وہاں سے چلی آئیں۔

وہ اس وقت ایک معمے میں تھیں کہ وجاہت کو اس بات کا بتائیں یا نا بتائیں۔

بلآخر انہوں نے نا بتانے کا فیصلہ کیا تا کہ وجاہت زیادہ پریشان نا ہو جائے جس کے باعث اپنا کام ٹھیک سے نا کر سکے۔

وہ کمرے میں واپس آئی تو بچے کو ادینہ نے اٹھا رکھا تھا۔ بچہ اپنی دادی کی گود میں سمٹ کر سویا ہوا تھا۔

"اسکا نام کیا رکھنا ہے۔" ادینہ نے صباحت بیگم سے پوچھا۔

"جب وجاہت واپس آئے گا تو اس سے مشورہ کر کے ہی نام رکھیں گے" صباحت بیگم نے کہتے ہوئے اپنے چہرے پر تا حد ممکن پریشان کن آثار آنے نہیں دیے تھے۔

****

عمیر اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا ایل سی ڈی پر کوئی مووی دیکھ رہا تھا۔

وہ مکمل طور پر سکرین کی طرف متوجہ تھا۔

جب دروازہ کھول کر حیدر اندر آیا۔

"مبارک ہو تو ماموں بن گیا ہے۔۔" حیدر نے اسکے آگے آ کر کھڑا ہوتے ہوئے اطلاع دی تھی۔

عمیر نے ایک لحظے کو اسکی شکل دیکھی پھر سیدھا ہو بیٹھا۔

"تو اسکا مطلب وہ وقت آ ہی گیا۔۔" عمیر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ابھی اتنا خوش نا ہو۔مہک ابھی پاکستان ہی ہے۔اسکا ابھی کوئی چانس نہیں لندن جانے کا اور تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے۔۔"حیدر نے ہاتھ جھلاتے ہوئے جیسے عمیر کی امیدوں پر پانی پھیرا تھا۔

"ہر گز نہیں۔چاہے وہ جائے یا نا جائے مگر میں ضرور جاوں گا۔اور اسکے لیے مجھے کیا کرنا ہے میں اچھے سے جانتا ہوں ۔۔۔"حیدر کی بات عمیر کو بری لگی تھی تبھی وہ اسکا کالر پکڑ کر چبا چبا کر بولا تھا۔

حیدر کچھ بولتا اس سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور لڑکی اندر آئی۔

وہ لڑکی جو اکثر یہاں موجود ہوتی تھی اور وجاہت کی بیوی سے پیسے نکلوانے میں عمیر کے ساتھ ہوتی تھی۔

"تم دونوں لڑ کیوں رہے ہو"لڑکی نے عمیر کو حیدر کا کالر پکڑے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں بس ایسے ہی۔۔۔"عمیر کالر چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"میں تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔حیدر نے ابھی بتایا کہ وہ ماں بن چکی ہے۔"عمیر نے اس لڑکی کو بھی اس خبر کی اطلاع دی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔اب وقت ہے اپنے اگلے پلین پر کام کرنے کا۔۔"وہ لڑکی جوش کے ساتھ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

اگلا منصوبہ کیا تھا اس سے وہ دونوں باخوبی واقف تھا مگر ایک خفیہ منصوبہ بھی تھا جس سے صرف عمیر واقف تھا۔

"سوچ رہی ہوں وجاہت کی بیوی کو خود جا کر کانگریٹس کر آوں۔۔"چہرے پر پڑی لٹ کو انگلی پر گھماتے وہ ادا سے بولی تھی جبکہ آنکھوں میں معنی خیزی بھری پڑی تھی۔

****

وجاہت لندن میں دن رات ایک کر کے کام کر رہا تھا مگر نتیجہ اسکے حق میں جاتا ہوا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

کئی کوششوں کے باوجود بھی وہ ڈیوڈ کے خلاف کیس جیت نا پایا تھا۔

جبکہ ڈیوڈ نے بہت آسانی سے نا صرف مقدمہ جیتا تھا بالکہ اسکے ہاتھ سے کاروبار بھی چھین لیا تھا۔

"مجھے پہلے ہی ڈیوڈ کے متعلق تمھاری بات سن لینی چاہیے تھی۔مجھے اس پر اتنا بھروسہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔اور دیکھو میری اس غلطی کی وجہ سے تم آج اپنی اولاد سے اتنا دور ہو۔۔۔"سکندر صاحب اور وجاہت کی کال پر بات ہو رہی تھی جب وہ اسکی زبانی تمام بات سن کر ندامت سے بولے تھے

"نہیں ڈیڈ آپ خود کو قصوروار نا سمجھیں۔وہ ڈیوڈ ہے ہی اتنا شاطر کے کوئی بھی اسکے جھانسے میں آجائے۔بلکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے کہ اسکے خلاف کیس نہیں جیت سکا۔"وجاہت نے جواباً خود کو بھی قصوروار ظاہر کیا تھا۔

"تم جلد از جلد پاکستان آجاو وجاہت۔اب وہاں مزید رکنے کا کوئی سبب نہیں ہے۔یہاں مہک اور بچے کو تمھاری زیادہ ضرورت ہے۔"سکندر صاحب نے اسے واپس پاکستان آجانے کی تاکید کی تھی۔

دونوں باپ بیٹے میں مزید کچھ دیر بات ہوئی پھر وجاہت نے کال بند کر دی۔

اسے پاکستان واپس پہنچنے کے لیے بندوبست کرنا تھا۔

****

وجاہت چار دن کے بعد واپس پاکستان پہنچا تھا۔

یہ دن اس نے کیسے گزارے تھے بس وہ ہی جانتا تھا۔

اسکا بیٹا تین ہفتے کا ہو چکا تھا اور وجاہت نے اسے ایک بار بھی گود میں نا لیا تھا۔

وہ پاکستان پہنچ کر تمام باتوں کو بھول کر بس یہی سوچ کر عالمگیر ہاوس کی طرف جا رہا تھا کہ اپنی اولاد سے ملے گا۔

عالمگیر ہاوس پہنچتے ہی وہ دن سے پہلے صباحت بیگم سے ملا تھا۔

پھر سکندر اور ادینہ سے سلام دعا کی تھی۔

مہک اور بیٹے سے ملنے کی اسکی بے تابی کو دیکھتے ہوئے صباحت بیگم نے اسے فوراً کمرے میں جانے کا کہا تھا۔

وجاہت تیزی سے دروازے تک پہنچا تھا مگر کھولنے سے پہلے ایک لحظے کو ٹھہرا۔ گہرا سانس بھرا اور دروازہ کھول کر اندر بڑھ گیا۔

دروازہ کھلتے ہی جو منظر اسنے دیکھا وہ اسکی توقع کے برعکس تھا۔

ننھا بچہ اپنے جھولے میں پڑا رو رہا تھا جبکہ مہک بیڈ پر نیم دراز ہوئی موبائل سکرین پر نظریں گاڑھے ہوئی تھی اور گانا بجنے کی آواز آ رہی تھی

وہ بالکل بھی کسی کے آنے سے واقف نہیں ہو پائی تھی۔

"مہک۔۔" وجاہت نے حیرانی سے اسے پکارا تھا۔

"تو تم آ گئے" مہک نے یوں ہی بیٹھے بیٹھے بس گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور بے زار سا بولی۔

اس کے کچھ ماہ بعد لوٹنے پر وہ ایسا ردعمل کرے گی اسکے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔

"تم یہ کس طرح بات کر رہی ہو" وجاہت نے اسکی طرف اچھنبے سے دیکھا۔

"میں ایسے ہی بات کرتی ہوں۔" مہک نے سر جھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"میرا بیٹا۔۔" وجاہت ابھی اسکا رویہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جب بچے کے رونے نے اسکی طرف توجہ کھینچی تھی۔

وہ تیزی سے بچے تک آیا اور گود میں اٹھا کر اسے پیار کرنے لگا۔ بچے جیسے باپ کی گود کے لیے ہی تڑپ رہا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد خاموش ہو گیا۔

وجاہت اسے کافی دیر تک والہانہ انداز میں پیار کرتا رہا تھا۔

مہک آڑھے ترچھے منہ بناتی ہوئی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"یہ کب سے رو رہا تھا اور تم اسے اٹھانے کی بجائے موبائل میں لگی ہوئی تھی۔۔" وجاہت بچے کو گود میں ہی لیے اسکی طرف مڑا اور شکایتی انداز میں کہا۔

"وہ چھوٹا بچہ ہے۔ اسکا تو کام ہی رونا ہے۔ میں ہر وقت اسے گود میں اٹھا کر نہیں پھر سکتی۔" مہک نے کڑے تیوروں کے ساتھ جواب دیا۔

"کیا مطلب اسے اٹھا نہیں سکتی۔ تم ماں ہو اسکی۔ تمہیں ہی اسکا خیال رکھنا ہے" وجاہت اسکی بات کر بے یقینی سے بولا تھا۔

"سنو۔ یہ تمھاری اولاد ہے۔ اتنی ہی فکر ہے نا اسکے رونے کی تو خود اسے گود میں اٹھا کر پھرو۔ مجھ سے امید مت رکھنا کہ اس بچے کے لیے اپنی زندگی خراب کروں گی" مہک کا بولا گیا ایک ایک لفظ وجاہت کے دل پر چابک کی طرح لگا تھا۔

وہ بالکل ششدر سا کھڑا رہ گیا تھا۔

یہ وہ لڑکی نہیں تھی جسے چھوڑ کر گیا تھا۔

یہ تو کوئی اور ہی تھا

یہ تو اسکا کوئی الگ ہی روپ تھا۔

"تم بھی تو اس بچے کے آنے پر خوش تھی مگر اب اس رویے کی کیا وجہ ہے۔" وجاہت نے الجھنوں میں گھرتے ہوئے اس سے سوال کیا تھا۔

"وجاہت سکندر۔۔۔!" وہ اسکت سامنے آ کھڑی ہوئی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"میں تم سے اس لیے شادی نہیں کی تھی کہ تمھاری اولاد پیدا کروں اور سنبھالوں۔ میں نے اپنے مفاد کے لیے تم سے شادی کی تھی۔۔۔ پیسوں کے لیے شادی کی تھی۔ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے شادی کی تھی۔۔ میں اتنا عرصہ تمھارے ساتھ اچھا بن کر رہی۔۔ لیکن تم نے کیا کیا۔ تم نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ میں نے اتنے ماہ انتظار کیا تاکہ لندن جا سکوں مگر تم میرے لیے یہ نا کر سکے اور مجھ ست امید رکھتے ہو کہ میں تمھاری بات سنو۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں ہی دیکھتی چبا چبا کر بولی تھی۔

وجاہت اسے کافی دیر تک دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لی۔

"میں سمجھ گیا تم ناراض ہو۔۔میں نے تم سے وعدہ کیا تھا تمہیں لندن لے جاوں گا لیکن حالات نے اسکی اجازت نہیں دی۔فائنینشلی بھی ابھی میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ تمھارے ساتھ لندن شفٹ ہو سکوں۔۔۔لیکن میں وعدہ کرتا ہوں جب حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔بزنس پھر سے اسٹیبلش ہو جائے گا میں اپنا وعدہ پورا کروں گا مگر میرا غصہ اپنے بچے پر تو نا نکالوں۔۔"وجاہت نے بہت پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے آخر میں اپنا ایک ہاتھ اسکے کاندھے پر رکھا تھا۔

"مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔"مہک نے اسکا بازوں پیچھے جھٹکا۔

"پہلی بات۔یہ تمھاری اولاد ہے۔مجھ سے امید مت رکھنا اسے سنبھالوں گی "مہک کا لہجہ بدستور ویسا ہی تھا۔

"اور دوسری بات۔۔۔جب تک اپنا وعدہ پورا کرنے کی پوزیشن میں نا ہو میری مرضی کے بنا مجھ سے بات مت کرنا ۔۔۔"مہک نے آخری جملہ نہایت ناگواریت اور ناپسندیدگی سے کہا تھا۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو۔"وہ پلٹی ہی تھی جب وجاہت نے سختی سے اسکا بازو تھاما۔

وجاہت کا ضبط بھی اب جواب دینے لگا تھا۔

"میں جو چاہتی ہوں تمہیں بتا چکی ہوں۔۔مزید سننا چاہتے ہو تو سن لو۔۔۔مجھے شوبز میں جانا ہے۔ایک نامور بڑی ہیروئین بننا ہے اور تم مجھے ہر گز اس سے نہیں روک سکتے۔"مہک نے اسے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی۔پھر اسکی گرفت سے اپنا بازو نکال کر قدم کمرے سے باہر بڑھا دیے تھے۔

وجاہت بس اسے افسوس سے ہی دیکھے گیا تھا۔

اس پر غصے سے زیادہ حیرت طاری ہو رہی تھی

مہک اکثر ہی اپنے رویے کو اداکاری کا نام دیتی تھی۔

وہ اس وقت یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کیا یہ بھی کوئی اداکاری تھی۔

مگر اس بار یہ اداکاری نہیں تھی

یہ مہک اعجاز کا اصل روپ ہی تھا۔

****

وجاہت اور مہک کے درمیان اس دن کے بعد سے تناؤ ہی رہا تھا۔

مہک کا رویہ بدلنا صباحت بیگم نے بھی محسوس کیا تھا۔

سکندر صاحب پاکستان میں اپنا کاروبار پھر سے شروع کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔

انہیں دنوں صلح مشورے کے بعد بچے کا نام رکھا گیا تھا۔

مہک اس روز بدستور بچے کو ملازمہ کے پاس چھوڑ کر باہر نکلی ہوئی تھی۔

شمس بہت رو رہا تھا تو وجاہت کے گھر آتے ہی ملازمہ نے شمس کو اسے تھما دیا۔

وہ اسے لیکر صباحت بیگم کے کمرے میں آ گیا۔

"اگر مجھے پتا ہوتا کہ مہک اس طرح بدل جائے گی کبھی تمھاری اس سے شادی نہیں کرواتی۔۔۔"صباحت بیگم پچھتاوں کے زیر اثر بولیں تھیں۔

"آپ خود کو قصوروار مت سمجھیں۔مجھے تو ہمیشہ اس لڑکی نے حیران ہی کیا ہے۔وہ کب کیا ہو جاتی ہے میں کبھی سمجھ نہیں پاتا۔"وجاہت شمس کو گود میں جھلاتے ہوئے دادو کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"تم ایک طرف کاروباری اور مالی مسائل کا شکار ہو اور دوسری طرف وہ ہے کہ۔۔۔"وہ ایک لحظے کو ٹھہری

"اپنے بچے تک کی بھی فکر نہیں ہے۔یہ تک بھی نہیں جانتی کہ اس کی اولاد صحت مند بھی ہے یا نہیں۔۔"صباحت بیگم نے شمس کی بیماری کے متعلق ڈھکے چھپے الفاظ میں زکر شروع کیا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔"وجاہت نے انکی طرف خدشات سے دیکھا۔

"مجھے یہ بات ڈاکٹر نے بتائی تھی۔تمھاری آنے سے پہلے بھی میں دو تین بار شمس کا چیک اپ کروا چکی ہوں۔

دراصل اسے۔۔۔"اور پھر صباحت بیگم نے اسے شمس کی پیدائشی بیماری کے متعلق سب کچھ بتادیا

ابھی تک وہ ہی رازدان تھیں اور جبکہ وہ یہ دیکھ رہی تھیں کہ بچے کی ماں کو اسکی فکر نہیں ہے تو وہ اسکے باپ کو ضرور علم ہونا چاہیے۔

انکی تمام بات سن کر وجاہت کے چہرے پر بے حد پریشانی چھا چکی تھی

اس سے زیادہ غلبہ غصے کا تھا مہک پر

وجاہت نے شمس کو صباحت بیگم کے پاس چھوڑا اور تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا

"مہک اسی وقت ہی گھر کے اندر داخل ہو رہی تھی"

"آخر کیسی عورت ہو تم۔۔ تمھارے اندر دل ہے یا نہیں۔ میرا بیٹا ایک خطرناک بیماری کا شکار ہے اور تمہیں اپنی عیاشیوں کی پڑی ہے۔۔۔" وجاہت تیزی سے اس تک پہنچا تھا اور درشتی سے سخت سست انداز میں بول تھا۔

"ہاں۔۔ نہیں ہے مجھے فکر۔۔۔ پہلے بھی کہہ چکی ہوں اور اب بھی کہتی ہوں۔۔۔ تمھاری اولاد چاہے بیمار ہو یا نہیں خود اسکی فکر کرو۔۔۔" مہک بھی جواباً اتنے ہی سخت لہجے میں بولی تھی۔

وہ وہاں رکی نہیں تھی بلکہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ادینہ اونچی آوازیں سن کر تیزی سے وہاں پہنچی تھیں۔

"وجاہت کیا ہوا ہے۔ تم دونوں لڑ کیوں رہے ہو۔۔" ادینہ نے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس لڑکی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔" وجاہت کی مخاطب مہک تھی۔

مہک کچھ دیر بعد کمرے سے نکل کر آئی تھی اور اسکے ساتھ سامان والا بیگ تھا

"اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔ مجھے مزید یہاں نہیں رہنا۔۔۔" وہ مہک اسکے پاس آئی۔ اپنا فیصلہ سنایا اور مزید کچھ کہے یا سنے بنا وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"وجاہت اسے روکو" ادینہ نے اسے ہدایت کی تھی۔

"جانے دیں اسے مام۔ جب دماغ درست ہو جائے گا تو واپس آ جائے گی۔۔۔" وجاہت نے سر جھٹک کر کہا اور خود اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ ادینہ وہیں کھڑی رہ گئیں۔

****

حال

شام کا پچھلا پہر۔۔۔

ماہین سیال(عمیر کی موجودہ گرل فرینڈ)اس وقت ایک ریسٹورانٹ سے باہر نکل رہی تھی۔

اسکے موبائل پر کچھ تصاویر ارسال ہوئیں تھیں۔

ماہین نے جیسے ہی وہ تصاویر دیکھیں اسکا چہرا سیخ پا ہوا تھا۔

وہ اسکے بولڈ فوٹو شوٹ کی تصاویر تھیں جو عمیر نے کیا تھا مگر یہ اسکی سوچ سے زیادہ مختلف تھا۔

وہ خود کو نہایت فحاش اور نازیبا حلیے میں دیکھ رہی تھی جو کہ ایڈیٹنگ کے زریعے کیا گیا تھا۔

"اگر تم نہیں چاہتی کہ تمھاری یہ تصوریں وائرل ہوں تو ڈارلنگ اپنے باپ کا بینک بیلس تھوڑا سا ہلکا کر دو۔۔۔"

ساتھ ہی دانت نکالتے ہوئے ایموجی کے ساتھ پیغام بھی تھا۔

ماہین نے سختی سے موبائل ہاتھ میں پکڑ کر بھینچا تھا۔

"تو بلا آخر تم نے اپنا اصل دکھا ہی دیا۔۔۔" وہ دانت پیس کر بولتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

"کبوتر نے دانا نگل لیا ہے بس جال کھینچنے کی ضرورت ہے۔۔۔ میں سمجھ گئی۔۔۔۔" کچھ دیر بعد وہ سڑک پر تیزی سے قدم اٹھاتی کسی سے فون پر زو معنی انداز میں بات کر رہی تھی۔

کال کٹ گئی تو موبائل سکرین پر لاسٹ ڈائل نمبر میں سب سے اوپر ایک نام واضح ہو رہا تھا۔

"ہارون ضیا"

****

ماضی۔۔۔۔

مہک کے وجاہت سے جھگڑ کر اپنے گھر واپس جانے کے بعد وجاہت نے اپنی تمام تر توجہ شمس کی طرف مبزول کر لی تھی۔

وہ اس کی بیماری کے سلسلے میں آئے روز ڈاکٹرز سے ملاقات کرنے لگا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے تجویز کی تھی کہ شمس کے لیے بنا شور و غل والی جگہ رہنے کے لیے موضوع رہے گی۔

اس نے سکندر صاحب سے اس متعلق بات کی تو انہوں نے کاروبار کو پھر سے مستحکم کرنے میں استعمال ہونے والی کچھ رقم اسے دے دی جس سے اس نے شہر کے باہر لکڑی والا گھر خرید لیا تھا۔

وجاہت کی زندگی میں اب بس شمس ہی تھا۔

وہ یہ تک فراموش کر چکا تھا کہ اس کا کریڈٹ کارڈ اب تک مہک کے پاس ہی تھا اور وہ اپنی مرضی سے جب چاہے رقم نکلواتی جا رہی تھی۔

دو ماہ گزر چکے تھے اور مہک اعجاز نے ایک بار بھی وجاہت سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ وجاہت تو الگ بات اس نے شمس کے متعلق بھی کبھی نہیں پوچھا تھا۔۔۔

اور وجاہت کو مہک کے پوچھنے یا ناپوچھنے سے سروکار بھی نہیں رہا تھا۔

****

چھ ماہ بعد۔۔۔

وہ اتوار کا دن تھا۔

وجاہت شمس کو ناشتہ کروا رہا تھا جب اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔

اسنے سکرین کی طرف دیکھا تو سدرہ کی کال تھی۔

وجاہت نے سپاٹ چہرے کے ساتھ کال پک کر لی جبکہ شمس نے موقع کا فائدہ اٹھا کر سیریلیک والے پیالے میں اپنے ہاتھ ڈال لیے تھے۔

"جی آنٹی بولیں۔۔" وجاہت نے ایک ہاتھ سے فون کان کو لگایا اور دوسرے ہاتھ سے شمس کو روکنے لگا۔۔

"تم گھر آ سکتے ہو۔۔۔مجھے بات کرنی ہے۔۔۔" دوسری جانب سے سدرہ نے کہا۔

"سوری آنٹی میں نہیں آ سکتا" وجاہت نے سپاٹ لہجے کے ساتھ صاف انکار کر دیا تھا۔

"بیٹا میری ایک بار بات سن لو۔۔اگر اسکے بعد تمہیں لگا کہ مہک معافی کے لائق نہیں ہے تو مت معاف کرنا مگر ایک بار گھر آ کر بات کر لو۔" اس سے پہلے کہ وجاہت کال کاٹ دیتا سدرہ نے تیزی سے کہتے اس سے گویا سماجت کی تھی۔

"اپنی بیٹی کی وجہ سے آپ کو میری منتیں کرنا پڑ رہی ہیں۔آپ کی بیٹی کو شرم آنی چاہیے۔۔۔اور رہی بات آنے کی تو جب مجھے مناسب لگا آ جاوں گا۔۔۔"وجاہت نے دوٹوک انداز میں اپنا فیصلہ سنایا اور کال بند کر دی۔۔

اسکا فلحال جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

مگر ارادے بدلتے دیر نہیں لگتی

بعض اوقات حالات اس تبدیلی میں بہت بڑا عمل دخل ادا کرتے ہیں۔

ایک ہفتے بعد اسے صباحت بیگم کے زریعے سے اعجاز صاحب کی موت کی اطلاع ملی تھی۔وفات کی وجہ دل کا دورہ تھا۔

اس بار وجاہت کو جانا ہی تھا مگر وہ اپنے ساتھ شمس کو مہک کے گھر نہیں لے کر گیا بلکہ عالمگیر ہاوس میں ملازمہ کے پاس چھوڑ دیا تھا۔

جنازے کی تمام رسومات ادا کرنے کے بعد ابھی صباحت بیگم اور ادینہ سدرہ کے ساتھ ہی تھیں۔

سکندر صاحب اور وجاہت ابھی قبرستان سے واپس نہیں لوٹے تھے۔

جبکہ مہک اپنے کمرے میں تھی۔وہ جنازے کے اٹھنے کے بعد ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

وجاہت شمس کی وجہ سے عالمگیر ہاوس واپس آ گیا تھا جبکہ صباحت بیگم اور ادینہ ادھر ہی موجود تھیں۔

وہ دو دن وہیں رہیں تھیں اور سوم کی رسومات ادا کر کے ہی واپس آنا تھا۔

تیسری روز وجاہت کو صباحت بیگم نے کال کر کے بلایا تھا۔

بیٹھک میں سدرہ اور وجاہت موجود تھے جب سدرہ نے بات کا آغاز کیا تھا۔

"بیٹا تم سمجھ سکتے ہو اس وقت حالات کیسے ہیں۔ یہ وقت بھی اس بات کے لیے مناسب نہیں ہے مگر میں مجبور ہوں ۔"وہ مختصر سی تمہید باندھتے ہوئے بولی تھیں۔ انکا چہرا بتا رہا تھا کہ دو دن پہلے ہوئی شوہر کی موت نے بہت غمگین کر رکھا تھا۔

"میں اچھی طرح سے سمجھتا ہوں حالات کو۔۔ مگر شاید آپکی بیٹی نہیں سمجھتی" وجاہت نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"وہ لاڈ پیار میں پلی بڑھی ہے۔ ناز نخرے والی ہے۔ جب اسکا من پسند کام نہیں ہوتا تو یوں ہی برتاو کرتی ہے مگر۔۔۔ "سدرہ نے مہک کے مزاج سے حوالے سے بتاتے ہوئے توقف کیا تھا۔

"اگر وہ ایسی ہے تو اس میں اسکا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ معزرت کے ساتھ آنٹی یہ آپکی پرورش کی غلطی ہے۔ اکلوتا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی حدود ہی بھول جائے۔ میں بھی اکلوتا ہوں اور شاید اس سے زیادہ لاڈ پیار میں پلا بڑھا ہوں مگر مجھے صحیح غلط کی تمیز ہے۔ اسنے مجھ سے کہا کہ اسنے پیسوں کے لیے شادی کی تھی۔ اس لیے شادی کی کہ لندن جانا چاہتی تھی۔ ایک بار بس ایک بار مجھ سے شریک حیات بن کر خواہش کرتی تو دنیا کے ہر کونے میں لے جاتا مگر بزنس کرائسز کے بعد بھی میں نے اس سے وعدہ کر رکھا تھا لیکن اس نے کیا کیا۔۔۔ "وہ خود پر ضبط کرتے الفاظ دبا دبا کر بولتا سانس لینے کو رکا تھا۔۔

"میری چھوڑیں۔ شمس کا کیا قصور تھا۔ جس بچے کو اس نے خود پیدا کیا اپنی ضد کے آگے اسے بھی کچھ نہیں سمجھا۔"

کوئی اور وقت ہوتا تو وجاہت یہ بات درشتی سے کہہ رہا ہوتا مگر سدرہ کا دکھ ابھی تازہ تھا تبھی خود پر قابو کیے ہوئے تھا

۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مہک نے غلطی کی ہے اور اسے احساس ہو گیا ہے۔ میں تم سے بات کروں اسی نے ہی کہا ہے۔ وہ اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتی ہے۔۔" سدرہ کی آنکھوں سے کہتے ہوئے یک دم آنسو امڈ آئے۔

مہک کو پیسوں کا لالچی بنانے میں اسکا بھی ہاتھ تھا ہی جسکا ادراک سدرہ کو تھا۔

وجاہت نے ایک گہری سانس بھری تھی۔۔

کچھ دیر تک وہ اپنی مٹھیاں بھینچتا رہا تھا۔

"تم چاہو تو وقت لے لو۔ اعجاز بھی اب ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔ ایسے میں تم ہی ہم دونوں ماں بیٹی کا واحد سہارا ہو ۔۔۔ لوگ اعجاز کے جنازے پر بھی باتیں بنا رہے تھے۔ مجھے رسوا ہونے سے بچالو" سدرہ نے آنسوؤں سے بھیگتی آواز میں کہتے اسکا ہاتھ پکڑتے گویا سماجت کی تھی۔

وجاہت کے لیے یہ فیصلہ مشکل تھا مگر اس وقت اسے سدرہ پر ترس آنے لگا تھا۔

"صرف آپکے کہنے پر۔۔ صرف آپکی عزت کی خاطر میں اسے واپس لے جاوں گا مگر مجھ سے پہلے جیسے رویہ کی امید مت رکھیے گا۔" وجاہت سپاٹ چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

سدرہ نے دو روز بعد مہک کو بھی سمجھا کر واپس عالمگیر ہاوس بھیج دیا تھا۔

مہک کا رویہ اس بار بھی منفرد تھا۔

وہ ہمیشہ چپ چاپ رہتی تھی۔ گھر کے کسی نفوس سے بھی کوئی بات چیت نہیں تھی۔ وجاہت اور اسکے درمیان ایک واضح دیوار قائم تھی جسے دونوں میں سے کوئی بھی گرانے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔

وجاہت ہفتے میں صرف ایک دن عالمگیر ہاوس آتا تھا یا پھر اس دن جب شمس کا چیک آپ کروانا ہوتا تھا۔ اور اس دوران بھی وہ مہک سے کوئی بات چیت نہیں کرتا تھا۔

مہک کا شمس کے ساتھ برتاو بھی اجنبیوں والا تھا۔ نا وہ اسے کبھی گود میں اٹھاتی تھی نا ہی شمس اسکے پاس جاتا تھا۔

اس روز وہ صباحت بیگم کے کمرے میں بیٹھا تھا جب انہوں نے اس سے کہا تھا۔

"تم جاتے ہوئے مہک کو بھی اپنے ساتھ لے جانا۔"

وجاہت جو کہ نئے کاروباری سلسلے کے متعلق کسی سے بات چیت کر کے فارغ ہوا تھا صباحت بیگم کی بات اس پر گراں گزری تھی۔۔

"میں اسے کہیں نہیں لے کر جاوں گا۔۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

"وہ تمھاری بیوی ہے اور اسکا تمھارے ساتھ ہی رہنا بہتر رہے گا۔۔۔" صباحت بیگم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"بیوی! ہاں ٹھیک کہا آپ نے۔ شادی کے کچھ ماہ تک وہ بیوی والی اداکاری کرتی رہی تھی۔۔۔" وہ استہزائیہ سر جھٹک کر بولا تھا۔

"وجاہت میری جان۔۔۔میں نے بات کی ہے اس سے۔۔۔وہ بہت شرمندہ ہے۔۔"صباحت بیگم نے بھی وہی بات کی تھی جو سدرہ نے کہی تھی۔۔

مہک کو اپنی غلطی کا ادراک ہوا تھا۔وہ شرمندہ تھی مگر اتنے ماہ بعد یوں اچانک کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مہک کو پچھتاوا ستا رہا تھا۔

"کیا آپ اسکی باتوں میں آ گئیں ہیں۔۔وہ اب بھی کوئی اداکاری کر رہی ہو گی۔۔۔"وجاہت نے سر جھٹکتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا تھا۔

"اس نے حال ہی میں اپنے باپ کو کھویا ہے۔۔کیا وہ اس حالت میں بھی جھوٹ بولے گی"صباحت بیگم کے پاس موقف موجود تھا۔

وجاہت نے ایک مرتبہ پھر پر سوچ انداز میں سانس بھری تھی۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں نے مہک سے شادی کیوں کی تھی۔۔"وہ کاوچ سے اٹھ کر بیڈ پر آ کر انکے پاس بیٹھا اور صباحت بیگم کا ہاتھ تھام لیا۔

اسلام علیکم!

ایکس وائف   حرا شاہ

"یاد ہے آپکو میں نے کہا تھا کہ مجھے خوبصورت بیوی ہی چاہیے۔۔۔اور مجھے لندن میں کوئی ایسی خوبصورت لڑکی نہیں ملی۔بات یہ نہیں تھی کہ لندن میں خوبصورت لڑکی نہیں تھی بات یہ تھی کہ وہاں پر آپ کی پسند کی لڑکی نہیں تھی۔میں نے یہ فیصلہ آپ پر چھوڑا کیونکہ آپ کو اپنی اولاد کی شریک حیات منتخب کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔اپنے بیٹے کی نا سہی اپنے پوتے کی بہو اپنی پسند سے لے آئیں اس لیے آپ پر اپنی شادی کا فیصلہ چھوڑا۔مہک کیا آپ اپنی خوشی سے کسی سے بھی شادی کرنے کا کہتی میں کر لیتا۔اور رہی بات مہک کی تو ہم سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسا برتاو کرے گی۔۔۔"وجاہت نے صباحت بیگم کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔وہ نرمی سے ان سے کہہ رہا تھا جبکہ صباحت بیگم اسکی باتیں نم آنکھوں کے ساتھ سن رہی تھیں۔

انہیں اپنا آپ مجرم لگنے لگا تھا۔وجاہت نے زندگی بھر کا فیصلہ انکی خوشی کی خاطر انکے ہاتھ میں دیا تھا اور ان سے انجانے میں غلط فیصلہ ہو چکا تھا۔

"ایک بار پہلے بھی آپ کی خوشی کی خاطر مہک سے شادی کی تھی۔اس بار بھی آپ کے کہنے پر اسے اپنے ساتھ لے جاوں گا مگر"وہ مزید کہتے ہوئے حامی بھرتے ہوئے بولا تھا۔

"مگر مجھ سے اب اس بات کی امید مت رکھیے گا کہ ہمارا رشتہ پہلے جیسا ہو سکے گا۔"وجاہت نے انکا ہاتھ چھوڑتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

صباحت بیگم نے محض سر اثبات میں ہلا دیا۔

"آپ خود کو پریشان مت کریں۔" وہ انکی کیفیت سمجھتے ہوئے انکے ماتھے پر جھک کر بوسہ دیتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

وہ سکندر اور ادینہ کے کمرے میں آیا جہاں ادینہ شمس کو گود میں بٹھائے کھلا رہی تھی۔ وجاہت کو دیکھتے ہی شمس نے اسکی گود میں آنے کے لیے بازو اوپر اٹھائے۔

وجاہت نے اسے گود میں اٹھایا پھر ادینہ کی گود میں سر رکھ کر شمس کو اپنے پیٹ پر بٹھالیا تو وہ مستی سے اچھل کود کرنے لگا۔

ادینہ بہت انسیت کے ساتھ بیٹے کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"واپس کب جانے کا ارادہ ہے" کچھ دیر بعد ادینہ نے سوال کیا۔

"ایک دو جاب انٹرویوز دیے ہیں۔۔ کل تک رسپانس مل جائے گا اسکے بعد" وجاہت نے تمام تر توجہ شمس کی کھیل کود پر رکھتے ہوئے سرسری سا جواب دیا تھا۔

"تم یہاں جاب کروگے تو کیا شمس کو بھی یہیں رکھوگے" ادینہ کو شمس کی صحت کے حوالے سے فکر ہوئی تھی۔

"آن لائن جاب ہے۔۔" وجاہت کی جانب سے پھر عام سے انداز میں جواب آیا تھا۔

"تمھاری دادی نے تم سے مہک کے حوالے سے بات کی ہے" کچھ توقف کے بعد ادینہ نے استفسار کیا۔

وجاہت کے تاثرات ایک لحظے کو تھمے تھے۔

"ہاں وہ کہہ رہی تھیں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاوں۔" وہ اس بار صرف بظاہر بنا تاثر کے بولا تھا۔

"اور تمھارا کیاارادہ ہے؟"

"دادو کہہ رہی ہیں تواسے ساتھ لے جاؤں گا۔" وہ گہری سانس بھرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوااور شمس کو بھی گود میں اٹھالیا۔

"آخر کووہ میری بیوی ہے۔" وجاہت نے آخری جملہ مضبوطی سے ادا کیا تھا۔

****

وجاہت دودن بعد عالمگیر ہاوس سے شمس اور مہک کو لیکر نکل آیا تھا۔

وہ صرف دادو کے کہنے پر مہک کو ساتھ لایا تھا۔

مہک کا وجود اسکے ساتھ ناہونے کے برابر تھا۔

دونوں کے درمیان کسی بھی قسم کی بات چیت نہیں تھی۔

ہاں مگر وجاہت اکثر مہک کو بے چین اور پریشان سا محسوس کرتا تھا۔

وجاہت کا کریڈٹ کارڈ ابھی تک مہک کے پاس تھا۔

وجاہت نے آن لائن جاب شروع کردی تھی جس سے وہ اخراجات پورے کررہا تھا۔

سکندر صاحب بھی اپنے تعئیں نئے کاروباری سلسلے کو چلانے کی تگودو میں لگے ہوئے تھے اور اپنے رہن سہن کے انداز میں بھی تبدیلی کی تھی۔

عالمگیر ہاوس میں اب ملازم وغیرہ نہیں تھے۔

وجاہت کے زیر استعمال گاڑی فروخت کر دی گئی تھی۔

ہاوس کی وہ تمام اشیاء جو استعمال میں نہیں تھی مناسب داموں بیچ دی گئیں تھیں۔

الغرض اخراجات کم کرنے اور کاروبار کو پھر سے شروع کرنے کے لیے جو ضروری تھا وہ کیا گیا تھا۔

اس روز وجاہت شمس کے معائنے کے لیے ہسپتال جانے کو تیار ہو رہا تھا جب مہک اسکے کمرے میں آئی۔

وہ جب سے اسکے ساتھ آئی تھی الگ کمرے میں ہی رہ رہی تھی۔

"کیا میں بھی ساتھ چلو۔" دو ماہ میں یہ پہلی سوالیہ گفتگو تھی جو مہک کی جانب سے ہوئی تھی۔

وجاہت نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا پھر حامی میں سر ہلا دیا۔

یہ بھی اچھا ہی تھا کہ وہ شمس کی فکر کرنے لگی تھی۔

ہسپتال میں جس وقت شمس کے معائنے کے بعد ڈاکٹر وجاہت سے اسکی روکوری کے متعلق بات چیت کر رہی ہوتی مہک وجاہت کو اپنے ساتھ باہر لے جاتی۔

وہ جب بھی ساتھ آتی یہی کرتی تھی۔ کسی نا کسی بہانے سے کچھ دیر کے لیے شمس کو لیکر وجاہت کی نظروں سے اوجھل ہوتی تھی۔

وہ شمس کو لیکر ہسپتال کے ایک وارڈ میں چلی آتی جہاں ایک نفس انتظار میں موجود ہوتا۔

وہ نفس شمس کے ساتھ کچھ دیر کھیلتا۔اسے پیار کرتا۔

شمس بھی اس نفس کے ساتھ بے حد مانوس ہونے لگا تھا یوں جیسے کوئی بہت اپنا ہو۔

وہ مہک کے پاس اس قدر آرام دہ نہیں رہتا تھا جس قدر اس نفس کی آغوش میں جا کر ہوتا تھا۔

مگر یہ آرام اور سکون چند لمحوں کے لیے ہی میسر آتا تھا۔کچھ دیر کی ہی اس ملاقات کے بعد مہک شمس کو واپس لے جاتی تھی۔۔۔۔

اس دن شمس کی پہلی سالگرہ تھی۔

وجاہت مہک اور شمس کے ساتھ عالمگیر ہاؤس آیا ہوا تھا۔

صباحت بیگم نے سالگرہ کی تقریب کی انتظام کر رکھا تھا۔سدرہ بھی مدعو تھیں۔

جس وقت کیک کاٹا جا رہا تھا اور شمس خوشی سے اٹھکلیاں کر رہا تھا مہک نے اپنے موبائل میں اس لمحے کو قید کر لیا تھا۔

بعد میں اس نے وہ ویڈیو ہسپتال میں ملنے والے اس نفس کو بھی دکھائی تھی۔

وجاہت اکثر یہ بات غور کرتا کہ مہک شمس کے ساتھ مانوس ہونے کی کوشش کرتی مگر شمس اسکے پاس جا کر خوش نہیں ہوتا تھا اور یہ بات مہک کو اداس کیے رکھتی تھی۔

مہک کی اس اداس کیفیت کو دیکھتے وجاہت کا دل نرم ہونے لگا تھا۔

اس رات وہ شمس کو سلا کر کمرے سے باہر چلا آیا۔

وہ لکڑی کے بنے چھوٹے برآمدے کی کرسی پر آبیٹھا جب احساس ہوا کہ وہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔

وجاہت نے گردن گھما کر دیکھا تو مہک عقبی دیوار کے ساتھ پشت ٹکا کر کھڑی تھی۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔ یہاں آکر بیٹھ جاو۔" وجاہت نے اسے کہا تو مہک آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے اس طرف آئی اور دوسری کرسی پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔

وجاہت اسے کافی دیر تک بغور دیکھتا رہا۔

"معلوم نہیں کہ یہ تمھارا کوئی روپ ہے یا تم اداکاری کر رہی ہو۔" وجاہت نے اسے دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا تھا۔

"اب اداکاری کرنا چھوڑ دی ہے میں نے۔" مہک کا انداز عام سا تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے خود اعتمادی والا انداز۔ وہ ناز نخرے بھرا لہجہ سب غائب تھا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کس بات نے تمھاری اداکاری چھڑوا دی تم سے۔" وجاہت نے اسے دیکھتے استہزائیہ استفسار کیا۔

مہک نے اسکے سوال کے جواب میں گہری سانس بھری پھر کوئی جواب دیے بنا وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔۔

وجاہت اسکے کمرے کی طرف کافی دیر تک دیکھتا رہا تھا۔

رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی اور وہ کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔

وقت کے مزید گزرنے کے ساتھ ساتھ وجاہت کو اس بات کا احساس ہو رہا تھا کہ مہک میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔ وہ اب خود بھی اسکی طرف رجحان کرنے لگا تھا مگر اس بار بھی مہک وجاہت اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کیے ہوئی تھی۔

یہاں تک کہ اس عجیب رشتے کو چلتے مزید ایک سال بیت چکا تھا۔

وہ شمس کی دوسری سالگرہ کا دن تھا۔اس بار وجاہت نے عالمگیر ہاوس جانے کی بجائے لکڑی والے گھر میں ہی شمس کی سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا تھا۔

وہ مہک کو گھر چھوڑ کر شمس کے ساتھ کیک لینے گیا تھا۔

جب واپس آیا تو گھر میں عجیب سی خاموشی محسوس ہوئی۔

وہ مہک کو پکارتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا مگر جواب ندارد تھا۔

وہ اسکے کمرے میں آیا جہاں مہک تو نہیں تھی ہاں مگر بیڈ پر ایک کاغذ ضرور پڑا ہوا ملا تھا۔

"میں مزید تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔اپنے بوائے فرینڈ کے پاس جا رہی ہوں۔گڈ بائے"

وجاہت کے ہاتھ میں مہک کا لکھا ہوا وہ نوٹ تھا جسے وہ ساکت نگاہوں سے پڑھ رہا تھا جبکہ بیڈ پر بیٹھا شمس اپنی سالگرہ کا لیا ہوا کیک برباد کرنے میں مصروف تھا۔

وجاہت کتنے ہی لمحے یوں ہی کھڑا رہا تھا۔

مہک نامی وہ لڑکی آخر چاہتی کیا تھی۔

جب جی چاہا پاس آگئی اور جب جی چاہا چھوڑ کر چلی گئی۔

وہ ناجانے کس کس طرح وجاہت کے جزبات سے کھیل چکی تھی۔ہر بار نیا موقع دینے پر اسکا دل ٹورتی ہوئی چلی جاتی تھی۔

مہک کے چلے جانے کے بارے میں اسنے سب سے پہلے صباحت بیگم کو آگاہ کیا تھا۔

وہ اپنے گھر نہیں گئی تھی۔

وجاہت کو معلوم تھا کہ وہ بلاشبہ عمیر کے پاس گئی تھی۔

وہ عمیر کا پتا نہیں جانتا تھا اور ناہی اسنے جاننے کی کوشش کی تھی۔

مہک اعجاز سے اس کا اب کوئی تعلق نہیں تھا۔

اگر اب کبھی وہ اسکے سامنے آئے گی تو اسکے اور مہک کے درمیان گفتگو کے صرف تین لفظ بولیں جائیں گے اور وہ طلاق کے ہونگے۔

****

وہ نابینا عورت اولڈ ہوم کے اس بستر پر لیٹی تھی۔

وہ یہاں کب سے تھی اسے علم ناپڑتا تھا بس ارد گرد کے لوگ جانتے تھے کہ ہر وقت کسی ہانیہ نامی لڑکی کو پکارتی رہتی تھی۔

اور اس دن یہ پکار گویا ختم ہوئی تھی۔

سیاہ عبایا زیب تن کیے چہرے کو مکمل طور پر ڈھکے وہ سیدھا بوڑھی عورت کے پاس پہنچی تھی۔

"اماں میں آ گئی ہوں۔۔اماں میں ہانیہ۔۔۔" وہ اماں کا ہاتھ تھامتے بولی تھی۔اپنا تعارف کروایا تھا۔

"ہانیہ۔۔تو آ گئی۔تو کہاں چلی گئی تھی۔۔۔تو مجھے کیوں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔" وہ ہانیہ کی آواز پہنچاتے ہوئے اسکا نقاب زدہ چہرا ہاتھوں سے تھپتھپاتے روہانسا انداز میں شکایت کرتے ہوئے بولی تھی۔

"اب آ گئی ہوں۔۔اب نہیں جاوں گی چھوڑ کر" ہانیہ نے روتی ہوئی اماں کو گلے سے لگا لیا تھا۔

وہ کافی دیر تک وہیں رہی تھی پھر اماں کو وہیں چھوڑ کر دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی تھی۔

****

حال۔۔۔

وجاہت ڈاکٹر تانیہ کے ہسپتال میں موجود روم نمبر فائیو کی اس پیشنٹ کو دم سادھے دیکھ رہا تھا۔

وہ لڑکی بھی اسے دیکھتی گئی یہاں تک کہ آنکھوں میں انسیت سی جاگی تھی۔

"وجاہت۔۔"لڑکی کہتے ہوئے اٹھ کر اسکے قریب آئی مگر دو قدم پیچھے ٹھہر گئی۔

"مہک!" وجاہت نے زیر لب بولا مگر اسکی آواز سامنے کھڑی لڑکی کی سماعت تک پہنچ چکی تھی۔

پھر وجاہت انسپیکٹر ہارون کی طرف مڑا۔

"یہ میری ایکس وائف ہے۔میری دوسری بیوی جس کی مجھے تلاش ہے اسکا نام ہانیہ ہے اور اسکا چہرا اجلا ہوا ہے۔"

"جلا ہوا چہرا۔۔ جس محلے میں تمھاری بیوی کی تلاش کرنے گیا تھا وہاں کے لوگ اور میرے آدمی نے بھی یہی بتایا تھا کہ جس لڑکی کی مجھے تلاش ہے اسکا چہرا جلا ہوا ہے مگر وہ لڑکی ہو بہو اس جیسی دکھتی تھی۔" ہارون نے تزکرہ کرتے ہوئے مہک کی طرف اشارہ کیا تھا تو وہ اپنے ہاتھ آپس میں ملنے لگی۔

اگلے ہی پل وہ پھر سے چیخ و پکار کرنے لگی تھی۔

ڈاکٹر تانیہ تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سنبھالنے لگی جبکہ وجاہت اور ہارون کو باہر بھیج دیا۔

وہ دونوں باہر آئے تو وجاہت کے چہرے پر الجھن اور پریشانی رقم تھی۔

"میری سابقہ بیوی مطلب مہک کے ساتھ میرے تعلقات کچھ اچھے نہیں تھے سوائے شادی کے کچھ ماہ تک۔۔ وہ پھر بدل گئی یہاں تک کے ہمارے بیٹے کی بھی پروہ نہیں کی۔ ہمارے تعلقات پھر بہتر ہونے لگے تھے یہاں تک وہ ہمیشہ کے لیے مجھے چھوڑ کر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ بھاگ گئی۔۔" ہارون اور وہ آکر ڈاکٹر تانیہ کے آفس میں بیٹھے تو وجاہت نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتانا شروع کیا۔

"مجھے مہک سے چاہے کتنی ہی نفرت کیوں نا ہو مگر چاہے وہ ہو یا کوئی بھی عورت میں ہر گز کسی کے لیے یہ نہیں چاہو گا کہ اس کے ساتھ کچھ ایسا برا ہو جو مہک کے ساتھ ہوا ہے۔" وجاہت کے لہجے میں اس وقت مہک کے لیے صرف افسوس کے سوا کچھ نہیں تھا۔

ہارون کچھ کہتا اس سے پہلے اسکا فون بج اٹھا۔

دوسری جانب سے ماہین سیال نے کسی کبوتر کے جال میں پھنسنے کا ذکر کیا تھا۔

ہارون نے کچھ کہہ کر کال بند کی اور دوبارہ وجاہت کی جانب متوجہ ہوا۔

"چلو یہ مان کر چلتے ہیں کہ یہ لڑکی تمھاری سابقہ بیوی تھی۔ تمھاری دوسری بیوی جس کا چہرا اجلا ہوا ہے وہ بھی اس جیسی دکھتی تھی تو عین ممکن ہے کہ یہ دونوں جڑواں بہنیں ہوں یا پھر انکی ہم شکل۔۔"ہارون نے تمام باتوں کو جوڑتے ہوئے دو ممکن آرائیں پیش کی تھیں۔

"جڑواں بہن۔۔۔"وجاہت سوچ میں پڑا تھا۔

اسنے کبھی کسی سے بھی مہک کی کسی جڑواں بہن کا زکر نہیں سنا تھا مگر اسکے زہن میں ہانیہ کی تصویر لہرا گئی تھی۔

وہی تصویر جسے دیکھ کر اسنے ہانیہ کی تلاش کرنا شروع کی تھی جس کے مطابق ہانیہ کے چہرے پر تل نہیں تھا جبکہ مہک کے چہرے پر واضح تل تھا۔

ہانیہ کے جلے ہوئے چہرے کے باعث اس سے شمس کی وجہ سے نکاح کرتے وقت اسے علم نہیں تھا کہ وہ مہک ہی ہے۔بعدازاں جب اس نے ہانیہ کو روتے ہوئے اپنی تصویر پکڑے دیکھا تو علم ہوا کہ قسمت نے اسے پھر سے مہک اعجاز کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

وہ یہ جانتے ہوئے ہانیہ بنی مہک کے سامنے اسکا زکر کرتا رہتا تھا تاکہ اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہو۔

مہک کا رویہ نظریں چرانے والا ہوتا تھا۔وہ ہانیہ بنی ہوئی اپنے ہی زکر پر جیسے پچھتاوے کا شکار ہوتی تھی اسکے جلے ہوئے چہرا کا سبب اسنے عمیر کو سمجھا تھا۔

ہونا ہوا انکی کسی ان بن کے باعث عمیر نے غصے میں آکر اسکا چہرا اجلا دیا تھا

مگر۔۔۔۔

مگر آج کا یہ انکشاف سب کچھ الٹا چکا تھا۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو چکا تھا کہ شمس کے آپریشن کے لیے رقم کا انتظام کرنے کے لیے اپنا گردہ بیچنے والی مہک نہیں بلکہ ہانیہ تھی۔

ہانیہ جو کہ مہک نہیں تھی بلکہ اپنا ایک الگ وجود رکھنے والی لڑکی تھی۔

اور اس انکشاف کے ساتھ اور کئی سوال امڈ آئے تھے۔

جن میں زیر فہرست یہ تھا کہ ہانیہ کہاں ہے۔

"ہمیں اب ہانیہ کی تلاش کرنی ہے۔۔" ہارون کی آواز پر وجاہت اپنی سوچ سے چونکا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس لڑکے کا نام کیا ہے جس کے ساتھ تمھاری ایکس وائف یعنی مہک بھاگی تھی۔" ہارون بھی اٹھتے ہوئے سراری سا پوچھنے لگا تھا۔

"عمیر!" وجاہت نام بتا کر رکا نہیں بلکہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ہارون نے ایک دو بار وہ نام زیر لب پکارا۔

ہارون اس نام کو پہلے سے جانتا تھا۔

اب بس یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں؟

وجاہت ہسپتال سے نکل کر عالمگیر ہاوس کی طرف جانے لگا تھا۔

اسے وہاں سے شمس کو لینا تھا۔

اسکے قدم قدرے آہستہ تھے۔

زندگی عجیب تھی۔

عجیب کھیل کھیل رہی تھی اور انکشاف کر رہی تھی مگر یہ آخری انکشاف نہیں تھے ابھی مزید انکشاف ہونے باقی تھے
۔

وہ آگے کی جانب چل رہا تھا جب ایک مبہم سے احساس کے تحت وہ رک کر پلٹا تھا۔

ناجانے کیوں اسے لگا کہ سیاہ برقعے میں لپٹی وہ پھل فروش لڑکی وہیں موجود تھی۔

یہ احساس اس قدر بڑھا کہ جان لیوا ہونے لگا تھا۔

وجاہت نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

وہ سانس لینے کو نیچے جھکا تھا۔

جس بات کی وہ ہمیشہ نفی کرتا رہا تھا دل اس بات کی تصدیق کیے چلا جا رہا تھا۔

یہ تصدیق محبت کی تھی۔

وجاہت سکندر کی واحد محبت کی۔

****

حال۔۔۔

ماہین سیال کی ہیل کی ٹک ٹک تیز چلنے کی وجہ سے فرش پر ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

وہ عمیر کے آپارٹمنٹ کے دروازے پر رکی اور ایک مضبوط ارادے کے تحت اپنی مٹھیاں بھینچی پھر چہرے پر غصے اور پریشانی والے تاثرات سجا کر زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور عمیر اسکے سامنے نمودار ہو۔

"ہائے ڈارلنگ!" عمیر نے اسے دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا اور ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیلائی۔

"تم گھٹیا انسان۔۔" درشتی سے کہتے ماہین کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے جب عمیر نے اسے پکڑ کر اندر کی طرف کھینچا اور دروازہ بند کر دیا۔

اتفاقی طور پر اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا جو انہیں دیکھ لیتا۔

"کیا کر رہی ہو ڈارلنگ۔۔۔ کیوں تماشہ لگا رہی ہو باہر کھڑے ہو کر۔" عمیر نے اسے اندر لا کر چھوڑتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔

"میں تماشہ بنا رہی ہوں یا تم۔۔۔" ماہین بھی جواباً غرائی تھی۔

"یوں چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔" عمیر کا لہجہ مفاہمت زدہ ہوا اور وہ صوفے پر آرام دہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔

اسکے انداز نے ماہین کے اندر آگ سی سلگا دی تھی۔

"کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا۔۔" اپنی مٹھیاں بھینچتے عمیر سے سوال کرتے ماہین کا لہجہ روہانسا ہوا تھا۔

"غلط۔۔ تمھارے ساتھ نہیں بلکہ اور بھی بہت سی لڑکیوں کے ساتھ ایسا کیا۔۔۔ انکی بے ہودہ اور فحاش تصوریں لیں اور پھر ان سے پیسے لوٹے۔۔۔" عمیر نے بہت ہی ڈھٹائی پن سے اسے بتایا۔

"مجھے میری پکچرز دے دو۔۔۔" ماہین نے اس کے آگے اپنا ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔

"لک ڈارلنگ۔۔۔ میرا ایک اصول ہے۔۔۔ ایک ہاتھ لو ایک ہاتھ دو۔۔ سو اس حساب سے ہر تصویر کے بدلے تمہیں مجھے صرف دو لاکھ دینا ہے۔۔ اور آخر میں ویڈیو کے لیے لندن کا مکمل ٹکٹ اور ویزہ۔۔۔ ڈیل منظور ہے تو بولو ورنہ تمھارے ڈیڈ کو اس سب کی قیمت پیسے سے نہیں اپنی عزت سے دینی پڑے گی۔۔۔" بہت ہی ڈھٹائی سے کہتے عمیر نے پر سکون انداز میں اسکے سامنے اپنی پیش کش رکھی۔

ماہین اسے چند لمحت غصے سے دیکھتی۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تم اس قدر گھٹیا نکلو گے۔" وہ شعلہ بار لہجے میں بولی تو عمیر نے اس بات کو تعریف سمجھتے ہوئے سر کو خم دیا تھا۔

"میرے پاس دوسری آپشن بھی ہے۔۔۔ وہ رہا کمرہ۔۔۔ ایک رات اور سارے حساب برابر۔۔" اس بار اس نے ہر حد پار کرتے ہوئے آنکھ دباتے بے شرمی سے ذو معنی انداز میں کھڑے ہوتے ہوئے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

"بے شرم۔۔۔" ماہین کا ہاتھ اٹھا اور اسکا گال سرخ کر گیا۔

"اے۔۔۔اپنی حد میں رہ۔۔۔"جوابا عمیر نے اسکا گلا اپنے ہاتھ سے دباتے ہوئے تنبیہہ کی تھی۔

"اگلے ہفتے تک ڈیل کے پہلے دولاکھ پہنچ جائیں ورنہ۔۔۔"عمیر نے اسکا گلا چھوڑتے درشتی سے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی تھی۔

گلا آزاد ہوتے ہی ماہین نے بے اختیار سانس بحال کرنے کو گہرا سانس کھینچا اور گلا بھی مسلا۔

پھر ایک نفرت آمیز نگاہ عمیر پر ڈالتی وہ پیر پٹختی دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

اسکے جانے کے بعد عمیر سر جھٹک کر واپس صوفے پر آ بیٹھا۔

اسنے موبائل کی گیلری میں سے مہک اعجاز کی تصویر نکال لی۔

"اس سے نمٹ لوں۔۔ پھر تمھاری طرف بھی آوں گا۔۔۔مہک اعجاز میں تمہیں بھولا نہیں ہوں۔"مہک کی تصویر کو دیکھتے ہوئے عمیر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔

****

وجاہت اعجاز صاحب کے گھر کے بیرونی دروازے پر کھڑا تھا۔

اس نے ساتھ کھڑے شمس کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔۔

وجاہت آخری بار یہاں اعجاز صاحب کی وفات پر آیا۔

اسے آج سدرہ سے کچھ سوالوں کے جواب چاہیے تھے۔

وہ شمس کو لیکر اندر داخل ہو گیا۔

گھر میں ایک ملازمہ تھی جو کہ مہک کے غائب ہونے کے بعد سے سدرہ اور گھر کا خیال رکھ رہی تھی۔

وجاہت اسکے بتانے پر سدرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آو بیٹا۔۔" سدرہ نے اسے دیکھتے ہی پکارا۔ چہرا ہنوز اترا ہوا تھا۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی۔" وجاہت نے اندر بڑھتے ہوئے کہا۔

"کہو! میں سن رہی ہوں۔" شمس کو ملازمہ کے حوالے کیا تا کہ اسے دوسرے کمرے میں لے جا کر کھلائے اور سدرہ اور وجاہت بات کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔

"مہک۔" وجاہت نے ابھی یہ نام پکارا ہی تھا کہ سدرہ یک دم اتاولی سی ہو گئی۔

"کیا وہ واپس آگئی۔۔۔ کیا تم اس سے ملے۔۔"

"ہاں میں اس سے ملا ہوں۔۔ مگر پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔ اسکے بعد میں بھی آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔۔"

وجاہت نے انہیں دلاسہ دلایا تو وہ کچھ پر سکون ہوتی سر اثبات میں ہلانے لگیں۔

"کیا مہک کی کوئی جڑواں بہن تھی؟" وجاہت نے انکے سامنے اپنا سوال رکھا تو سدرہ کے چہرے پر تکلیف دہ آثار لہرانے لگ گئے۔

"ہاں۔۔۔ اسکی ایک جڑواں بہن تھی۔۔" وہ چند ثانیوں بعد حامی بھرتے ہوئے بولیں۔

ہانیہ مہک کی جڑواں بہن ہے کوئی ہم شکل نہیں اس بات کی تو تصدیق ہو چکی تھی۔

"وہ آپ لوگوں کے ساتھ کیوں تھی۔ کسی کو اسکے بارے میں علم کیوں نہیں تھا۔۔" وجاہت نے الجھن سے استفسار کیا۔

"جب مہک اور اسکی بہن پیدا ہوئی تھی تو نرس انہیں چیک اپ کے لیے لے گئی۔۔۔ان دنوں ہسپتال سے بہت بچے اغوا ہو رہے تھے اور مہک کی جڑواں بہن کو بھی کسی نے اٹھا لیا تھا۔۔۔اعجاز اور میں نے ہر ایک سے یہ بات چھپائی اور یہی کہا کہ ہماری ایک ہی بیٹی ہوئی ہے تا کہ لوگ تماشہ نا بنالیں جبکہ اسے ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔۔پانچ سال تک۔۔۔ پانچ سال تک اسے تلاش کرتے رہے مگر وہ نہیں ملی۔۔۔ ہم امید ہار جاتے مگر ہمارے پاس مہک تھی۔۔۔" وہ تمام واقعے کے تزکرہ مختصر سا کرتے ہوئے سانس لینے کو ٹھہریں۔

"تم نے کہا تھا نا کہ مہک کے برتاو کے پیچھے میری تربیت کا ہاتھ ہے۔ تم ٹھیک تھے۔۔ میں اور اعجاز نے ہی اسے بگاڑ رکھا تھا کیونکہ وہ ہمارے پاس واحد اولاد تھی۔۔ دوسری بیٹی کو کھونے کے بعد ہم مہک کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی حساس ہو گئے تھے۔۔ ہمیشہ اسکی ہر ضد پوری کی۔۔ جو اسنے مانگا چاہے تنگ کیوں نا ہوئے اسے دے دیا مگر۔۔۔" وہ بولتے بولتے پچھتاوے کے زیر اثر چلی گئیں تھیں۔

وجاہت نے ایک گہری سانس بھری پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیں آپ کو مہک کے پاس لے چلوں۔۔" وہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا تا کہ شمس کو دیکھ سکے۔۔

وہ شمس کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر تانیہ نے اسے بتایا تھا کہ اگر مہک کے پاس کوئی اسکا اپنا ہو گا تو وہ اسے اپنے ٹراما سے نکلنے میں مدد مل سکتی ہے۔

وہ تینوں باہر آئے تو بیرونی دروازے کے آگے سکندر صاحب کے استعمال میں موجود گاڑی کھڑی تھی۔ وجاہت عالمگیر ہاوس سے آج گاڑی لیکر آیا تھا۔

سب کے بیٹھتے ہی وجاہت نے گاڑی آگے بڑھادی۔

"ہم کہاں جارہے ہیں۔ کہاں ہیں مہک۔۔ وجاہت مجھے بتاو۔۔" سدرہ نے اپنے گھبراتے ہوئے دل کو قابو کرتے ہوئے وجاہت سے پوچھا۔

وجاہت نے انہیں صبر رکھنے کا کہا۔ وہ ابھی سے انہیں کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گاڑی ڈاکٹر تانیہ کے ہسپتال کے باہر رکی تو سدرہ کا دل مزید تیز ڈھڑکنے لگا۔

وجاہت کے پیچھے اٹھتا ایک ایک قدم ان پر بھاری پڑ رہا تھا یہاں تک کہ وہ ایک کمرے کے باہر رک گئے۔

"وہ اندر ہے" وجاہت نے کہتے ہوئے اشارہ کیا تو سدرہ تیزی سے اندر بڑھ گئی جبکہ وہ خود کاریڈور میں ہی کھڑا رہ گیا

۔

شمس نے وہاں سے گزرتی ایک بچی کے ہاتھ میں غبارہ دیکھا تو ضد کرنے لگا۔

وجاہت اسے غبارہ دلانے کے لیے آگے بڑھا تو اس نے بچی کے ساتھ اسکی ماں کو دیکھا۔

سر تا پاوں برقعے میں لپٹی وہ جواں سال عورت تھی۔

وجاہت اسے رک کر دیکھنے لگا یہاں تک کہ شمس نے اس کا چہرا تھپتھپا کر اسکی توجہ ہٹائی۔

"بابا۔۔ بالون۔۔۔" وہ دوسرے ہاتھ سے مسلسل غبارے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

وجاہت شمس کو دیکھ کر زرا سا مسکرایا پھر آگے بڑھ گیا۔

اسے ہسپتال کی عمارت کے باہر غبارے والا مل گیا۔

شمس کو اسکی پسند کا غبارہ دلا کر وہ واپس اندر آنے لگا جب نا جانے کتنی ہی برقعہ میں لپٹی لڑکیاں اس کے ارد گرد سے گزرتی ہوئی جا رہی تھیں اور وجاہت سکندر کو ان سب میں صرف ایک ہی لڑکی نظر آ رہی تھی۔

اسے اپنا سینہ گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

ایک بار صرف ایک بار اس کی ملاقات ہوئی تھی اس لڑکی سے اور پھر وہ اسکے ساتھ رہی تھی۔

کبھی خیالوں میں تو کبھی تصور میں۔

کبھی وہ کھلی آنکھوں سے چلتی پھرتی نظر آتی تھی تو کبھی بند آنکھوں کے پیچھے اسکا سیاہ سراپا لہراتا تھا۔

کیا تھی وہ ملاقات۔

محض چند پھل زمین سے اٹھا کر دیے تھے اور جواباً وہ "شکریہ" کہہ کر چلی گئی تھی۔

اور یہ نہایت مختصر سی ملاقات وجاہت سکندر کو اپنے سحر میں جکڑے رکھے گی اس نے سوچا تک نہیں تھا۔

وجاہت نے آنکھیں موندھ کر کھولیں پھر قدم آگے بڑھا دیے۔۔۔

روم نمبر فائیو میں سدرہ اس وقت مہک کو گلے سے لگائے ہوئے بیٹھی تھی یا یوں کہیں کہ مہک نے انہیں گلے لگایا تھا

۔

"ماما۔۔۔آپ میرے ساتھ رہیں۔۔مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔" وہ ماں کے ساتھ لپٹی سماجت بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ تم ہی چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ کہاں چلی گئی تھی تم۔۔۔۔" سدرہ نے جواباً اسے خود سے لگائے تھپتھپاتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"مم۔۔۔میں چلی گئی تھی۔۔۔میں۔۔۔وہ۔۔۔اس کے پاس۔۔۔وہ لوگ۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔" مہک کہتے ہوئے بے ربط بڑابڑانے لگی پھر زور زور سے چلانے لگی۔۔۔

اپنے ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔میں نے کہا مجھے چھوڑ دو۔۔۔۔" وہ ہیجان خیز انداز میں جا چکی تھی۔

سدرہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی اسے روکنے کی کوشش کرتی رہی مگر بے سدھ رہیں۔۔

تبھی وجاہت وہاں ڈاکٹر تانیہ کے ساتھ آیا تو ڈاکٹر تانیہ نے مہک کی حالت دیکھتے فوراً نرس کو اسے سکون آور انجیکشن دینے کو کہا۔

نرس اور تانیہ نے زبردستی اسے پکڑ کر انجیکشن دیا تو وہ نیم بے ہوشی کے زیر اثر چلی گئی۔

"کیا ہوا ہے اسے۔۔۔ یہ ایسے کیوں کر رہی ہے۔۔؟" سدرہ پریشان لہجہ اور حواس باختہ انداز میں ڈاکٹر تانیہ کے قریب آکر استفسار کرنے لگیں۔

"میرے ساتھ آئیں۔۔۔ آپ کو سب کچھ بتاتی ہوں۔" ڈاکٹر تانیہ کہہ کر باہر نکل گئی جبکہ سدرہ بیڈ پر پڑی مہک پر ایک فکر مند نظر ڈال کر آگے بڑھ گئیں۔

وجاہت وہیں کھڑا رہا جبکہ شمس اپنے غبارے سے کھیلنے میں مصروف تھا۔

وجاہت دو قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آگیا۔

اس وقت وجاہت کو اسکی حالت دیکھ کر افسوس ہو رہا تھا۔

پھر کچھ ذہن میں آنے پر اس نے شمس کا رخ مہک کی طرف کیا تو وہ ہنوز کھیل میں مشغول رہا۔۔ وہ مہک کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔

آخر کو جس طرح کا سلوک مہک نے اسکے ساتھ کیا تھا وہ اسے دیکھتا بھی کیوں۔

بچے پیار اور احساس کے بھوکے ہوتے ہیں۔ یہ طلب ہانیہ کے زریعے پوری ہوتی تھی تو وہ اسے ہی پکارتا تھا۔ اسی کے پاس جاتا تھا۔

"بابا۔۔ ہائیہ" وجاہت کو ہی نہیں اس وقت شمس کو بھی ہانیہ کی یاد آئی تھی۔۔

ہانیہ کی تلاش میں وہ مہک تک پہنچا تھا۔

اب نا جانے کس کی تلاش اسے ہانیہ تک لے جانے والی تھی۔۔۔

ڈاکٹر تانیہ سدرہ کو اپنے کیبن میں لے آئی۔

پہلے بیٹھ کر پانی پینے کو کہا پھر دونوں ہاتھ باہم جوڑ کر ٹیبل پر رکھے اور بات کا آغاز کیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ میری بات مضبوط اعصاب کے ساتھ سنیں۔۔"تانیہ نے مختصر سی تمہید باندھتے ہوئے انہیں الرٹ کیا تھا جبکہ سدرہ دم سادھے سن رہی تھی۔

"مجھے مہک تقریباً ایک سال پہلے ملی تھی۔۔۔وہ سڑک پر نیم جان حالت میں پڑی ہوئی تھی۔۔۔اسکی حالت بہت بد تر تھی جس کی وجہ۔۔۔۔"وہ کہتے ہوئے ذرا اسا رکی۔

"جس کی وجہ اس کے ساتھ ہوئی زیادتی تھی۔۔۔مہک گینگ ریپ کا شکار ہوئی تھی۔یہ ٹراما اسے کا نتیجہ ہیں۔" تانیہ نے سدرہ کو اس بھیانک حقیقت سے روشناس کروایا تو وہ کتنی ہی دیر صدمے کے زیر اثر ساکت بیٹھی رہیں۔

پھر اگلے ہی لمحے تکلیف اور دکھ کی شدت سے زار و قطار رونے لگیں۔

تانیہ اٹھ کر قریب آئی اور انہیں دلاسے دینے لگی۔

"میں جانتی ہوں آپ پر اس وقت کیا گزر رہی ہے مگر آپ کو مضبوط ہونا پڑے گا۔۔آپ حوصلہ کریں گی تو مہک ٹھیک ہو پائے گی۔۔۔"

سدرہ نے تانیہ کی باتیں سن کر سر اثبات میں ہلایا مگر آنسو ہنوز بہہ رہے تھے۔

"اب میری بات غور سے سنیں۔۔"وہ واپس کرسی پر آکر بیٹھی اور سدرہ سے کہنے لگی۔

"میں مہک کو ڈسچارج کر رہی ہوں۔عام طور پر پیشنٹ کو اتنا عرصہ ہسپتال میں رکھا نہیں جاتا مگر مہک کا معاملہ الگ تھا۔آپ اسے گھر لے جائیں۔۔اس کے ساتھ بالکل نارمل بی ہیو کریں۔۔اسکے ساتھ کیا ہوا تھا اس بارے میں نا بات کریں نا کچھ پوچھیں۔۔۔۔"وہ اب سدرہ کو مہک کے حوالے سے ہدایتیں کر رہی تھی جبکہ سدرہ روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سن رہی تھیں

****

انسپیکٹر ہارون نے ہانیہ کو تلاش کرنے کے لیے ایک ٹیم کام پر لگا دی تھی مگر وجاہت بھی اپنے تئیں اسے تلاش کرنے لگا تھا۔

اس نے شہر کے ہر ہاسٹل اور پناہ گاہ کے بارے میں پتا کر لیا تھا۔

وہ خود ایک ایک جگہ جا کر ہانیہ کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔

اس وقت بھی وہ ایک ہاسٹل سے ہانیہ کے بارے میں پتا کر کے نکلا تھا جب اسکے موبائل پر ہارون کی کال آئی تھی۔

"ہیلو۔"وجاہت نے کال اٹھائی۔

"پولیس اسٹیشن آجاو۔۔"ہارون نے کہا اور کال بند کر دی جبکہ وجاہت بھی موبائل واپس جیب میں رکھتے آگے قدم بڑھا گیا۔

وہ پولیس اسٹیشن پہنچا تو ہارون اسے تفتیشی کمرے کے باہر لے گیا۔

دیوار کے وسعت میں لگی شیشے کی آر جس سے اندرونی منظر تو نظر آتا ہے مگر اندر والا باہر نہیں دیکھ سکتا۔

وجاہت نے دیکھا کرسی پر ہتھکریوں زدہ ہاتھ میز پر رکھے عمیر بیٹھا ہے۔

"کیا یہی ہے تمھاری سابقہ بیوی کا عاشق۔۔؟" ہارون نے شیشے کی جانب انگلی اٹھاتے ہوئے پوچھا

"ہاں یہی ہے۔۔اور مہک میری پہلی بیوی ہے سابقہ بیوی نہیں۔" وجاہت نے تصدیق کے ساتھ تصیح بھی کی تو

ہارون سر اثبات میں ہلا کر اندر بڑھ گیا۔

دو گھنٹے پہلے۔۔۔

وہ کاوچ پر بیٹھا برگر کھانے میں مصروف تھا جب دروازہ زور سے پیٹا گیا۔

وہ برگر میز پر رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈارلنگ اتنی بھی کیا جلدی ہے مجھے پیسے دینے۔۔۔" وہ اپنے مزاج میں بولتا دروازہ کھول کر ٹھٹک کر رکا۔۔

سامنے دو باوردی پولیس انسپیکٹر کھڑے تھے اور وسعت میں کیجول کپڑوں میں بہت اعتماد کے ساتھ ماہین سیال

کھڑی تھی۔

"تم!" عمیر نے اسکے ساتھ پولیس دیکھی تو غصے سے چلایا۔

"میں۔۔۔ سینئر انسپیکٹر ماہین سیال۔۔۔ تمہیں معصوم لڑکیوں کو پھنسا کر انہیں بلیک میل کرنے کے جرم میں

گرفتار کرتی ہوں۔۔" ماہین نے کڑک اور بلند آواز میں کہا تھا۔

عمیر پر اسکی حقیقت واضح ہوئی تو اسنے فرار ہونے کی کوشش کی مگر ماہین کے ساتھ آئے انسپیکٹر نے اسے دبوچ لیا۔

جس وقت ماہین اسے ہتھکڑیوں میں مقید کر کے لے جا رہی تھی اس وقت راہداری میں چہل پہل تھی۔

پولیس جیپ میں بیٹھ کر جانے تک بہت سے لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔

ہارون تفتیشی کمرے میں آیا اور عمیر کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھا۔

"ان لڑکیوں کا جانتے ہو" چند تصاویر اسکے آگے کیں۔

وہ تصاویر ماہین نے ہی کسی بہانے سے ثبوت کے طور پر حاصل کی تھیں۔

"یہ سب وہ لڑکیاں ہیں جنہیں میں نے بلیک میل کیا تھا۔۔" عمیر نے بے تاثر انداز میں کہا۔

"ان لڑکیوں کو اپنا شکار کیسے بناتے تھے۔؟" ہارون نے اگلا سوال کیا۔

"وہ خود شکار بنتی تھیں۔۔ یہ سب وہ لڑکیاں ہیں جو نام کمانا چاہتی تھیں۔ ہیروئین بننا چاہتی تھیں اور اس کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھیں۔۔۔" وہ کہتے ہوئے استہزائیہ ہنسا تھا۔

"میں تو فقط انہیں انکی ہی خواہشوں میں پھنسا لیتا تھا۔ جب بھی کوئی شکار ملتا اسے اس بات کا یقین دلاتا کہ میرے انکل فلم ڈائیریکٹر ہیں اور تمہیں ہیروئین بنا سکتے ہیں۔۔ اور پھر کیا ہوتا آپ جانتے ہی ہیں۔ سینئر انسپیکٹر ماہین سیال نے بتایا ہی ہو گا" وہ بات کے اختتام پر آنکھ اچکا کر بولا تو ہارون نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی پھر ایک اور تصویر اس کے آگے رکھی۔

"اور یہ لڑکی۔" وہ تصویر مہک کی تھی جسے عمیر نے بغور دیکھا تھا۔

"یہ بھی ہیروئین بننا چاہتی تھی مگر یہ باقی لڑکیوں سے خاص تھی۔۔۔" عمیر کہہ رہا تھا اور باہر کھڑے وجاہت پر اسکے الفاظ گراں گزر رہے تھے۔

"اس سے تو میں نے محبت کی تھی۔۔۔اور یہ۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا جب وجاہت دروازہ کھول کر اندر چلا آیا۔

عمیر نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اور یہ تمھارے پاس آگئی مگر تم نے اسکے ساتھ بدترین سلوک کیا۔" وجاہت نے عمیر کا گریبان پکڑتے شعلہ بار لہجے میں کہا تو ہارون نے اسے پیچھے ہٹایا۔

"تم اتنا کیوں بھڑک رہے ہو۔۔اس لڑکی کے لیے۔۔" عمیر نے اپنا گریبان درست کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ وہ میری بیوی ہے" وجاہت نے زور دے کر کہا جس پر عمیر نے سر نفی میں ہلایا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔مہک تمھاری بیوی نہیں ہے۔۔وہ کبھی بھی تمھاری بیوی نہیں تھی۔۔۔" اور اس لمحے وجاہت سکندر پر ایک اور انکشاف ہوا تھا۔

"تمھاری بیوی تو ہمیشہ سے ہانیہ تھی۔۔" وہ کہہ رہا تھا اور وجاہت عجیب قسم کے جزبات سے گھر اسن رہا تھا۔

****

ماضی۔۔۔۔

وجاہت کی شادی سے ایک ہفتہ پہلے۔۔

شادی میں ایک ہفتہ باقی تھا جس کی وجہ سے تیاریاں عروج پر تھیں۔صباحت بیگم جہاں وجاہت کے ساتھ مارکیٹ کے چکر لگارہی تھیں وہیں سدرہ مہک کو لیکر بازار میں گھوم رہی تھیں۔

وہ خریداری کے ساتھ اسے یہ بھی تلقین کرتی جاتی کہ اسے کیسے وجاہت کو اور اسکے پیسے کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے اور مہک بیزاریت کے ساتھ انکی باتیں سنتی جاتی تھی۔

بازار سے فارغ ہو کر مہک نے سدرہ کو گھر بھیج دیا اور خود پارلر جانے کا کہہ کر نکل آئی۔

وہ پارلر جانے کی بجائے عمیر کی طرف چلی آئی تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔کچھ رکھا ہے تمھارے فریج میں۔" وہ اسکے کچن کا فریج کھول کر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے بولی۔

"دوپہر میں حیدر بریانی لایا تھا۔وہی رکھی ہے۔ گرم کرلو۔" عمیر نے سرسری سا کہا۔

"کیا! میں بریانی کھاوں۔۔۔" مہک نے عمیر کی طرف ایسے دیکھا جیسے اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔

"تو اس میں برا کیا ہے۔۔" عمیر حیران ہوا تھا۔

"یو نو میں ڈائٹ پر ہوں۔اور اس بازار کی بریانی میں کتنی کیلیریز ہوں گی۔میں اسے کھا کر اپنا فیگر نہیں خراب کرنا چاہتی۔۔۔نیور۔۔۔" مہک نے فریج سے سلاد میں سے دو دن کھیرے اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور کچن سے باہر نکل آئی۔

عمیر اسے چند لمحے دیکھتا رہا۔اسکے زہن میں کچھ چلنے لگا تھا۔

"میں ایک بڑی ایکٹرس بنو گی۔۔ میری خوبصورتی کے ہر جگہ چرچے ہونگے اور تم چاہتے ہو کہ میں کیلیریز کھا کر اپنا فیگر خراب کر لوں پہلے سے ہی۔ بالکل نہیں۔" وہ ابھی تک بولتی جھر جھری لے گئی تھی۔

"تم سچ میں اپنے کزن سے شادی کرنے والی ہو۔۔" عمیر نے اسکی باتوں کے جواب میں کوئی اور زکر چھیڑا تو مہک نے رک کر اسے دیکھا۔

"تم بار بار یہ سوال کیوں کر رہے ہو۔ ہم پہلے یہ بات کر چکے ہیں" مہک نے آنکھ اچکا کر استفسار کیا۔

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تمہیں کسی اور کا نہیں ہونے دے سکتا۔۔" وہ اٹھ کر اسکے قریب آیا اور اسکے چہرے پر بالوں کی لٹ پیچھے اڑسی۔

"میں جانتی ہوں" مہک نے تصدیق کی تھی۔

"تبھی تم اپنے کزن سے شادی کر رہی ہو۔۔ اسے خود پر دسترس دے رہی ہو۔۔ خود پر بھی اور اپنے جسم پر بھی۔۔۔ "عمیر نے آخری جملہ زور دے کر بولا تو مہک ایک دم پیچھے ہٹی۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ یہ شادی صرف پیسوں کے لیے کر رہی ہوں۔ کسی کو اپنے جسم پر دسترس دینے کے لیے نہیں ۔" مہک نفی میں سر مارتے ہوئے پختگی سے بولی تھی۔

'یہ صرف کہنا آسان ہے۔ جب ایک بار تم اس سے شادی کر لو گی تو یہ اتنا آسان نہیں ہو گا۔ اور کب تک روکوں گی تم اسے۔ کب تک بہانے بناوں گی۔ کب تک اسے اپنے قریب نہیں آنے دو گی۔ آخر ایک ساتھ رہتے ہوئے تمھارا دل بھی تو مچل ہی جائے گا نا۔" عمیر نے گویا مہک کو تنبیہ کی تھی۔

"اور پھر اگر پریگنینٹ ہو گئی تو۔۔ جانتی ہو کیا ہو گا۔۔ وہ بچہ تمھاری ساری خوبصورتی لے لے گا۔۔ ابھی جس فیگر کے بارے میں تم بات کر رہی تھی وہ خراب ہو جائے گا۔۔ اور پھر بچے کو سنبھالنا۔۔ کیا اس سب کے ساتھ تم اپنا ہیروئین بننے کا خواب پورا کر سکو گی۔ اور کیا بھروسہ کہ تمھارا فیگر پھر سے پہلا جیسا ہو جائے گا۔" عمیر نے ہر ممکن کوشش کے ساتھ مہک کو مستقبل کا ڈراوادیکر وجاہت سے شادی کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر میں ہاں کر چکی ہوں۔ ایک ہفتے بعد شادی ہے اور اب نہیں منع کر سکتی۔" مہک کے چہرے پر عمیر کا دکھایا گیا مستقبل سوچ کر پریشانی لہرانے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے تو جاو کر لو شادی۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹا اور ہاتھ جھلا کر بولا۔

"ویسے بھی انکل اس وقت لندن میں ایک شوٹ میں بزی ہیں۔ چھ سات مہینے تک فری ہونگے۔ انہیں اپنے کسی بھی پروجیکٹ کے لیے میرڈ لڑکیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں تب تک کوئی دوسری لڑکی ڈھونڈ لوں گا۔" عمیر نے بظاہر کاندھے اچکاتے ہوئے اپنے اس ڈائیریکٹر انکل کا زکر کیا جو کہ وجود ہی نہیں رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس طرح بات بن سکتی ہے۔

"نہیں۔ تم کسی اور کو نہیں ڈھونڈو گے۔" مہک نے سختی سے اسے تاکید کی تھی۔

"میں آج ہی گھر جا کر شادی سے منع کر دوں گی۔ میرے لیے میرا خواب زیادہ ضروری ہے۔" وہ پختہ لہجے اور مضبوط ارادے سے کہتی عمیر کے اپارٹمنٹ سے نکلتی چلی گئی تھی۔

جبکہ اسکے پیچھے سے عمیر کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"تمھارا یہ فیگر تو صرف میں خراب کروں گا ڈارلنگ۔"

****

عمیر کے اپارٹمنٹ سے نکلتے ہی اسنے گھر جانے کے لیے ٹیکسی کروالی۔

ٹیکسی ڈرائیور ایک باریش بوڑھا انسان تھا جو شکل سے بہت شریف اور نیک معلوم ہوتا تھا۔

گاڑی مقررہ راستے کی طرف رواں دواں تھی جب ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔

"گاڑی کیوں روکی تم نے" مہک نے کوفت سے پوچھا۔

"بیٹا جی۔ سامنے ایک لڑکی کھڑی ہے۔ بہت پریشان لگ رہی ہے۔ وہ مدد مانگ رہی ہے۔ کیا میں اس سے پوچھوں کہ کیا مسئلہ ہے۔" بوڑھے آدمی نے نرم مگر ہلکی سی کانپتی آواز میں کہا۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اسکی مدد کوئی اور کردے گا۔" مہک کوفت بھرے لہجے میں بولتی آگے بڑھنے کا کہنے لگی تھی کہ وہ سیاہ بوسیدے برقعے میں لپٹی وہ لڑکی گاڑی تک پہنچ چکی تھی۔

"میری مدد کرو۔ میری مدد کرو۔ اللہ کا واسطہ۔۔ میری اماں کی طبیعت بہت خراب ہے۔ وہ بے ہوش ہوگئی ہے۔ اسے ہسپتال لے چلو۔" وہ لڑکی بوڑھے آدمی کی طرف کھڑی اسکی منت سماجت کررہی تھی۔ وہ کافی دیر سے باقی گاڑیوں والوں سے بھی مدد مانگ رہی تھی مگر کسی نے اسکی بات نہیں سنی۔

"تم اسکی بات کیوں سن رہے ہو گاڑی چلاو۔" مہک نے پھر سے تحکمیہ کہا تو بوڑھا ڈارئیور اسکی طرف مڑا۔

"میڈم آپ اتر کر کوئی اور ٹیکسی پکڑ لیں۔ میرے لیے اپنے کرایے سے زیادہ کسی انسان کی زندگی اہم ہے۔"

ڈرائیور نے مہک سے معزرت کر لی تو وہ دانت کچکچاتی ہوئی اتر گئی مگر مڑنے سے پہلے اسنے لڑکی کی طرف دیکھا۔

لڑکی ڈرائیور کو شاید گھر کا پتا بتا رہی تھی جہاں اماں موجود تھیں۔

مہک نے یونہی رک کر اس لڑکی کو دیکھا جسکے چہرے کا نقاب بھاگ دوڑ اور ہلکان ہونے کے باعث سرک گیا تھا۔

مہک کی آنکھیں اس چہرے کو دیکھ کر پھیلیں تھیں۔

وہ چہرا ہو بہو اس جیسا تھا۔

مہک کو لگا وہ کوئی آئینہ دیکھ رہی ہے۔

چونکہ اسنے خود آنکھوں پر بڑے بڑے گوگلز لگا رکھے تھے اور چہرے کے نچلے حصے پر سکارف باندھ رکھا تھا تو بوڑھے آدمی نے یہ غور نہیں کیا کہ دونوں کی شکلیں ایک جیسی ہیں۔

مہک اس اتفاق پر کچھ دیر اچھنے کا شکار رہی پھر زہن میں تیزی سے ایک سوچ لہرا گئی۔

اسے اپنی ہم شکل لڑکی کی مدد کرنی چاہیے تھی۔

وہ سوچ کر ڈرائیور کے پاس آئی۔

"صحیح کہا تم نے۔۔۔ کسی کی زندگی زیادہ اہم ہے۔ چلو تمھاری اماں کو ہسپتال لے چلیں۔" وہ لہجے کو تاحد ہمدردانہ بناتے ہوئے لڑکی کا کاندھا ڈھارس بڑھے انداز میں تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

لڑکی نے اسکی طرف مشکور نگاہوں سے دیکھا۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں اماں کو لیکر ہسپتال پہنچ گئے۔

ڈاکٹرز علاج و معائنہ میں مصروف تھے۔

بوڑھے ڈرائیور کو کال آئی تو وہ چلا گیا۔

لڑکی فکر و پریشانی کا پیکر بنی اماں کی صحت کی دعا کرنے لگی جبکہ مہک اس لڑکی کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنانے لگی۔

"تمھارا نام کیا ہے۔" مہک نے سوال کیا تو اسنے بھیگا چہرا اٹھایا۔

"ہانیہ" وہ آہستہ سے بولی تھی۔

"میری مدد کرنے کا شکریہ۔۔ میرے پاس آپ کو دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں مگر میں آپ کا یہ احسان چکا دوں گی۔ ہسپتال کا جتنا بھی بل بنے گا میں واپس کر دوں گی۔" ہانیہ مہک کے قریب آئی اور اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے وعدہ کرنے لگی۔

"ابھی ان باتوں کو چھوڑوں۔ اپنے بارے میں کچھ بتاو" مہک نے اسکے بارے میں مزید جاننے کے لیے پوچھا۔

"میں اور اماں ایک چھوٹے سے کرایے کے گھر میں رہتے ہیں۔ ہم غریب ہیں مگر اتنا کما لیتی ہوں کہ ایک وقت کا پیٹ بھر سکوں۔" ہانیہ کے لہجے میں اپنی خستہ حالت کا زکر کرتے ہوئے بھی ملال کا شبہ نہیں تھا۔

مہک دل ہی دل میں خوش ہوئی تھی۔ یعنی اسکی ہم شکل مجبور بھی ہے۔

"پیشنٹ کے ساتھ آپ ہیں۔" ایک ڈاکٹر قریب آکر بولی تو مہک تیزی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔

"پیشنٹ کی کڈنی فیل ہو گئی ہے۔ کچھ دن تک ہسپتال میں ہی رکھنا پڑے گا۔ ڈیلیسز کرنے ہونگے۔" ڈاکٹر کہہ کر چلی گئی جبکہ ہانیہ پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں کھڑی رہی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

وہ اماں کے ہسپتال میں رہنے کا خرچہ کیسے پورا کرے گی۔

اگر ہسپتال میں نا رکھا تو اماں کا علاج کیسے ہو گا۔

مہک نے اسکی حالت دیکھتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا۔

"فکر مت کرو۔ میں کرواں گی تمھاری اماں کا علاج۔۔ تم سے کوئی پیسہ بھی نہیں لوں گی مگر۔۔۔" مہک نے کہنا شروع کیا تو ہانیہ نے اسکی طرف الجھن سے دیکھا۔

"مگر بدلے میں تمہیں بھی میرا کام کرنا ہو گا۔ تم اگر یہ کرتی ہو تو ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد تمھاری اماں کو اس بیکار سے ٹوٹے ہوئے گھر میں واپس نہیں جانا پڑے گا میں انہیں ایک بہتر جگہ پر رکھوں گی جہاں انکی دیکھ بھال کی جائے گی۔" مہک نے مزید تمہید باندھتے ہانیہ کے سامنے ایک پیش کش رکھی تھی۔

"مگر مجھے کیا کرنا ہو گا۔" اماں کے علاج کی خاطر وہ نیم رضامند ہوتے ہوئے بولی۔

"شادی کرنی ہے۔۔" مہک کے بولے گئے تین لفظ ہانیہ کو ششدر سا کر گئے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہو۔۔ میں کیسے۔" وہ الجھن زدہ سی کہنے لگی جب مہک نے اپنے چہرے کا سکارف اتار دیا۔

ہانیہ کے الفاظ جہاں حلق میں اٹکے وہیں سانس بھی رکی۔

"تمہیں میری جگہ شادی کرنی ہے۔ لڑکا بہت امیر ہے۔ پیسے والا ہے۔ تمہیں خوش رکھے گا۔اور تمھاری اماں کی بھی زندگی بہتر ہو جائے گی۔ تمہیں بس میری جگہ شادی کرنی ہے۔" مہک نے اسکے سامنے خواب سجاتے ہوئے کہا تو ہانیہ سوچ میں پڑ گئی۔

"مجھے یہ سب نہیں چاہیے۔ مجھے بس اماں کی صحت چاہیے۔" ہانیہ نے مہک کی بتائی تمام باتوں کی نفی کی تھی۔

غربت کی زندگی گزارنے کے باوجود بھی اسے پیسوں یا آسائشوں کی لالچ نہیں تھی۔

"میں ہمیشہ کہ لیے شادی کرنے کو نہیں کہہ رہی۔ بس کچھ عرصہ کے لیے میری جگہ لینی ہے۔اسکے بعد تمہیں اس شادی سے آزاد ہو جاوگی" مہک نے اسے مزید بتایا تو ہانیہ سوچ میں پڑی۔

"اگر تمھاری ناہے تو میں جارہی ہوں۔ پھر کوئی تمھاری اماں کا علاج نہیں کروائے گا۔" وہ اسکی دکھتی رگ پر پیر رکھتی وہاں سے جانے لگی جب ہانیہ نے مجبور ہو کر اسے آواز دی۔

"روکو۔ کیا یہ کرنا آسان ہو گا۔ کیا کسی کو سچ معلوم نہیں ہو گا۔" ہانیہ نے ممکنہ خدشات کا زکر کیا۔

"بالکل نہیں۔ جیسے جیسے میں کہوں گی۔ ویسے کرو گی تو کسی کو شک نہیں ہو گا۔" وہ ہانیہ کے پاس آئی اور اسکا چہرا اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص بااعتماد انداز میں بولی۔

"ہاں مگر تمہیں اپنا ایٹیٹیوڈ بدلنا ہو گا۔ تمہیں مہک اعجاز کی طرح کانفیڈنٹ ہونا ہو گا۔" وہ ہانیہ کے سہمے اور سیدھے سے انداز کے معتلق بولی تھی۔

"کیا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔" ہانیہ نے ایک بار اور کہا۔

چاہے مجبوراہی سہی چاہے کچھ وقت کے لیے ہی سہی مگر وہ دھوکے کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں جوڑنا چاہتی تھی۔

"کوئی اور راستہ باہر کا ہے۔جہاں سے میں اس وقت چلی جاوں گی۔" مہک نے پھر سے اسے ڈار وادیا تو ہانیہ نے تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"مجھے منظور ہے۔" وہ مہک کی پیش کش قبول تو کر چکی تھی مگر دل مسلسل اس رضامندی سے انکاری تھا۔

"مجھے پتا تھا تم یہی بولوں گی۔اگلے ہفتے تیار رہنا۔ تمہیں لینے ایک لڑکا آئے گا۔اسکے ساتھ آجانا۔۔۔۔اور ہاں تمہیں تمھارا دلہا پسند آئے گا۔" مہک نے ہانیہ کے فیصلے پر اسے سراہا پھر ہدایت کرتی ہوئی وہاں سے قدم کاونٹر کی طرف بڑھادیے تاکہ ہسپتال کا بل ادا کر سکے۔

ہانیہ کچھ دیر تذبذب کے ساتھ کھڑی رہی۔

دل دماغ میں بہت کچھ چلنے لگا تھا۔

اسنے غلط فیصلہ کر لیا تھا دماغ کہتا تھا

مگر دل کہتا تھا کہ اماں کی زندگی کے لیے ایک سودا کیا تھا بڑائی کیا تھی

کچھ ہی عرصے کی بات تھی۔

ہانیہ نے اس روز مہک کے ساتھ اس عورت کے لیے ایک سودا کیا تھا جس کا اسکے ساتھ کوئی رشتہ ہی نہیں تھا۔

مگر اسے علم نا تھا۔

****

نفیسہ ایک ہسپتال میں نرس تھی۔

اسکا تعلق ایک گینگ سے تھا جو ہسپتال سے نوزائیدہ بچے اٹھا لیتے تھے اور پھر انہیں ان خاندانوں کو بھاری رقم میں بیچتے تھے جو کہ صاحب اولاد نہیں ہوتے تھے۔

قانونی طور پر بچہ گود لینے کا مراحل مشکل ہوتا تھا تو کئی لوگ ایسا بھی کر لیتے تھے۔

اس دن بھی نفیسہ اس طاق میں تھی کہ کسی بچے کو اٹھا سکے۔

اسے جو نہی موقع ملا وہ ایک بچی کو اٹھا کر ہسپتال سے نکل گئی۔

وہ بچی جس کی جڑواں بہن تو ماں کی آغوش میں تھی مگر وہ نفیسہ کی چادر میں لپٹی تھی۔

نفیسہ بچی کو گھر لے آئی تو اسکی معصوم اور پیاری سی صورت دیکھ کر اسکا دل بدل گیا۔

نفیسہ نے وہ بچی آگے دینے کا فیصلہ ترک کر دیا۔ نفیسہ نے اس بچی کو پالنے کا فیصلہ کیا اور اسکا نام ہانیہ رکھا۔

ہانیہ نے نفیسہ کے گھر میں ہی ہوش سنبھالا۔

وہ ہانیہ کے سامنے ہی ہسپتال سے بچے لاتی۔

کچھ دن اپنے پاس رکھتی۔

جب سودا ہو جاتا تو پیسہ لیکر بچہ دے دیتی۔

ہانیہ سوال کرتی تو کہتی کہ یہ بچے بیمار ہیں۔ وہ انہیں یہاں علاج کے لیے لاتی ہے کیونکہ ان بچوں کے ماں باپ کے پاس ہسپتال میں دینے کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔

ہانیہ اپنی اماں کے اس جھوٹ پر متفق ہو جاتی اور نفیسہ کے لیے اسکے دل میں ایک اچھا مقام بھی پیدا ہو جاتا۔

ہانیہ تیرا سال کی تھی جب نفیسہ کا ہسپتال سے نکلتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا جس کے نتیجے میں نفیسہ کی آنکھیں ضایع ہو گئیں۔

نفیسہ کا ہسپتال سے مفت علاج تو ہو گیا مگر آگے کا دانہ پانی تو ہانیہ کو ہی کرنا تھا۔

وہ جس محلے میں رہتے تھے وہاں سب لوگ زیریں متوسط طبقے سے تھے۔

وہاں کی عورتیں امیر گھروں میں کام کرتی تھیں اور مرد مزدوری کرتے تھے۔

ہانیہ نے بھی ملازمہ کی نوکری کرنے کا فیصلہ کیا اور کام بھی شروع کر دیا۔

اسکی محلے میں ایک سہیلی تھی نجمہ۔ جب ہانیہ کام پر جاتی وہ اماں کے پاس نجمہ کو چھوڑ جاتی۔

وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ وہ اٹھارا سال کی ہو گئی۔ اسکی مالکن کے بیٹے کی اس پر نظر رہنے لگی۔ ہانیہ خوبصورتی کی ایک مثال تھی۔ جوانی میں قدم رکھتے ہی وہ اپنی سادہ اور پرکشش خوبصورتی کے ساتھ کسی بھی مرد کا دل موہ سکتی تھی۔

امیر زادے نے ایک روز اس پر ہاتھ ڈالنے کی بھی کوشش کر ڈالی تھی۔

وہ بچنے میں کامیاب ہو گئی مگر مالکن نے اس پر ہی الزام لگا کر کام سے نکال دیا۔

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہانیہ کو اس بات کی شدت سے سمجھ آنے لگی تھی کہ زندگی اتنی آسان نہیں تھی۔

****

مہک نے ہسپتال سے نکلتے ہی اپنی اور ہانیہ کی اتفاقی ملاقات کے بارے میں عمیر کو بتایا تھا۔

عمیر بھی اس اتفاق پر حیران ہوا تھا مگر خوش بھی تھا کہ ایک طرح سے اچھا ہی ہوا تھا۔

اگلے ہفتے اسنے عمیر کو کہہ کر ہانیہ کو پارلر بلوالیا تھا جہاں وہ نکاح کے لیے تیار ہونے آئی تھی۔

سدرہ اسکے ساتھ نہیں آئی تھی اسی بات کا اسنے فائدہ اٹھایا تھا۔

ہانیہ اور مہک کی صورتیں تو ایک جیسی تھیں مگر دونوں کے حلیوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

مہک جہاں برانڈڈ کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھی وہیں ہانیہ کا سیاہ برقعے کے نیچے پہنا ہوا لباس عام اور سادہ سا تھا مگر وہ اسکا جسم ڈھانپنے کا کام باخوبی کر رہا تھا۔

پارلر والی نے ہانیہ کو پہلے مہک کے جیسا حلیے میں ڈھالا۔یعنی اسکے جیسے بال اور سٹائلنگ وغیرہ۔

مہک نے اسکا بغور جائزہ لیا۔

"ہاں۔شادی کے بعد تم اپنا حلیہ ایسے ہی رکھو گی۔" مہک نے تاکید کرتے ہوئے چیئر کے آگے رکھا لائنر اٹھایا تھا۔

ہانیہ بے چینی سے اپنے نئے حلیے کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اب بھی خوفزدہ تھی مگر اب دیر ہو چکی تھی۔

"بس ایک چیز کا فرق ہے جو تمہیں مجھ سے الگ کرتا ہے۔" مہک نے لائنر کو کھولتے ہوئے کہا پھر رک گئی۔

"نہیں رو کو پہلے تمھاری ایک تصویر لے لوں۔ جسے دیکھ کر تمہیں یاد رہے کہ تم میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔"

مہک نے ہانیہ کو مسکرانے کا کہا اور اسکی ایک تصویر لے لی۔ یہ وہی تصویر تھی جو مہک نے عمیر سے کہہ کر پرنٹ کروالی تھی جو ہانیہ کے پاس اپنی پرانی صورت دیکھنے کے لیے موجود ہوتی تھی اور جسے دیکھ کر وجاہت نے ہانیہ کو تلاش کرنے کی ٹھانی تھی۔

"اور اب تم مکمل طور پر مجھ جیسی دکھنے والی ہو۔" مہک نے کہتے ہوئے اسکے گال پر لائنر سے ایک نشان بنا دیا۔

"میرے گال پر تل ہے اس بات کو یاد رکھنا۔" مہک نے زور دے کر بولا تو ہانیہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

اسکے بعد پارلر والی ہانیہ کو دلہن کے روپ میں تیار کرنے لگی۔

مہک قریب کھڑی اسے تیار ہوتا دیکھنے لگی۔

ہانیہ کا بس ڈوبٹہ سیٹ کرنے والا تھا جب سدرہ کی کال آئی کہ صباحت بیگم کا ڈرائیور اسے لینے آ رہا ہے۔

مہک نے کال بند کر کے ہانیہ کی طرف دیکھا۔

"پچھلے ایک ہفتے میں تمہیں جو بھی بتایا ہے وہی کرنا۔ اگر تمھارے شوہر کو شک ہو تو کہنا کہ تم اداکاری کر رہی ہو۔ کچھ سمجھ نا آئے تو اس موبائل سے اس نمبر پر کال کر کے پوچھ لینا۔ (اپنا فون اسے دیتے ہوئے نمبر پر اشارہ کیا) اور سب سے ضروری بات اپنے شوہر سے یہ پوچھنا کہ وہ تمہیں لندن کب لیکر جائے گا۔ (عمیر نے اسے کہا تھا کہ انکل کا ابھی لندن سے آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اگر اسے آڈیشن دینا ہے تو خود ہی وہاں جانا ہو گا۔ وہ جانتی تھی کہ اعجاز

صاحب اسے اکیلا نہیں جانے دیں گے مگر اس طرح وہ جا سکے گی)اب تمہیں ڈرائیور لینے آئے گا۔اسکے ساتھ چلی جانا۔"مہک نے آخری ہدایت کی اور ہانیہ کو وہیں چھوڑ کر خود نکل گئی تاکہ ڈرائیور کی نظروں میں نا آسکے۔

ہانیہ مکمل دلہن بنی بیٹھی تھی۔

وہ آئینے میں اپنے سراپے کو دیکھتے معاوف زہن کے ساتھ کھڑی تھی۔

جانتی تھی کہ غلط کر رہی ہے مگر پھر بھی کر رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے ڈرائیور لینے آگیا۔

وہ حال میں پہنچی۔

گھونگھٹ ہونے کے باعث چہرے کے خوفزدہ تاثر چھپے ہوئے تھے۔

مولوی صاحب نکاح پڑھا رہے تھے۔

وہ کسی کے نکاح میں جا رہی تھی مگر کس کے نہیں جانتی تھی۔

حال سے سب لوگ گھر آگئے تھے۔

وہ اپنے کمرے میں تھی۔

اسکا شوہر نہیں آیا تھا۔

وہ پہلی بار ایک پر آسائش کمرہ دیکھ رہی تھی۔

کوئی اور وقت ہوتا تو شائد ایک ایک چیز چھو کر دیکھتی۔

مگر اس وقت بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے بے چینی اور گھبراہٹ سے انگلیاں مسل رہی تھی۔

اسکا شوہر کمرے میں آیا۔

حال میں وہ نیچی نگاہوں کے باعث دیکھ نہیں سکی تھی۔

اط دیکھا تو ایک لحظے کے لیے ٹھہر گئی تھی۔

اسکے سامنے کھڑا مرد خوصبورت اور وجیہہ تھا۔

کیا ایسے بھی اتفاق ہوتے ہیں۔ ہانیہ نے دل میں سوچا تھا۔

وجاہت کو دیکھتے اسکے زہن میں ایک پرانا خیال لہرایا تھا۔ جبکہ وجاہت اسے مہک سمجھ کر اس سے باتیں کرنے لگ گیا تھا۔

اہاں اسکے بدلے ہوئے برتاؤ سے کچھ حیران تھا مگر زیادہ دیھان نہیں دیا کیونکہ مہک اعجاز کو تو ہمیشہ سے ہی اداکاری کرنے کا شوق تھا۔

****

حال۔۔۔

پولیس اسٹیشن کا تفتیشی کمرا۔

کرسی پر بیٹھا عمیر ماضی میں ہوئی مہک اور ہانیہ کی ادلا بدلی کے متعلق سب کچھ بتا رہا تھا۔انسپیکٹر ہارون مخالف سمت کرسی پر بیٹھا سب کچھ بغور سن رہا تھا جب کہ شیشے کی دیوار کے آگے کھڑا وجاہت اسکی باتیں ساکت کھڑا سن رہا تھا۔ وہ اس وقت بہت سے جزبوں کی زد میں تھا۔

زندگی عجیب انکشاف کرتی چلی جا رہی تھی جو کہ وجاہت سکندر کے دل پر مسسل وار کر رہی تھی۔

وجاہت کو اپنے سینے میں چھبن اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی مگر وہ خود پر ضبط کر کے کھڑا رہا۔

"تو اتنے عرصے مہک کہاں رہی۔؟ہارون نے سوال کیا۔

"وہ اپنی ایک دوست کے ساتھ رہتی تھی۔ کبھی کبھار میرے اپارٹمنٹ میں بھی رہ لیتی۔ایک بار رات بھی گزاری تھی اور تب۔۔۔"عمیر نے جواب دیتے ہوئے معنی خیزی سے بات ادھوری چھوڑی تو وجاہت کے اندر آگ سی سلگی تھی۔

(مہک ایک شام عمیر کے ساتھ ہی تھی جب عمیر کے اوپر شیطان طاری ہونے لگا۔اسنے مہک کو جوس میں نیند کی گولیاں دے کر بے ہوش کیا پھر اسکی اپنے ساتھ نیم برہنہ حالت میں ایسے تصاویر لیں کہ اسکا چہرا واضح نا ہو۔۔ عمیر نے وہ تصاویر مہک کو بلیک میل کرنے کے لیے لے لی تھیں۔)

"وہ تمھارے پاس واپس آئی تھی۔اسنے ایک نوٹ چھوڑا تھا کہ تمھارے پاس جا رہی ہے۔کیا کیا تھا تم نے اسکے ساتھ۔"ہارون کے اگلے سوال سے پہلے ہی وجاہت نے آگے بڑھ کر اس سے سوال کیا۔

"اب تک تو کچھ نہیں کیا مگر اب سامنے آئی تو ضرور کروں گا۔" عمیر نے وجاہت کو دیکھتے سلگاتے ہوئے انداز میں کہا تو وجاہت نے اسکا گریبان پکڑا۔

"اس لڑکی نے مجھ سے بے وفائی کی تھی۔ اسنے کہا کہ میرے پاس آئے گی مگر وہ نہیں آئی۔ وہ میرے پاس نہیں آئی ۔" عمیر دانت پیس کر زور دے کر کہتا دو بار اپنی بات دہراتے ہوئے بولا تو وجاہت اسکا گریبان چھوڑ کر پیچھے ہوا۔

اب ایک اور سوال سامنے تھا

وجاہت تو یہی سمجھتا رہا تھا کہ مہک شمس کی سالگرہ والے دن اسے چھوڑ کر عمیر کے پاس گئی تھی مگر عمیر تو الگ ہی کہانی سنا رہا تھا۔

مہک اگر عمیر کے پاس نہیں گئی تھی تو پھر کہاں گئی تھی اور اس دن آخر اسکے ساتھ ہوا کیا تھا۔

"ہم اسکے موبائل نمبر سے لوکیشن پتا کر لیں گے۔ وہ اس دن کہاں گئی تھی معلوم ہو جائے گا" ہارون نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

وجاہت بنا کچھ بولے وہاں سے نکل آیا۔

اسکے سینے میں تکلیف بڑھنے لگی تھی۔

وہ کھلی ہوا میں نکل آیا تا کہ سانس لے سکے۔

ذہن میں عمیر کی بتائی ہوئی باتیں گردش کر رہی تھیں۔

یہاں تک کہ ایک نقطے پر اسکی سوچ ٹھہری۔

انجانے میں ہی سہی

غلط فہمی میں ہی سہی

اسنے مہک کے نام پر ہانیہ سے نکاح کیا تھا۔

وہ ان معملات کے متعلق زیادہ تو نہیں جانتا تھا مگر اتنا احساس ضرور تھا کہ یقیناً ایک سنگین غلطی کی تھی۔

وجاہت سکندر نے پچھلے کچھ سالوں میں مہک اعجاز کے لیے ہر جزبہ محسوس کیا تھا۔

ناپسندیگی کا

پسند کا

چاہت کا

محبت کا

غصے کا

نارضگی کا

حیرت کا

حقارت کا

ہمدردی کا

مگر آج اسے مہک اعجاز کے لیے صرف نفرت کے سوا کچھ محسوس نا ہو رہا تھا جو اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی اس قدر لگن میں تھی کہ صحیح غلط کی تمیز بھلا کر انجانے میں گناہ کروانے کی مرتکب ہو چکی تھی۔

لیکن پھر دل نے اس بات کی تسلی دی کہ دوسری مرتبہ ہی سہی اسنے ہانیہ سے اسکے اصل نام کے ساتھ ہی نکاح کیا تھا

۔

وجاہت وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور اپنا سینہ تھاما۔

مگر پھر شمس کا خیال آنے پر وہ تیزی سے اٹھ کر عالمگیر ہاوس کی طرف قدم بڑھا گیا۔

چاہے جیسے بھی تھی جس بھی طرح تھی ہانیہ ہی وجاہت کی بیوی تھی۔

سابقہ بھی اور موجودہ بھی۔

چاہے ناجائز طریقے سے ہو یا جائز طریقے سے۔

****

ماضی۔۔۔

عالمگیر ہاوس میں ہانیہ کے مہک کے روپ میں ابتدائی دن اچھے گزرے تھے۔

وہ مہک کی ہدایات کے مطابق گھر کے سبھی افراد کے ساتھ پیش آ رہی تھی۔

اور اسکے اس اچھے رویے کی وجہ سے وہ مہک کے روپ میں وجاہت کے دل میں بھی جگہ کرنے لگی تھی۔

اسے جب بھی موقع ملتا وہ وجاہت سے لندن جانے کے بارے میں سوال کرتی تھی۔

دن گزرتے جا رہے تھے اور وجاہت کا لندن جانے کے متعلق ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا۔

ایک روز ریسٹورنٹ سے گھر واپس آتے ہوئے اسکے موبائل پر بار بار عمیر کی کال آنے لگی تو اس نے وجاہت کے ڈر کے باعث جان بوجھ کر موبائل گرا کر توڑ دیا تھا

جبکہ عمیر کا مقصد پہلے سے ہی وجاہت کو اسکی طرف سے باغی کر دینا تھا تاکہ اس کا راستہ صاف ہو سکے۔

دن گزرتے جا رہے تھے جب ایک دن اسے اپنے امید سے ہونے کے متعلق معلوم ہوا

وہ خوش تھی مگر اس سے زیادہ خوفزدہ بھی۔

جب کبھی مہک کو کہتی کہ مزید اس جھوٹ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی تو وہ اسے ڈرا دھمکا دیتی کہ اگر حقیقت سامنے آئی تو سب سے پہلے وہ ہی دھوکے بازی کے جرم میں پھنسے گی۔

بعض اوقات اس سے سدرہ ملنے آتی تو اسی ڈر میں رہتی کہ کہیں وہ پہچان نا لیں کہ وہ انکی بیٹی مہک نہیں ہے حالانکہ تھی تو وہ بھی سدرہ کی ہی بیٹی۔

وہ اماں (نفیسہ) کے لیے بھی فکرمند تھی۔ مہک نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اماں کا علاج کروائے گی لیکن چند ہی دنوں بعد وہ اور عمیر اس سے اماں کے علاج کے بہانے پیسے بٹورنے لگ گئے تھے۔

وہ اسے بتاتے کہ اماں کی طبیعت بہت نازک ہے آپریشن کرنا ہوگا یہاں تک کہ ایک روز اسنے صباحت بیگم کے لاکر میں سے گاوں والی زمین کے پیپرز نکال کر عمیر کے حوالے کر دیے تھے۔اسی ملاقات کے دوران عمیر نے اسے موبائل پر اماں کی ویڈیو بھی دکھادی تاکہ انکا حال جان سکے۔

وجاہت کا کریڈٹ کارڈ حاصل کر لینے کے بعد اس کا بے دریغ استعمال کرنے کی وجہ سے وہ صباحت بیگم کی نظروں میں ناپسندیدہ ہونے لگی تھی۔وہ اکثر دروزے کی اوٹ سے مہک کے نام پر اپنے لیے صباحت بیگم کی ناراضی سنتی تھی تو بہت پریشان ہو جاتی تھی مگر وہ سچ بھی نہیں بتاسکتی تھی کیونکہ اسے اماں کے حوالے سے دھمکی دی ہوئی تھی۔

پھر اس کے بعد کاروباری مسائل پیدا ہونے لگ گئے۔وجاہت کو اس مقصد کے لیے لندن جانا پڑا۔

وہ جانے سے پہلے ایک دن اسکے ساتھ گزار کر جارہا تھا اور ہانیہ کے لیے وہ الوداعی لمحہ بہت اذیت ناک تھا۔

مگر کیوں۔کیا وہ بھی وجاہت سے محبت کرنے لگی تھی۔

محبت تو خیر ہوئی تھی مگر کسی اور وقت کسی اور جگہ کسی اور کیفیت میں۔

وجاہت لندن جا چکا تھا اور مصروفیت کے باعث ہانیہ سے بہت کم بات چیت ہو رہی تھی۔

صباحت بیگم اس سے ناراضی کے باوجود بھی اسکا بہت خیال رکھ رہی تھیں۔

ہانیہ جانتی تھی کہ ایک دن اسے یہاں سے چلے جانا ہے۔

وہ اس گھر کے افراد کو بہت یاد کرے گی۔

بلآخر وہ دن بھی آگیا جب وہ ماں بن چکی تھی۔

وہ اس وقت نیم بے ہوش حالت میں تھی۔ کمرے میں نفوس کی موجودگی کا علم تو تھا ہی مگر کچھ کہنے کی سکت نا تھی۔

اس نے نیم بے ہوشی میں ہی اپنے ساتھ لگے بچے کا لمس محسوس کیا تھا۔

وہ اس وقت شمس کی دل کی بیماری کے متعلق بھی بالکل انجان تھی۔

ہانیہ کی حالت میں ایک دو دن بعد جب کچھ سدھار آیا تو اسنے شدت سے وجاہت کی کمی محسوس کی تھی۔

وہ اسے اس وقت اپنے پاس چاہتی تھی مگر وہ اس سے سرحد پار دور تھا۔

ہانیہ اس وقت اس بات سے انجان تھی کہ وجاہت ڈیوڈ کے خلاف کاروباری کیس ہار چکا تھا۔

اس نے مہک سے بھی یہی کہا تھا کہ وجاہت وہاں سب سنبھال لے گا۔

مہک اور عمیر نے اب اگلے منصوبے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔

یعنی مہک اپنی جگہ گھر میں واپس لے لے۔

چونکہ اسکی نظر میں کاروباری مسائل بھی حل ہو گیا تھا اور اب وہ فلائٹ میں بھی سفر کر سکتی تھی تو وہ اپنے ہیروئین بننے کے خواب کو مکمل کر سکتی تھی۔

مہک نے ہانیہ کو کال کر کے ایک جگہ بلایا اور پھر خود اسکی جگہ گھر آ گئی اور ہانیہ کو عمیر کے ساتھ اس اولڈ ہاوس بھیج دیا جہاں اماں کو رکھا ہوا تھا تا کہ ان سے مل سکے۔

مہک اپنی جگہ گھر واپس آ چکی تھی۔

اب وہ بس وجاہت کے واپس آنے کے انتظار میں تھی۔

لیکن حالات اسکی سوچ کے مطابق نہیں چلے تھے۔

صباحت بیگم اور ادینہ کی باتوں سے وہ جان چکی تھی کہ وجاہت کیس ہار چکا ہے اور وہ لندن سے سب کچھ ختم کر کے پاکستان آرہا ہے۔مزید یہ کہ مالی حالات بھی قدرے پست ہو چکے ہیں جس کے باعث فلحال تو لندن جانا ممکن نہیں تھا۔

مہک کو جب صورت حال معلوم ہوئی تو وہ تلملا اٹھی تھی۔

اسے اب سے زیادہ غصہ وجاہت پر آیا تھا کیونکہ اسکی وجہ سے وہ اسکا سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا تھا۔

وجاہت پاکستان واپس آچکا تھا۔

مہک نے اس سے غیر متوقع طور پر بہت برا سلوک کیا تھا۔

وہ شمس کے حوالے سے بھی اپنی غیر زمہ دارانہ رویے کا اظہار کر چکی تھی۔

یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان بحث ہوئی اور مہک عالمگیر ہاوس چھوڑ کر واپس اپنے گھر آگئی۔

مہک کے پاس اب وہاں رہنے کا جواز بھی نہیں تھا۔

ایک تو وہ وجاہت کے نکاح میں بھی نہیں تھی اور دوسرا وہ اس گھر میں مزید نہیں رہ سکتی تھی۔

****

وہ ایک شاپنگ مال تھا جہاں مہک اس روز آئی ہوئی تھی۔

واپس اپنے گھر آنے کے بعد آج وہ ایک ہفتے بعد گھر سے نکلی تھی۔

ایک ہفتہ تو گھر میں سدرہ اعجاز صاحب اور اسکے درمیان بحث ہی ہوتی رہی تھی کہ لڑائی کی وجہ کیا تھی یا اسے لڑائی ختم کر کے واپس اپنے سسرال چلے جانا چاہیے۔

جس کے جواب میں مہک نے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ پھر کبھی واپس نہیں جائے گی۔

وہ شاپنگ مال کے اندر قدم آگے بڑھاتی جا رہی تھی جب کسی کے قدم عقب سے اسکے قریب آئے۔

مہک تیزی سے پلٹی تو پیچھے عمیر کھڑا اسے تندہی سے دیکھ رہا تھا۔

"ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" مہک کہتے ہوئے کیفے ٹیریا کی طرف چل پڑی۔

"بیٹھ کر بات کرنے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں اب۔ تمھارے کزن نے ساری پلین پر پانی پھیر دیا۔" عمیر اسکے پیچھے آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے دبے دبے سے غصے سے بولا تھا۔

"مجھے بھی اگر پتا ہوتا کہ یہ سیچویشن ہو گئی تو کبھی بھی۔۔" مہک نے مفاہمتی انداز میں کہنا شروع کیا تو عمیر نے اسکی بات کاٹ دی۔

"مجھے کوئی اگر مگر نہیں سننا مہک۔ مجھے ہر حالت میں لندن جانا ہے اور اسکے لیے میں کسی بھی حال میں رقم حاصل کر کے رہوں گا۔" وہ انگلی اٹھا کر اسکی طرف کرتے تنبیہ انداز میں بولا تھا۔

اسکے لہجے اور رویے کی وجہ سے مہک اسے کچھ دیر دنگ ہو کر دیکھتی رہی تھی۔

"تم مجھ سے کیس بات کر رہے ہو عمیر۔۔" مہک نے بے یقینی سے کہا۔

"جس طرح تم ڈیزروو کرتی ہو۔"

وہ کرسی کھینچ کر اٹھا اور جاتے ہوئے ایک مرتبہ پھر سے اسکی طرف پلٹا۔

"تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے میرے پاس۔اسکے لیے ویٹ کرنا" وہ مہک کی طرف زرا سا جھکا اور شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے پلٹ گیا جبکہ مہک کلس کر رہ گئی تھی۔

یہ پہلی بار تھا جب اسے احساس ہوا کہ اسنے غلط کیا ہے تو اسکے ساتھ بھی غلط ہو رہا تھا مگر یہ تو شروعات تھی۔

****

دو ماہ بعد۔۔۔۔

ہانیہ نے اماں کو اولڈ ہوم میں ہی رہنے دیا تھا کیونکہ وہاں انکی اچھی دیکھ بھال ہو رہی تھی۔

وہ خود اپنے نچلے طبقے والے محلے کے گھر میں آ کر رہنے لگی تھی۔

وجاہت کو اسنے آخری بار لندن جانے سے پہلے دیکھا تھا اور شمس کو مہک کے ساتھ اپنی جگہ تبدیل کرنے والے دن آخری بار۔

اور ہانیہ کے لیے ان دونوں کی یاد دن بادن جان لیوا ہوتی جارہی تھی۔

وہ ماں تھی اور اپنے بچے کے لیے تڑپ رہی تھی۔

ہانیہ کے صبر کی انتہا ہو گئی تو اسنے عالمگیر ہاوس جا کر اپنے بچے سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ اپنا بوسیدہ عبایہ پہن کر نکل پڑی تھی۔

وہ عالمگیر ہاوس کے سامنے کشادہ سڑک کے پاس تک پہنچی تھی۔

چند ثانیے رکی

سوچنے لگی کہ اندر جا کر کیا کہے گی۔

کیسے اپنی بات کا یقین دلائے گی۔

مگر ان سب باتوں کے اوپر اپنے بیٹے سے ملنے کی لگن حاوی تھی اور یہی سوچ کر وہ آگے بڑھنے لگی مگر کسی نے اسکا بازو کھینچ کر اوٹ میں لے لیا۔

ہانیہ یک دم بھوکلا سی گئی مگر اپنے سامنے عمیر کو دیکھ کر قدرے سنبھل گئی۔

"کیا کرنے جارہی تھی تم۔۔۔" عمیر نے دانت پیس کر کہا۔

"مجھے اپنے بیٹے سے ملنا ہے" ہانیہ نے نقاب کے پیچھے سے اپنی نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ کہا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہیں ملنے دیں گے" وہ سر جھٹک کر استہزائیہ بولا تھا۔

ہانیہ چند لمحے کشمکش سے خاموش رہی تھی۔

"وہ سب جان چکے ہیں تمھاری اصلیت۔اس وقت وہ تم پر بہت غصہ ہیں۔اگراندر گئی تو دیکھتے ہی پولیس کے حوالے کردیں گے۔پھر کبھی بھی اپنے بیٹے کی شکل نہیں دیکھ پاؤ گی۔"عمیر نے اسے جزباتی طور پر خودزدہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہانیہ اندر چلی جائے اور ساری حقیقت سامنے آجائے۔

"مگر مجھے اپنے بیٹے سے ملنا ہے۔اسے دیکھنا ہے پھر چاہے اسکے لیے جیل کیوں نا چلی جاوں"ہانیہ تڑپ کر بولی تھی۔

"میں تمہیں اس سے ملوادوں گا۔مگر ابھی صبر کرو۔زیادہ جزباتی ناہو۔۔"عمیر نے لہجے پر زور دیتے ہوئے کہا باز رہنے کا کہا اور پلٹ گیا جبکہ ہانیہ واپس عالمگیر ہاوس کی طرف دیکھتے ہوئے دل مسوس کر رہ گئی تھی۔

مگر اس وقت خود پر جبر کر لیا تھا۔

اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے اسے مزید انتظار کرنا تھا۔

وہ کافی دیر تک عالمگیر ہاوس کی طرف دیکھتی رہی جبکہ وہ اس بات سے بھی لاعلم تھی کہ اسکا بیٹا اس گھر میں تھا ہی نہیں کیونکہ وجاہت اسے لیکر لکڑی والے گھر میں منتقل ہو چکا تھا۔

****

مہک اس وقت ٹیرس پر کھڑی تھی۔

اس نے اپنا ٹک ٹاک اکاونٹ واپس ایکٹیو کر لیا تھا۔

وہ موبائل سامنے رکھے اپنی ویڈیو بنا رہی تھی۔

اس کا خیال تھا کہ ضرور اسکی ویڈیو دیکھ کر کوئی نا کوئی فلم انڈسٹری سے منسلک آدمی اس سے رابطہ کرے گا۔

وہ اپنے کام میں مصروف تھی جب اسکے موبائل پر عمیر کا میسج آیا۔

"آپارٹمنٹ میں ملو مجھ سے۔"

مہک نے لب کاٹتے ہوئے وہ میسج پڑھا تھا۔

شاپنگ مال والی ملاقات کے بعد اسکی عمیر سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

مہک نے سوچا کہ عمیر اپنے رویے کے لیے اس سے معافی مانگنا چاہتا ہو گا تبھی ملنے کے لیے بلا رہا ہے۔

مہک نے او کے کا میسج لکھا اور بھیج دیا۔

****

مہک عمیر کے آپارٹمنٹ کے دروازے پر کھڑی تھی۔

اسنے بیل دی تھی مگر دروازہ نہیں کھلا تھا۔

وہ کوفت کا شکار ہو کر پلٹنے لگی تھی جب دروازہ کھلا اور سامنے حیدر کھڑا نظر آیا۔

"عمیر ابھی یہاں نہیں ہے۔تم جاو۔" حیدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسے چلے جانے کا کہا تھا۔

"میں عمیر سے مل کر ہی جاوں گی۔" مہک نے اسے ایک طرف کیا اور اندر بڑھ گئی۔

وہ سیدھا آکر کاوچ پر بیٹھ گئی اور عمیر کا انتظار کرنے لگی۔

"مہک یہاں سے چلی جاو۔" حیدر دروازہ بند کر کے واپس آیا اور اسے ایک مرتبہ پھر تنبیہ کی۔

مہک نے اسکی طرف بیزاریت سے دیکھ کر سر جھٹک دیا۔

حیدر نے افسوس سے اپنا سر نفی میں ہلایا پھر ایک کمرے میں چلا گیا۔

مہک نے سامنے رکھی میز سے ریموٹ اٹھایا اور ایل ای ڈی آن کر لی۔۔

کچھ دیر گزری تھی جب عمیر واپس آپارٹمنٹ میں آگیا۔

مہک کو دیکھتے ہی اسکے چہرے پر مشکوک سی مسکراہٹ لہرائی۔

تبھی کمرے سے حیدر بھی نکل کر باہر آگیا۔

عمیر نے اسے اشارہ کیا تو وہ مہک کی طرف ایک نظر ڈال کر باہر چلا گیا۔

حیدر کے جاتے ہی عمیر مہک کی طرف متوجہ ہوا۔

مہک صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر ایک ادا کے ساتھ بیٹھی تھی۔

ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے وہ عمیر کی طرف اس امید پر دیکھ رہی تھی کہ عمیر اس سے کس طرح معافی مانگے گا۔

عمیر اسکے قریب آیا اور اسکے ہاتھ سے ریموٹ پکڑ لیا۔

مہک اسے تجسس سے دیکھتی رہی جبکہ عمیر ایل ای ڈی کی طرف مڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نے کہا تھا نا تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے۔" وہ دانت چبا کر بولتے ہوئے ایل ای ڈی پر ایک ویڈیو چلا چکا تھا۔

جونہی ویڈیو چلی مہک کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ بدک کر صوفے سے کھڑی ہوئی۔

ویڈیو میں وہ عمیر کے ساتھ بیڈ پر تھی۔ اسکی حالت نازیبا تھی اور ویڈیو میں چلنے والے منظر فحاشی کا منظر پیش کر رہے تھے۔

"یی۔۔یہ۔۔۔کیا ہے" وہ بے یقینی سے چلائے تھی۔

"کیا نظر نہیں آتا تمہیں۔" عمیر اسکی طرف مڑا اور طنزیہ کہا۔

"تم نے یہ ویڈیو کیوں بنائی ہے۔" مہک آگے بڑھی اور اسکا گریبان تھام کر بولی۔

وہ اب حیدر کی بات کا مطلب سمجھی تھی۔

"تا کہ تمہیں بلیک میل کر سکوں۔" عمیر نے اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے پیچھے جھٹکے ہوئے دانت پیس کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے" مہک نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈارلنگ میں تم سے محبت کرتا ہوں مگر محبت اپنی جگہ اور پیسہ اپنی جگہ۔" عمیر نے اسکا چہرا اپنے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا تو مہک نے اسکے ہاتھ درشتی سے جھٹک دیے۔

"میں نے کہا تھا کہ پیسے تو میں حاصل کر کے رہوں گا اور ڈارلنگ تم پیار کرتی ہو نا مجھ سے۔ کیا میرے لیے اتنا سا کام نہیں کر سکتی۔۔۔" عمیر نے اسے محبت کا واسطہ دیتے ہوئے مجبور کرنے کی کوشش کی تھی۔

"وہ تمھارے کزن کا کریڈٹ کارڈ تمھارے پاس ہی ہے نا۔۔ ہانیہ سے لے لیا تھا تم نے۔ اور تمھارے ڈیڈ کا اکاونٹ میں بھی اچھی خاصی رقم ہو گی۔ سنا ہے بہت کنجوس ہیں وہ۔ اچھا خاصہ جوڑ کر رکھا ہوا ہے۔ تم نے کرنا یہ ہے کہ اپنے ڈیڈ کو زرا سا سخی بناو اور انکے خزانے میں سے مجھ غریب پر کچھ رقم دان کر دو۔ ورنہ میں یہ ویڈیو تمھارے باپ کو باپ کر دوں گا۔

پھر زندگی بھر کی کمائی رقم ہی نہیں عزت بھی جائے گی۔" عمیر نے اسکی سامنے اپنی شرط رکھی تو مہک ایک لمحے کے لیے طلملا کر رہ گئی۔

اسکا دل کیا کہ اسی وقت عمیر کے سر میں کچھ دے مارے۔

"مجھے مارنے کے بارے میں نا سوچنا۔ اگر مجھے ایک کھروچ بھی آئی تو یہ ویڈیو حیدر تمھارے ڈیڈ کو سینڈ کر دے گا۔

" عمیر نے جیسے اسکا دماغ پڑھتے ہوئے تنبیہ کی تھی۔

"تم گھٹیا انسان" مہک کلس کر بولی تھی۔

"انتہائی گھٹیا۔" عمیر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک کر تعریف قبول کی تھی۔

"مگر میں تم سے سچ میں محبت کرتا ہوں۔۔ایک بار پیسہ اکھٹا ہو جائے پھر ہم دونوں لندن چلے گیں۔امید ہے اس وقت تک انکل اپنے کسی پروجیکٹ کے لیے تمہیں سائن کرلیں۔"عمیر نے پھر سے محبت کے نام کا ڈھونگ رچتے ہوئے اسے سبز باغ دکھائے تھے تاہم وہ سچ میں مہک کو پاسند کرنے لگا تھا۔

مہک اسکی طرف سرخ پڑتی آنکھوں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"ایسے نا مجھے تم دیکھو

سینے سے لگا لوں گا" وہ آنکھ دبا کر زو معنی انداز میں بولا تھا۔

مہک نے انگلی اٹھا کر اسے باز رہنے کی تنبیہ کی پھر مزید وہاں ایک بھی لمحہ رکے وہ وہاں سے چلی آئی۔

گھر تک کا راستہ وہ عجیب احساس کے ساتھ آئی تھی۔

اسکا بھروسہ توٹا تھا اور دل تھا کہ ٹکڑے ہو چکا تھا۔

وہ خاموشی سے گھر آئی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔

کافی دیر اس معاملے کے بارے میں سوچا اور اس سوچ نے اس بات کا سختی سے احساس کروایا کہ جب اسنے کسی کے ساتھ دھوکا کیا تھا تو وہ واپس لوٹ کر اسکے پاس بھی آنا ہی تھا۔

دنیا مکافات عمل ہے اور مہک اس چکی میں پسنا شروع ہو چکی تھی۔

چار نفوس

چار کردار

وجاہت سکندر۔ جسے اپنے بیٹے کے علاج کے لیے زمین آسمان ایک کرنا تھا۔

ہانیہ۔۔ جسے اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے کچھ بھی کرنا تھا پھر چاہے وہ جیل ہی کیوں نا جانا ہو۔

مہک۔۔۔ جو باپ کی نظر میں اپنی عزت بچانے کی خاطر عمیر کی مانگ پوری کرنے لگی تھی۔

اور عمیر۔۔۔ جسے پیسے اور مہک دونوں سے غرض تھی اور اسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

حال۔۔۔

وجاہت پولیس اسٹیشن سے عمیر کے انکشافات سن کر واپس عالمگیر ہاوس پہنچا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا آیا۔

شمس صباحت بیگم کے پاس انکے کمرے میں سویا ہوا تھا۔

وجاہت فلحال اس وقت تنہا رہنا چاہتا تھا۔

حقیقت جان لینا مشکل مرحلہ نہیں تھا۔ جاننے کے بعد سہنا مشکل مرحلہ تھا۔

وہ بیڈ سائڈ ٹیبل پر آیا اور وہاں رکھا فوٹو فریم اٹھا لیا۔

اسکی اور ہانیہ کے ولیمے کی تصویر۔

ہانیہ کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی جیسے مشرقی دلہنوں کے ہونٹوں پر سجی ہوتی ہے۔

وجاہت فریم لیکر بیڈ کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو۔۔۔" اسکے لہجے میں گلا ابھرا تھا۔

وہ پلکیں جھپکائے بنا ہانیہ کی تصویر دیکھے جا رہا تھا۔

"میرے دل میں اپنی جگہ بنا کر تم مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہو۔۔۔" اکی بار وہ لہجے کی شدت کے ساتھ دبا دبا سا چلایا تھا۔

"تمہیں ہمیشہ مہک سمجھ کر اپنی بیوی ہونے کا درجہ دیا اور تم تو۔۔۔" اسکے الفاظ شدت سے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے تھے۔

"تم دونوں بہنیں ایک جیسی ہو۔" آنکھوں میں شکوہ لیے اسنے رائے پیش کی تھی۔

پھر فوٹو فریم زمین پر الٹا رکھ دیا۔

"دونوں ہی نے اپنے مقصد کے لیے میرے جزباتوں سے کھیلا ہے۔ مہک نے اپنی بے جا خواہشوں کی وجہ سے اور تم نے مجبوری کی وجہ سے۔۔۔" وہ الٹے پڑے ہوئے فوٹو فریم کو ہی دیکھتا ہوا اس سے گویا ہوا تھا۔

"اور آج میرے دل کو تباہ کر دینے کے بعد تم دونوں میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں ہے۔" وہ ایک آہ بھرتے ہوئے بولا تھا۔

"مہک کو چھوڑو۔وہ تو نا میری بیوی تھی نا ہی شمس کی ماں مگر تم تو اسکی ماں تھی نا پھر کیوں اپنے بچے کو چھوڑ کر چلی گئی ۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے وہ کتنا یاد کرتا ہے تمہیں۔۔۔۔وہ اپنی توتلی زبان سے تمہیں کس طرح ہائیہ ہائیہ کہہ کر پکارتا ہے۔۔میں نہیں جان سکا مگر اس بچے کو معلوم تھا کہ اسکی ماں کا نام ہانیہ ہے مہک نہیں۔۔۔"وہ اب عام سے انداز میں تصویر سے محو گفتگو تھا۔

"تم نے سوچا کہ اپنی کڈنی بیچ کر شمس کی جان بچا لو گی اور یہ کافی ہو گا۔۔۔مگر اسے تمھاری ضرورت ہے اور۔۔۔۔"

وہ آنکھیں مونده کر بیڈ کے ساتھ سر ٹکا گیا تھا۔

زیر لب وہ سر گوشی میں کچھ بول رہا تھا۔

وجاہت سکندر اس وقت دوراہے پر کھڑا تھا۔

ایک طرف ہانیہ تھی جو اسکے دل میں کہیں نا کہیں مقام رکھتی تھی اور ایک طرف وہ سیاہ برقعے والی لڑکی جو اسکے تصورات میں اس قدر چھا چکی تھی کہ محبت ہونے کا گمان ہوتا تھا اور یہ گمان جان لیوہ ہو رہا تھا۔

وہ یونہی آنکھیں موندھے کس وقت نیند کی وادی میں چلا گیا اسے علم نا ہوا۔

"بابا۔۔"وجاہت کی آنکھ شمس کی آواز پر کھلی تھی۔

وہ اسکے پیٹ پر بیٹھا اپنے ہاتھ سے اسکا چہرے ٹٹولتے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وجاہت نے شمس کی طرف دیکھا تو آنکھوں کے آگے ڈھنڈلاہٹ نظر آئی۔

شاید کل رات شدت جزبات کے سبب آنکھوں میں اُمڈ آنے والی نمی پلکوں کی آڑ تلے قید ہو کر رہ گئی تھی۔

وجاہت نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کی پھر ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ شمس کو دیکھا۔

"بابا۔آو کھیلیں۔۔۔!"شمس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وجاہت اسکے ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پہلے ہم بریک فاسٹ کریں گے اور پھر ہم پارک چلیں گے۔"شمس کی انگلی پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کمرے سے باہر لاتے ہوئے وجاہت نے کہا۔

"پالک جائیں گے۔جھولیں لیں گے۔۔بون لیں گے۔۔۔آئیک کریم کھائیں گے"شمس مزے سے سر دائیں بائیں مارتا ہوا چہکتے ہوئے بولا تو وجاہت بے اختیار ہنس پڑا۔

ان تمام حالات میں اس وقت ایک شمس ہی تھا جس کی باتیں اور حرکتیں وجاہت کے لیے خوشی اور راحت کا سبب بنتی تھیں۔

ناشتے کی میز پر بھی شمس اپنی منصومانہ باتوں سے سب کے دل بہلائے رکھتا تھا۔

"وجاہت!بیٹا مجھے تم سے بات کرنی ہے"وہ شمس کو جیم لگے سلائس کے ٹکڑے کھلا رہا تھا جب سکندر صاحب نے اس سے کہا۔

"ضرور ڈیڈ۔۔۔کیوں نہیں۔۔مگر ابھی مجھے شمس کو پارک لیکر جانا ہے اور اسکا چیک اپ بھی کروانا ہے۔ہم شام کو بات کرلیں گے۔۔۔"وجاہت نے ٹشو پیپر سے شمس کا منہ صاف کرتے ہوئے سرعت سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"سکندر صاحب نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"مہک کیسی ہے اب؟ادینہ نے فکرمندی سے سوال کیا تھا۔

صباحت بیگم کی سدرہ سے بات ہوئی تھی اور سدرہ نے انہیں مہک کی حالت کے بارے میں بتادیا تھا۔

"میں اس سے نہیں ملا۔آپ خود جا کر پتا کر لیں۔۔"وہ شمس کو گود میں اٹھاتے ہوئے بے تاثر سے انداز میں کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ادینہ نے اسکی طرف افسوس سے دیکھا پھر صباحت بیگم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"وجاہت اب بھی مہک سے ناراض ہے۔۔"

"مہک نے جو کچھ کیا اسکے بعد یہ تو ہونا عام بات ہے۔۔"صباحت بیگم نے جوابی تبصرہ کیا۔

"وجاہت نے اسے ایک بار نہیں کتنی بار موقع دیا اور ہر بار اس نے وجاہت کے ساتھ غلط کیا۔

میں تو آج تک اس پل کو سوچتی ہوں جب میں نے وجاہت کی شادی مہک سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔"صباحت بیگم اپنے پچھتاوے کا ذکر کرتے ہوئے کبیدہ خاطر ہونے لگی تو ادینہ نے انکا ہاتھ تھاما۔

"ایسا مت کہیں۔وقت اور حالات ہمارے بس میں تھوڑی ہوتے ہیں۔۔ہم تو اچھا ہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہوتا وہی ہے جو قسمت کو منظور۔۔"ادینہ نے اچھی امید کی ڈھارس بندھائی

تو صباحت بیگم سر اثبات میں ہلا کر رہ گئیں۔

****

وجاہت شمس کو پہلے ہسپتال معائنے کے لیے لے آیا۔

اور پھر اسکے بعد وہ اسے لیکر پارک چلا آیا۔

اس دن موسم بھی پارک میں ٹہلنے اور کھیلنے کے حساب سے خوشگوار نوعیت کا تھا۔

وہاں شمس کی عمر کے دو تین بچے تھے۔ شمس انکے ساتھ کھیلنے لگ گیا جبکہ وجاہت بینچ پر بیٹھ گیا۔

شمس کھیلتے کھیلتے وقتاً فوقتاً وجاہت کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلاتا وہ مسکرا دیتا۔

وجاہت نے ارد گرد ایک سرسری سی نگاہ ڈالی مگر ایک کونے سے اسکی نگاہ پلٹ نا سکی۔

سیاہ برقعے میں لپٹی وہ لڑکی ایک بچی کو گود میں اٹھائے کھڑی تھی۔

وجاہت چند ثانیے اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک دیا۔

یہ کیسا آسیب تھا

یہ کیسا سحر تھا

کہ جس کے حصار میں وہ قید ہو کر رہ گیا تھا۔

وہ لڑکی جس کی اسنے شکل تک نا دیکھی تھی اس جیسی دکھتی ہر لڑکی میں وہ اسے دیکھنے لگ گیا تھا۔

"بابا آئیک کریم۔۔۔" شمس نے پاس آکر اسے پکارا تو وہ اپنی سوچوں کا تسلسل توڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ شمس کو آئس کریم دلوا کر ہٹا ہی تھا جب اسکے موبائل پر انسپیکٹر ہارون کی کال آنے لگی۔

"پولیس اسٹیشن آجاو۔ مہک کے بارے میں کچھ بات کرنی ہے" ہارون نے اسے آنے کا کہہ کر کال کاٹ دی تو وجاہت چند لمحے موبائل سکرین کو دیکھتا رہا پھر شمس کو لیکر پارک سے باہر نکل آیا۔

شمس واپس نا جانے کی ضد کرنے لگا تو وجاہت نے اسے بہلانے کے لیے ایک غبارہ خرید کر دے دیا۔

وجاہت نے شمس کو عالمگیر ہاوس چھوڑا اور خود پولیس اسٹینشن چلا آیا۔

"میں نے ایک سال پہلے مہک کا موبائل جہاں بند ہوا تھا اس جگہ کی لوکیشن معلوم کر لی ہے۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔

"وجاہت کے پولیس اسٹیشن پہنچتے ہی ہارون نے اسے اطلاع دی۔

پھر وہ دونوں ایک ساتھ پولیس اسٹیشن سے ہارون کی جیپ میں نکلے تھے۔

وہ مقررہ جگہ پر پہنچے تو وہ ایک مڈل کلاس رہائشہ علاقہ تھا۔

"ایک سال پہلے یہاں کیا ہوا تھا شاید یہاں کے لوگوں کو یاد نا ہو یا کسی نا کچھ دیکھا نا ہو۔" ہارون نے اس جگہ کو بغور دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"مگر پھر بھی تم آس پاس کے گھروں سے پوچھ تاچ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں آس پاس کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ لگا ہے کہ نہیں۔" ہارون نے اپنے ساتھ آنے والے کانسٹیبل کو ہدایت صادر کرتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ گیا جبکہ وجاہت ارد گرد ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے آگے بڑھ رہا تھا۔

اس کے ذہن میں عجیب کشمکش چل رہی تھی۔

"انسپیکٹر کیا آپ کو میری بیوی۔ میرا مطلب ہانیہ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔" وہ ہارون کے پیچھے آتے ہوئے استفسار کرتے ہوئے بولا۔

"تم فکر نا کرو۔۔۔ میں نے ہانیہ کی تلاش میں ایک ٹیم لگا رکھی ہے۔ ہم اسے جلد ڈھونڈ لیں گے۔" ہارون نے اسکا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے تسلی دی تھی۔

"وہ رہا۔۔۔" کچھ دیر بعد ہارون نے پکارا تو وجاہت نے اس جانب دیکھا۔

ایک جنرل سٹور کے اوپر سی سی ٹی وی لگا ہوا تھا۔

"اس کی فوٹیج ضرور ہماری مدد کر سکے گی۔۔۔" ہارون کہتے ہوئے جنرل سٹور کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"مجھے باہر لگے سی سی ٹی وی کی فوٹیج دیکھنی ہے۔" ہارون نے سٹور کے مالک سے کہا تو اس نے ایک ورکر کو فوٹیج دکھانے کی ہدایت دے دی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک کمرے میں کھڑے تھے۔

سٹور کا ورکر کمپیوٹر کے آگے بیٹھا تھا۔

ہارون اسے مخصوص دن کی فوٹیج دکھانے کو کہہ رہا تھا۔

لڑکے نے ہارون کی ہدایت کے مطابق وہ فوٹیج چلا دی۔

دونوں سکرین پر چلنے والے منظر دیکھنے لگے۔

مہک سڑک کی دوسری طرف سے چلتی آرہی تھی۔

سڑک کی بائیں طرف ایک بجلی کے کھمبے سے ٹیک لگائے چار لڑکے کھڑے تھے۔

مہک کے قریب آنے پر وہ لڑکے کچھ بولے تھے۔

مہک کے تاثرات میں ناپسندیدگی آئی تھی۔

وہ انہیں جھڑک کر کچھ بولی تھی مگر دو لڑکوں نے اسے زبردستی پکڑ لیا۔ایک نے اسکا منہ بند کیا اور دوسرے نے سختی سے ہاتھ پکڑ لیے۔

مہک ان کی گرفت سے چھوٹنے کے لیے جدوجہد کرتی رہی مگر وہ ان چاروں کے آگے بے سدھ پڑنے لگی۔

تیسرے لڑکے نے اس دوران کسی کو کال کی۔

ایک وین آکر رکی اور اس میں زبردستی مہک کو بیٹھا کر لے گئے۔

"مطلب عمیر ٹھیک کہہ رہا تھا۔مہک اس کے پاس پہنچی ہی نہیں تھی۔"ہارون نے ایک گہری سانس بھرتے ہوئے کہا جبکہ وجاہت خاموش رہا تھا۔

"کیا تم ان میں سے کسی لڑکے کو جانتے ہو۔"ہارون نے سٹور ور کر سے سوال کیا۔

"ہاں۔ایک کو جانتا ہوں۔"لڑکے نے جواب دیا۔

"مجھے اس کا نام پتا دو۔" ہارون نے تیزی سے کہا پھر اس ورکر سے معلومات لیکر وہ وجاہت کے ساتھ مطلوبہ جگہ کی طرف نکل پڑا۔

اس نے اپنی منگیتر ڈاکٹر تانیہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر حال میں وہ مہک کے گناہ گاروں کو پکڑے گا۔

****

وہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔

ایک طرف سلائی مشینیں لگی تھیں جہاں عورتیں بیٹھیں سکول یونیفارم سلائی کر رہی تھی۔

ایک طرف کچھ عورتیں مجموعے کی صورت میں بیٹھی زنانہ فینسی کپڑوں پر کڑھائی وغیرہ کر رہی تھیں۔

جبکہ تیسری جانب بیٹھیں عورتیں اور لڑکیاں پلاسٹک کے شاپر میں بچوں کے کھلونے پیک کر رہی تھیں۔

وہ ایک سماجی ادارا تھا جہاں ضرورت مند خواتین اپنے ہنر کے مطابق کام کر کے پیسے کماتی تھی۔

اس عمارے کی تین منزلوں پر رہائش کا بھی انتظام تھا اور کچھ عورتیں وہاں رہتی بھی تھیں۔

"یہ لے ہو گئے سارے پیک۔۔لے جا نہیں۔۔" وہ عورت درمیانی عمر کی تھی جس نے ایک دوسری لڑکی کو ہدایت کی تو ایک بڑے سے شاپر میں کھلونوں کے پیکٹ بھرنے لگی۔

لڑکی کو وہ شاپر ایک دکان تک پہنچا کر رقم وصول کرنی تھی۔

جب سارے پیکٹ بڑے شاپر میں بھر گئے تو وہ انہیں اپنے کاندھے پر ڈال کر باہر کی طرف بڑھ گئی جبکہ درمیانی عمر عورت باقی لڑکیوں اور عورتوں کو مزید ہدایات کرنے لگی۔

****

سٹور ورکر کے بتائے گئے پتے پر ہارون کو فوٹیج میں نظر آنے والا ایک لڑکا مل گیا۔

ہارون نے پکڑ کر پولیس اسٹیشن لے آیا۔

لڑکا اپنی چال ڈھال اور حلیے سے ہی اوباش قسم کا معلوم ہوتا تھا۔

ہارون نے اس لڑکے کو مار پیٹ کر اس سے اسکے باقی ساتھیوں کے نام اور پتے بھی معلوم کر لیے۔

کچھ دیر بعد پانچوں لڑکے کوٹھڑی میں موجود تھے اور ہارون ان سے پوچھ تاچ کر رہا تھا۔

"اس لڑکی کو غور سے دیکھو۔" ہارون نے مہک کی تصویر سامنے لہرائی۔

"ایک سال پہلے تم لوگوں نے اس لڑکی کو اٹھایا تھا۔ کیوں اور کس کے کہنے پر۔۔" ہارون نے اپنا سوال ان کے آگے رکھا تو لڑکے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"میں نے کہا جواب دو۔۔" ہارون زور سے ڈھارا تو لڑکوں نے اسکی طرف دیکھا۔

پھر ایک لڑکے نے کہنا شروع کیا۔

ایک سال پہلے۔۔۔۔

تقریبا دوپہر کا وقت تھا۔

اس وقت عموما لوگ اپنے گھروں سے کام ہی نکلتے تھے۔

سڑک کے کنارے بجلی کے کھمبے سے ٹیک لگائے چار اوباش قسم کے لڑکے کھڑے تھے۔ کھڑے بال اور شوخ سی جینز پینٹ پہنے وہ آوارا سے لڑکے تھے۔

ایک طرف سے مہک تیزی سے چلتی ہوئی آئی تو ایک لڑکا متوجہ ہوا۔

"اوہو کہاں جا رہی ہو۔۔" ایک لڑکے نے شوخ انداز میں جملہ کسا۔

"شٹ اپ۔" مہک نے گھور کر کہا۔

"ارے یہ تو وہی ہے نا۔۔۔" دوسرے لڑکے نے جیسے مہک کو پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

"وہی ٹک ٹاک والی۔۔اسکی تو آئی ڈی بھی ہم نے فالو کی ہوئی تھی۔" لڑکے نے یاد کرتے ہوئے کہا تو باقی لڑکے بھی مہک کو ذو معنی نظروں سے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا جان من۔۔ ٹک ٹاک پر تو بڑی نمائش کرتی پھرتی تھی خود کی۔۔۔ آج تو تیرا لائف شو دیکھیں گے۔۔۔" تیسرا لڑکا چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔یو بلیڈی ایڈیٹ۔۔۔" مہک نے انگارہ آنکھوں کے ساتھ اسے جھڑکنے کی کوشش کی مگر وہ لڑکے اسے پکڑ کر وین میں ڈال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

مہک کو اتنا بھی موقع نا ملا کہ چلا کر کسی کو مدد کے لیے پکار سکے۔)

"کہاں لیکر گئے تھے اس لڑکی کو۔ کیا کیا اس کے ساتھ۔" ہارون نے اگلا سوال سامنے رکھا۔

"ہم اسے ایک پرانے کارخانے میں لے گئے تھے۔۔۔ وہاں اسے ایک ہفتہ رکھا اور۔۔۔" ایک لڑکے نے کہتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی تو ہارون نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا

پھر کانسٹیبل سے ڈنڈا منگوایا اور پانچوں لڑکوں کی کافی دیر تک خوب دھلائی کر ڈالی۔

کوٹھڑی کے باہر کھڑا وجاہت یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

اسکے زہن میں اس وقت محض ایک ہی بات چل رہی تھی۔

مہک کے ساتھ جو بھی ہوا تھا یقیناً وہ مکافات عمل ہی تھا۔

ایک اور معمہ حل ہوا تو وہ گہری سانس لیکر کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

مگر اصلی معمہ تو ابھی تک حل طلب تھا۔

ہانیہ کہاں تھی

اور کس حالت میں تھی

وجاہت عالمگیر ہاوس واپس آتے ہوئے ہانیہ کے متعلق سوچتے ہوئے پریشان ہو رہا تھا جب اس کے موبائل پر سدرہ کی کال آنے لگی۔

"کیا تم گھر آ سکتے ہو۔۔۔" سدرہ نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔

"آنٹی میں ابھی کچھ مصروف ہوں۔" وجاہت نے عام سے انداز میں جواب دیا اور کال کاٹ کر آگے بڑھ گیا۔

گھر آکر اسنے سب سے پہلے شمس کو دیکھا تھا۔

وہ ادینہ کے کمرے میں فرش پر بیٹھا کلرنگ کرنے میں مصروف تھا۔

وجاہت نے اسے اپنے مشغلے میں ہی مصروف رہنے دیا اور خود اپنے کمرے میں آگیا۔

وہ کچھ دیر بعد فریش ہو کر نکلا تھا جب سکندر صاحب اسکے کمرے میں آئے تھے۔۔

"آئیں ڈیڈ بیٹھیں۔۔" وجاہت نے کہا تو وہ آکر کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ وجاہت ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھا۔

"سب سے پہلے تو میں نے کاروبار کے حوالے سے بات کرنی تھی۔ تم جانتے ہو وجاہت تمام حالات کے بارے میں۔ کاروبار کو پھر سے نئے سرے سے شروع کرنا پڑا تھا۔" سکندر صاحب نے تمہید باندھتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

"مگر بیٹا۔اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی کہ سب کچھ اکیلے سنبھال سکوں" سکندر صاحب اصل مقصد پر آئے تو وجاہت نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ بالکل فکر مت کریں ڈیڈ۔۔اب سے آپ آرام کریں اور بزنس میں دیکھ لوں گا۔آپ بس مجھے گائیڈ اور سپورٹ کرتے رہیں۔" وجاہت نے تمام زمہ داری خود پر لیتے ہوئے کہا تو سکندر صاحب مشکور سا ہو گئے۔

"کیوں نہیں بیٹا۔ میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں۔"

پھر وہ چند لمحوں کے توقف کے بعد پھر سے گویا ہوئے۔

"ایک اور ضروری بات جو مجھے کرنی تھی وہ مہک کے حوالے سے تھی۔ کیا سوچا ہے تم نے اسکے بارے میں۔"

سکندر صاحب نے ایکی بار اسکے سامنے ایک سنجیدہ مدعا رکھا تو وجاہت کچھ وقت تک خاموش رہا۔

"ڈیڈ مجھے آپ سب کو ایک بہت اہم بات بتانی ہے اور سدرہ آنٹی سے بھی۔" وجاہت نے سوچ کر کہا۔

اسے سب کو تمام حقیقت سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا۔

"ایسی کیا بات ہے۔۔" سکندر صاحب الجھن میں پڑے

"کل سدرہ آنٹی کو کال کر کے یہاں بلا لیں۔ پھر سب کے سامنے بات ہو جائے گی" وجاہت نے کہا تو سکندر صاحب پر سوچ انداز میں اسے دیکھتے کھڑے ہو گئے۔

"ٹھیک ہے۔ پھر کل بات ہوتی ہے" وہ اسکے کاندھا تھپتھپا کر کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ وجاہت شمس کو دیکھنے ادینہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

****

وہ ایک کھلونے کی دکان تھی۔ کاونٹر پر کھڑا لڑکا پیسے گن کر سامنے کھڑی لڑکی کی طرف بڑھا رہا تھا۔

لڑکی کچھ دیر پہلے اسکی دکان پر کھلونوں والا شاپر لائی تھی۔

"گن لو۔ پیسے پورے ہیں۔" لڑکے نے کہا تو لڑکی نے بھی تسلی کے لیے پیسے گن لیے۔

پھر وہ لڑکی پیسے اپنی مٹھی میں دبا کر پلٹنے لگی تھی جب اسکے چہرے کا نقاب ذرا سا ڈھیلا ہو کر سرک گیا۔

لڑکے نے دیکھا اسکا چہرا اجلا ہوا تھا جسے لڑکی نے تیزی سے ڈھانپ کر قدم باہر کی طرف بڑھا دیے تھے۔

****

صباحت بیگم نے اگلے دن کال کر کے سدرہ کو عالمگیر ہاوس بلوا لیا تھا۔

وہ خود بھی اس بات کی الجھن میں تھیں کہ آخر وجاہت سب کے سامنے کیا بات کرنے والا ہے۔

دوپہر کا وقت تھا جب تمام نفوس عالمگیر ہاوس کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

بڑے صوفے پر صباحت بیگم ادینہ اور سدرہ بیٹھیں تھیں جبکہ سنگل صوفے پر سکندر صاحب بیٹھے تھے اور وجاہت دروازے کے پاس کھڑا تھا۔

تمام بیٹھے ہوئے نفوس وجاہت کے بولنے کے منتظر تھے۔

"سدرہ آنٹی۔آپ کو مجھ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔ کہیں کیا بات تھی۔۔۔"وجاہت نے سب سے پہلے سدرہ کو مخاطب کیا تھا۔

سدرہ نے اسکی طرف کچھ تزبزب سے دیکھا پھر کہنا شروع ہوئیں۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ مہک اور تمھارے تعلقات ٹھیک نہیں رہے۔اسنے بہت سی غلطیاں کی ہیں اور اسے اپنے کیے کی سزا بھی مل چکی ہے۔"سدرہ نے بات کا آغاز تمہید کے ساتھ کیا تھا۔

"اور آپ چاہتی ہیں کہ میں ایک بار پھر سے سب کچھ بھول کر آپکی بیٹی کو اپنا لوں۔"سدرہ کے مزید بولنے سے پہلے ہی وجاہت نے گویا انکی بات مکمل کی تھی۔

وجاہت کی بات پر سدرہ نے سر اثبات میں ہلایا تو صباحت بیگم نے اسکی طرف شکوہ کنائی سے دیکھا۔

"یہ تم کیسی بات کر رہی سدرہ۔ تم نے سوچا بھی کیسے میرا پوتا پھر سے خود کو ڈسوائے گا۔۔ مہک نے تو سب مذاق بنا رکھا ہے۔ جب چاہا رشتہ نبھالیا۔ جب چاہا چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔اور تم ہو کہ ہر بار اسکی طرف داری کرنے لگ جاتی ہو ۔۔۔"صباحت بیگم کو یک دم طیش چڑھا تھا جس کے باعث وہ سدرہ کو جلی کٹی سنانے لگ گئیں تھیں۔

سدرہ خفت اور شرمندگی کے مارے سر مزید جھکاتی جا رہی تھی۔

"وجاہت تم آج ہی مہک کو طلاق دو۔۔۔تاکہ سدرہ پھر کبھی آکر تمہیں واسطے نا دے۔۔"صباحت بیگم نے وجاہت کو حکم صادر کیا تھا۔

"میں مہک کو طلاق نہیں دے سکتا۔۔"وہ بے تاثر سے لہجے میں صباحت بیگم کے حکم کی تردید کرتے ہوئے بولا تھا۔

"لیکن کیوں۔۔ کیا تمھارا ارادہ پھر سے تو اس لڑکی سے دھوکہ۔۔۔"صباحت بیگم اسکا جواب سن کر حیرت سے پوچھ رہیں تھیں جب وجاہت نے تمام نفوس کے سر پر مزید حیرت کے پہاڑ توڑے۔

"کیونکہ میری کبھی مہک اعجاز سے شادی ہی نہیں ہوئی۔۔"

ڈرائنگ روم کی فضا سے یک دم ان دیکھے کانچ کے ٹکڑوں کے ٹوٹنے کی ارتعاش پیدا ہوئی تھی۔

تمام نفوس حیرتوں کے حصار میں گھرے وجاہت کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کک۔ کیا مطلب تمھارا۔۔"ادینہ اپنی حیرت پر قابو پاتی ہوئی مستفسر ہوئیں تھیں۔

وجاہت نے ایک گہری سانس لی اور بولنا شروع ہوا۔

"یہ وہی ضروری بات تھی جس کے لیے آپ سب کو اکھٹا تھا۔۔۔۔"اور پھر اس کے بعد وجاہت نے سب کے سامنے ساری بات رکھ دی۔

وہ تمام بات جو وہ جانتا تھا

مہک کی دھوکہ بازی

ہانیہ اور اسکی شادی

سب کچھ

سوائے اس برقعے والی پھل بیچنے والی لڑکی کے۔۔۔

وجاہت خاموش ہوا تو ڈرائنگ روم میں سناٹا تھا گویا سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

محض سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔

برہم زدہ سانس

سدرہ کی آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی بے اختیار سسکی لیکر بولی تھیں۔

"میری بیٹی۔۔۔!"

وجاہت جانتا تھا کہ یہ پکار مہک کے لیے نہیں ہانیہ کے لیے ہے۔

"میری بیٹی کہاں ہے اب۔۔وہ میرے سامنے تھی۔ہم سب کے سامنے اور میں نے اسے پہچانا نہیں۔۔وجاہت مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔۔"سدرہ جزباتی انداز میں اٹھ کر اسکے قریب آئیں اور وجاہت کا ہاتھ پکڑ کر بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"شمس کی سرجری والے دن وہ کہیں چلی گئی۔۔۔اسکے بعد اسکا کوئی پتا نہیں۔"وجاہت نے سر نفی میں ہلاتے جواب دیا۔

"مطلب میری بچی مجھ سے ایک بار پھر دور ہو گئی۔۔۔"سدرہ ہیجانی کیفیت میں کہتی زار و قطار رونے لگی تو ادینہ نے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا۔

"آنٹی میں آپکی بیٹی کی تلاش میں ہوں۔۔جلد ہی وہ مل جائے گی۔۔"وجاہت نے سدرہ سے زیادہ خود کی ڈھارس بندھائی تھی۔

"اور سب سے اہم بات۔۔میری شادی ہانیہ سے ہوئی تھی۔ہانیہ ہی میری بیوی ہے اور میرے بیٹے کی ماں ہے۔مہک سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"وہ ایک ایک لفظ زور دے کر ادا کرتے ہوئے حتمی طور پر بولا تھا۔

"مگر بیٹا اگر ہانیہ کبھی ملی ہی نہیں۔۔"سکندر صاحب نے ایک فطری اندیشے کے تحت پوچھا۔

"وہ ضرور ملے گی۔۔۔مجھے نا سہی تو شمس کو مل جائے گی۔ایک بار پہلے بھی اس نے ہسپیٹل میں اپنی ماں کو ڈھونڈ لیا تھا۔وہ اس بار بھی ڈھونڈ لے گا۔۔"وجاہت کے لہجے میں امید تھی۔

سکندر صاحب نے سر اثبات میں ہلا کر اسکا کاندھا تھپتھپایا تھا۔

"میں ہر بار سوچتی تھی کہ آخر مہک اور کتنا مزید برا کر سکتی ہے مگر یہ تو حد تھی۔۔ وہ شروع سے ہی ہم سب کو دھوکہ دیتی آئی تھی یہاں تک کہ ساتھ میں اپنی گمشدہ بہن کو بھی ملا لیا۔ پیسوں اور عیاشیوں کے لیے وہ اتنا گر سکتی ہے میں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔" صاحب بیگم کے لہجے میں مہک کے لیے سخت نفرت اور حقارت تھی۔

سدرہ محض انہیں ندامتی نظروں سے دیکھ کر رہ گئیں۔

مہک کی غلطی کوئی ایسی غلطی نہیں تھی جس کی خاطر وہ معافی مانگتی یا اسکی حمایت میں کچھ بولتیں۔

"مہک کی غلطی معاف کرنے کے قابل نہیں ہے مگر وہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہی ہے۔" کچھ دیر بعد سدرہ کھڑے ہوتے ہوئے سب سے مخاطب ہوئی تھی۔

"وجاہت میں اب پھر کبھی تمھارے سامنے مہک کی حمایت کرنے نہیں آؤں گی مگر۔۔" اب وہ رخ موڑ کر وجاہت سے گویا ہوئیں۔

"مگر تمھارے سامنے التجا کرتی ہوں کہ میری بیٹی مجھے واپس لا دو۔۔ مجھے میری ہانیہ واپس لا دو۔۔۔" وہ فریادی انداز میں کہتے ہوئے وجاہت کے آگے ہاتھ جوڑ گئی تو وجاہت نے تیزی سے اسکے ہاتھ تھامے۔

"آنٹی ایسا مت کریں۔۔ ہم ہانیہ کو تلاش کر لیں گے۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپکی بیٹی ضرور آپکے پاس واپس آئے گی۔۔" وجاہت نے نہایت پختگی سے کہتے سدرہ کو امید بندھائی تھی۔

سدرہ نے آنکھیں موندھ کر سر اثبات میں ہلایا پھر سب سے اودائی دعا سلام لیکر اپنے گھر کی طرف نکل گئی کیونکہ وہ زیادہ دیر مہک کو بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔

ڈرائنگ روم کے باقی نفوس میں سے اس سے پہلے کوئی گویا ہوتا شمس وہاں آیا اور وجاہت کی گود میں چڑھ گیا۔

"مجھے اب اس معاملے پر مزید بات نہیں کرنی۔ خاص طور پر مہک کے بارے میں۔۔"

وجاہت نے شمس کو گود میں اٹھائے ہوئے دوٹوک انداز میں فیصلہ کن لہجے میں کہا اور شمس کو لیکر وہاں سے چلا گیا۔

صباحت بیگم ایک گہری آہ بھرتی واپس صوفے پر ڈھے گئیں۔

"میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ ایسا ہوگا۔۔" وہ زیر لب بولی تو ادینہ انکے ساتھ بیٹھ کر انکا کاندھا سہلانے لگی۔

"سکندر تم نے ٹھیک کیا جو اپنی مرضی سے شادی کرلی۔ اگر میں کرتی تو کہیں تمھارے ساتھ بھی کچھ۔۔۔" صباحت بیگم سکندر صاحب سے مخاطب ہو کر کہتی اندیشے کے تحت خاموش ہوئیں تھیں۔

"ایسی بات مت کریں۔۔ آپ کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔ یہ سب کچھ وجاہت کی قسمت میں تھا آپ یا میں چاہ کر بھی اسے بدل نہیں سکتے تھے۔" سکندر صاحب ماں کی طرف بڑھے اور انکے دونوں کاندھے تھام کر مضبوط لہجے میں بولے تھے۔

****

سدرہ کے جانے کے بعد مہک تنہا کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔۔

کھڑکی پر تقریباً سارا پردہ ڈلا ہوا تھا اور ایک کونے سے روشنی آرہی تھی۔

وہ اس کونے سے آتی روشنی کی سنہری کرنوں میں جھومتے بہت چھوٹے چھوٹے زرات دیکھ رہی تھی۔

(سماجی فلاحی ادارے کی وہ پانچویں منزل تھی جہاں پر رہائشی کمرے بنے ہوئے تھے۔عمارت کی عقبی جانب بڑی بڑی کھڑکیاں لگی تھیں جہاں سے روشنی چھن کر آتی تھی۔

وہ خود کو مکمل طور پر ایک بڑی چادر سے ڈھکے کھڑکی سے اندر آتے روشنی کے زرات کق دیکھ رہی تھی۔)

مہک کھڑکی کے پاس ہی کھڑی تھی جب اسے اچانک کوئی آہٹ محسوس ہوئی۔قہ گھبرا کر پیچھے پلٹی تو وہیں کوئی نہیں تھا۔مہک نے اپنی دونوں مٹھیاں سختی سے بھینچ کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ کچھ دن جو اسنے کارخانے میں گزارے تھے جہاں اسکے وجود کے ساتھ ساتھ اسکی روح کو زدو کوب کیا گیا تھا اسکے بعد سے یہ آہٹوں والا سلسلہ ایک عام بات تھی۔

ہسپتال سے گھر آنے کے بعد اسکی کیفیت میں یہ تبدیلی آئی تھی کہ اب وہ ہیجانی خیز میں چینخو پکار نہیں کرتی تھی مگر کسی لمحے جب اسکی کیفیت بگڑتی تھی تو کمرے کے کسی کونے میں بیٹھ کر خود کو سمیٹے بے آواز رونے لگتی تھی۔

اس وقت بھی وہ وہیں کھڑکی کے آگے زمین پر بیٹھ گئی اور خود کو بازوؤں میں لپیٹ لیا۔

(اسے اپنے عقب میں کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تو اس جانب پلٹی۔وہاں ایک لڑکی کھڑی تھی جو دو تین دن پہلے ہی اس سماجی ادارے میں آئی تھی۔

کم عمر اور دھان پان سے نازک لڑکی تھی۔

"میرا نام کرن ہے۔۔"کرن نقاب پوش لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔

"ہانیہ "جوابی مصافحے کے لیے اسکا ہاتھ بھی بڑھا تھا۔

"کیا میں تمہیں آپی کہہ سکتی ہوں" کرن نے معصومیت سے سوال کیا تو ہانیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کیوں نہیں۔ مجھے اچھا لگے گا اگر آپی کہہ کر بلاؤ گی۔۔"

ہانیہ نے کرن کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو وہ پورے دل سے مسکرا دی۔

"آپی آپ جانتی ہیں میں یہاں کیوں آئی ہوں۔" کرن نے خود سے بات کا اغاز کرتے گویا اپنی آپ بیتی سنانا چاہی تھی۔

"کیوں" ہانیہ نے اسے بولنے کا موقع دیا۔

"آپی میرے بابا بہت امیر انسان تھے۔ انکے پاس بہت پیسے تھے۔ میں انکی لاڈلی بیٹی تھی۔ پھر ماما کی ڈیتھ کے بعد بابا نے دوسری شادی کرلی۔ لیکن میری نئی ماما اچھی نہیں تھی۔ سہ بابا کے سامنے مجھ سے اچھا سلوک کرتی اور پیچھے مجھے ڈانٹی تھیں۔ پچھلے ہفتے میرے بابا کی ڈیتھ ہوگئی تو نئی ماما نے مجھے گھر سے نکال دیا۔" کرن اپنی روداد سناتے ہوئے غمزدہ ہوتی رونے لگی تو ہانیہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"آپی مجھے اپنے بابا کی بہت یاد آتی ہے۔۔ وہ بہت اچھے تھے۔" ہانیہ کے گلے لگے وہ ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی تھی اور ہانیہ محض اسے خود سے لگائے اسکا غم ہلکا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

کرن کچھ دیر تک ہانیہ سے اپنے بابا اور سوتیلی ماں کے بارے میں بات کرتی رہی۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی رہی پھر ہانیہ سے پوچھا۔

"آپی تمھارے بابا کیسے ہیں؟"

ہانیہ اسکے سوال پر کچھ لمحے خاموش رہی تھی۔

"میں نے کبھی اپنے بابا کو نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتی وہ کیسے تھے یا کیسے ہیں۔" ہانیہ نے یاسیست بھرے انداز میں جواب دیا تھا۔)

"بابا۔۔آپ میری وجہ سے مر گئے۔ میں نے بہت تکلیف پہنچائی تھی آپ کو۔۔" مہک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی خود کو سمیٹے یک دم بڑبڑائی تھی۔

اسے اس لمحے اعجاز صاحب کی یاد ستائی تھی۔

مہک کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اور آنکھوں کے آگے ماضی کے منظر تیر نے لگے تھے۔ وہ ان منظر میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

("آپی تمھارا چہرا کیسے جلا تھا۔؟" کرن نے تجسس بھرے انداز میں ہانیہ سے اگلا سوال پوچھا تھا۔

ہانیہ نے ایک تکلیف دہ گہری سانس بھری تھی۔

کھڑی سے چھن کر آتی روشنی کے زرے یکدم کچھ شکلیں بنانے لگے تھے اور وہ شکلیں ماضی کا منظر پیش کرنے لگی تھیں۔

****

ماضی۔۔۔۔

عمیر کے دھمکانے کے بعد مہک نے اسے پیسے دینے شروع کر دیے تھے مگر اسکی لالچ اور ڈیمانڈ مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

وہ کبھی اس سے ملنے کی خواہش کرتا تو کبھی مزید پیسوں کی۔۔

مہک کو بعض اوقات عمیر پر بہت طیش چڑھتا تھا۔

عمیر اسے بہت تنگ کرنے لگا تھا تو اسنے اپنا نمبر بند کر دیا اور عمیر سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔

انہیں دنوں سدرہ اسے یہ بات سمجھا رہی تھیں کہ وہ وجاہت سے صلح کر لے۔۔

مہک سدرہ کی باتیں سن کر خاموش ہو جاتی اور کوئی جواب نا دیتی۔

وہ اس وقت عمیر کی طرف سے پریشان تھی۔اس لیے کچھ اور نہیں سوچ رہی تھی۔۔۔

عمیر ایک کافی شاپ میں بیٹھا کسی نئے شکار کی تلاش میں تھا۔

وہ گھونٹ گھونٹ کرتا کافی پیتا ارد گرد جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ساتھ ہی وہ وقتاً فوقتاً موبائل اٹھا کر مہک کو کال کرتا مگر آگے سے نمبر بند چلا جاتا۔

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہی ڈارلنگ۔۔" وہ زیر لب لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔

"اور اب میں بھی ٹھیک نہیں کروں گا۔" عمیر کے لہجے میں ایک دھمکی آمیز رمق تھی۔

وہ مزید کچھ دیر وہاں بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ کافی شاپ سے باہر نکلا تو چند قدم ہی دور چلنے پر اسے سامنے سے ہانیہ اسکی طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔

وہ اولڈ ہوم سے اماں کو مل کر نکل کر مرکزی شہراہ کی طرف نکلی جب اسے عمیر کافی شاپ سے نکلتا ہوا دکھائی دیا تھا۔

عمیر اسے دیکھ کر رک گیا تو وہ اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"تم نے مجھے کہا تھا میرے بیٹے سے ملواو گے۔۔" ہانیہ بے تابی سے اس سے گویا ہوئی تھی۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ وجاہت اپنی بیوی کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ کبھی اپنے بیٹے کی شکل تمہیں نہیں دکھائے گا

۔۔" عمیر نے اسے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی۔

"مگر تم نے کہا تھا تم کوئی راستہ نکالو گے۔۔" ہانیہ نے اسے یاد دہانی کروائی۔

"میں تمہیں تمھارے بیٹے سے ملوادوں گا۔ تم چند دنوں بعد میرے آپارٹمنٹ آجانا۔" عمیر نے ارد گرد دیکھتے

ہوئے اسے ہدایت کی تھی پھر کچھ تزبزب کا شکار ہوتی وہ حامی بھر گئی۔

وہ عمیر کو محض مہک کے دوست کے روپ میں جانتی تھی۔ عمیر کا اصل چہرا ابھی تک اس سے چھپا ہوا تھا۔

وہ اس بات سے بھی انجان تھی کہ عمیر مہک کو دھمکا رہا تھا۔

ہانیہ کے حامی بھرنے پر عمیر نے سر اثبات میں ہلایا پھر اسکے اطراف سے نکل کر آگے بڑھ گیا۔

جبکہ ہانیہ بے چینی سے اپنی مٹھیاں رگڑ رہے وہیں کھڑے اسے جاتا دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک کم درجے والی آبادی والے محلے میں آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

ہانیہ کے زہن میں اس وقت محض یہ چل رہا تھا کہ اسے اپنے بیٹے سے ملنا ہے۔وہ یہی سوچتے ہوئے آگے بڑھتی جا رہی تھی جب اس سوچ میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اسے اپنے بیٹے سے ہی نہیں اسکے باپ سے بھی ملنا تھا اور یہ خواہش اس وقت ہانیہ کے دل میں شدت سے اٹھی تھی۔

ہانیہ نے جب وجاہت کو پہلی مرتبہ اپنے شوہر کے روپ میں دیکھا تھا تو بے یقین ہو گئی تھی۔

اس نے سنا تھا کہ اگر من چاہا انسان قسمت میں ہو تو کسی نا کسی طرح میسر آ جاتا ہے اور اس وقت جب شادی والے دن وجاہت اسکے سامنے بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا تو ہانیہ اس بات کو سچ ہوتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

وجاہت سکندر من چاہا انسان ہانیہ اعجاز کے لیے

ہانیہ اعجاز ان چاہی انسان وجاہت سکندر کے لیے۔

****

دو ہفتے بعد۔

ڈھلتی شام کا وقت تھا۔

سدرہ اور مہک لان میں بیٹھیں تھیں جب دروازہ کھلا اور اعجاز صاحب لال بھبوکہ چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوئے

۔

دونوں ماں بیٹی انکا انداز دیکھ کر گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اعجاز کیا ہو گیا ہے۔ آپ اس طرح۔۔۔"سدرہ ابھی ان سے پوچھ ہی رہی تھیں مگر اعجاز صاحب نے پہلے ہی مہک کا بازو پکڑا اور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

"اعجاز کیا کر رہیں ہیں۔ بات تو سنیں۔۔۔"سدرہ بھی انکے پیچھے متفکر سی آئیں تھیں۔

اندر کمرے میں آتے ہی اعجاز صاحب نے مہک کا بازو چھوڑا اور اسکی طرف سخت برہمی سے دیکھا۔

"بابا کیا ہوا۔؟"مہک حواس باختہ سی بولی تھی۔اسکے ذہن میں ایک ممکن سا اندیشہ اٹھا تھا۔

اعجاز صاحب نے اسکی بات کا جواب دینے سے پہلے دروازہ بند کر دیا اور سدرہ کو اندر نہیں آنے دیا۔

انکے دروازہ بند کرنے پر سدرہ باہر سے دروازہ پیٹنے لگی۔

اعجاز صاحب واپس اسکے پاس آئے اور سخت نظروں سے دیکھنے لگے۔

مہک کا دل بری طرح گھبرانے لگ گیا تھا۔

"مجھے بتاو۔۔میں نے کیا کمی کی تھی تمھاری پرورش میں جو مجھے یہ دیکھنا پڑا ہے۔کیا میں نے تمہیں کبھی صحیح غلط کا فرق نہیں سمجھایا تھا۔۔"وہ قدرے آہستہ مگر غصیلے لہجے میں بولے تھے۔

مہک باپ کی شکل دیکھتی نم مٹھیاں بھینچ کر کھڑی رہی۔

"میری کوئی غلطی نہیں۔۔۔"وہ اٹک کر اپنی صفائی میں بولنے لگی تھی مگر اعجاز صاحب نے اسے مزید کہنے سے روکا۔

"غلطی تو میری تھی جو تمہیں اتنی چھوٹ دے رکھی تھی۔"وہ سخت نالاں انداز میں سر جھٹک گئے تھے۔

"ایک باپ کے لیے اس سے زیادہ شرم کی کیا بات ہو گی کہ اسے اپنی اولاد کی نازیبا ویڈیو دیکھنی پڑے۔" وہ خفت زدہ لہجے میں کہتے بیڈ پر ڈھے گئے تھے۔

"بابا۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ یہ سب اس لڑکے کی پلیننگ تھی۔ مجھے پھنسایا گیا ہے۔۔" مہک تیزی سے اعجاز صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیٹے ہوئے اپنی حمایت میں بولی تھی۔

"چار لوگ جب یہ دیکھیں گے تو مجھ پر اور تم پر تھو تھو ہی کریم گے۔ کوئی یہ نہیں دیکھے کہ کس نے کس کو پھنسایا ہے ۔" وہ اسکے ہاتھ جھٹکتے ہوئے برہمی سے بولے تھے۔

دفعتاً انکے موبائل پر کالز آنے لگیں۔

وہ کالز ان لوگوں کی طرح جن کے پاس عمیر نے نازیبا ویڈیو بھیج دی تھی اور وہ سب کالز کر کر کے اعجاز صاحب کا جینا دوبھر کیے ہوئے تھے۔

"تمھاری وجہ سے آج تمھارا باپ آفس سے منہ چھپا کر نکلا ہے۔ لوگوں کی کینہ توز اور طنزیہ نظریں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے تمھارے ساتھ ساتھ میری عزت پر بھی سوال اٹھا رہے ہیں اور تم کہتی ہو کہ ۔۔۔" اعجاز صاحب شدت جزبات سے بولتے بے اختیار اپنا ہاتھ سینے پر لے گئے تھے۔

وہ بیڈ پر بیٹھے بیٹھے پیچھے کو لیٹ گئے اور سینہ ہاتھ سے جکڑ رکھا تھا۔

"تم نے بہت کچھ غلط کیا۔ اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ برا کیا مگر یہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا مہک۔۔!" وہ اکھڑتے لہجے میں سخت تکلیف کے ساتھ الفاظ ادا کرتے ہوئے مہک سے شکوہ کر گئے تھے۔

آج کے دن جو کچھ دیکھا اور سنا تھا وہ انکے دل پر بہت گراں گزرا تھا۔اس قدر گراں کے صدمے کی تکلیف موت کی صورت اختیار کرنے لگی تھی۔

"بابا۔کیا ہوا آپ کو۔۔" مہک روہانسی ہوتی انکا ہاتھ سہلانے لگی۔

جبکہ سدرہ ابھی تک الجھن اور تشویش کی مورت بنی باہر کھڑی تھیں۔

"بابا آنکھیں کھولیں۔۔" مہک تیزی سے ہاتھ سہلاتے ہوئے انہیں جھنجوڑنے لگی مگر شاید اب وہ آنکھیں کبھی نہیں کھلنی تھی۔

دل کی حرکت دل کے دورے سے ختم ہوئی تھی۔

مہک ان گنت لمحے باپ کا ہاتھ پکڑے بیٹھی رہی جو ہر گزرتے لمحے سرد ہو رہا تھا۔

وہ یقیناً ذلت برداشت نہیں کر پائے تھے۔

وہ یقیناً اس بات سے خوفزدہ تھے کہ اگر یہ بات عالمگیر ہاوس تک پہنچ گئی تو کیا ہو گا اور اسی پریشانی، فکر اور صدمے نے اعجاز صاحب کی زندگی چھین لی تھی۔

کمرے میں اب خاموشی تھی۔

مہک کی سانسوں کی آواز بھی نہیں تھی۔

وہ بیڈ کے ساتھ ساکت بیٹھی تھی۔

اس لمحے وہ جزباتوں کی گردش سے دوچار ہو رہی تھی۔

یک دم وہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا۔ کیا کہا اعجاز نے۔" سدرہ تیزی سے اس تک آئی۔

"کچھ نہیں۔" مہک نے پھتر لہجے میں دو لفظ کہے اور تیزی سے گھر کی بیرونی جانب جانے لگی۔

سدرہ اسکے پیچھے جانے لگی مگر پھر اعجاز صاحب کو بیڈ پر گرے ہوئے پایا تو انکی جانب لپکی۔۔۔۔

ہانیہ نے عمیر کے کہنے کے مطابق آج اسکے اپارٹمنٹ جانے کا فیصلہ کیا۔

وہ گھر سے مکمل امید کے ساتھ نکلی تھی مگر دل کے کسی کونے میں ایک خوف بھی قبضہ جمائے بیٹھا تھا۔

اسکا دل عجیب طرح سے ڈھڑک رہا تھا یوں جیسے کسی اپنے کو کھو دیا ہو مگر وہ اس بات سے انجان تھی کہ آج اسنے اپنے سگے باپ کو کھویا تھا۔

وہ اپارٹمنٹ کی بلڈنگ کے سامنے کچھ دیر ٹھہری تھی۔

سر اٹھا کر عمارت کو اوپر تک دیکھا تھا۔

اپنے بے چین دل پر قابو کرنے کے لیے اسنے چند گہرے سانس لیے تھے۔

****

حال۔۔۔

مہک دیوار کے آگے سے اٹھی اور ڈریسنگ پر رکھی اپنی اور اعجاز صاحب کی تصویر لے کر بیٹھ گئی۔

"ڈیڈ۔۔اس روز آپ میری وجہ سے مر گئے۔ میں نے بہت دکھ دیا آپ کو۔۔ میں نے غلطی کی۔۔۔ بہت بڑی غلطی کی مگر کیا میری غلطی اتنی سنگین تھی کہ اسکی سزا آپ کو کھو کر ملنی تھی۔ اپنی عزت کھو کر ملنی تھی۔۔۔" وہ فوٹو فریم سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی یہاں تک سدرہ واپس آگئیں اور اسے پر سکون کرنے لگیں۔

"کیا کیا تھا تم نے اپنی بہن کے ساتھ۔" مہک رونے سے خاموش ہوئی تو سدرہ نے قدرے سخت لہجے میں بے تابی سے سوال کیا۔

مہک چند لمحے خاموش رہی۔ وہ اسی خاموشی میں الفاظ تلاش کرنے لگی۔ وہ الفاظ سطریں بنتی گئیں اور سطریں منظر کی شکل اختیار کرنے لگے تھے۔۔۔۔

"کیا تم اپنے بیٹے سے ملی آپی۔" کشادہ ہال کمرے کے ایک طرف ہانیہ اور کرن بیٹھیں پلاسٹک کے شاپر میں بچوں کے کھلونے پیک کر رہی تھیں۔

ہانیہ اسکے سوال کا جواب دیتے ہوئے خاموش ہوئی تو کرن کو فوراً آگے جاننے کا تجسس ہوا۔

ہانیہ ایک کھلونا گاڑی کو دیکھتے ہوئے یاسیت سے مسکرائی۔

"ہاں" وہ یک لفظی جواب دے کر پھر سے ماضی کے جھروکوں میں گم ہونے لگی تھی۔

****

ماضی۔۔۔

مہک بپھرے ہوئے انداز میں آپارٹمنٹ کی عمارت میں داخل ہوئی تھی۔اسکا انداز جارحانہ تھا۔

وہ اپنے قدم تیز تیز اٹھا رہی تھی۔

آج وہ عمیر سے تمام حساب برابر کر کے رہے گی۔

اسکے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس کا مواد کانچ جیسا سفید تھا۔

وہ اندر آتے ہوئے اپنے جنون اور طیش میں یہ نہیں دیکھ پائی تھی کہ اسی وقت ہانیہ بھی وہاں آئی تھی۔

ہانیہ نے مہک کو اس حالت میں دیکھا تو اسکے پیچھے جانے لگی۔

مہک عمیر کے آپارٹمنٹ کے آگے رکی اور اپنے تنفر پر قابو پانے لگی۔

دفعتا دروازہ کھلا اور عمیر باہر نکلتا دکھائی دیا۔

عمیر اسے دیکھ کر چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رکھے اسکے قریب چلا آیا۔

"کیا ہوا ڈارلنگ۔خیر ہے آج خود چل کر آئی ہو۔۔" وہ اسے شدید طور سے زچ کرتے ہوئے بولا تھا۔

ہانیہ بھی تبھی مہک کے پیچھے آکھڑی ہوئی تھی۔

وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

"چلو بتاو کیوں آئی ہو۔۔" عمیر نے آنکھ اچکاتے ہوئے اسے اکسانے کی کوشش کی تھی۔

"اپنے باپ کی ذلت کا بدلہ لینے آئی ہوں میں۔۔" وہ حلق کے بل درشتی سے چلائی تھی اور اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھ میں پکڑی بوتل کا مواد عمیر پر الٹنا چاہا تھا۔

لیکن۔۔۔

لیکن عمیر اسکا ارادہ پہلے ہی بھانپ چکا تھا تبھی تیزی سے اپنے بچاؤ کے لیے اسنے مہک کے پیچھے کھڑی ہانیہ کو بازو سے کھینچ کر اپنے آگے کر لیا۔

بوتل کا سفید کانچ پانی عمیر کی جگہ ہانیہ کے چہرے پر پڑا اور اسکی فلک شگاف دردناک چیخوں نے ارد گرد کھڑے ہر انسان پر یہ بات واضح کر دی کہ بوتل میں تیزاب تھا جو ایک لڑکی کا چہرا بگاڑ چکا تھا۔

****

ہانیہ چیختی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ وہ اپنے چہرے پر پڑنے والے تیزابی مایع کی تکلیف کو سہنے کی کوشش میں دہری ہو رہی تھی۔

مہک اسکی طرف ہکا بکا انداز میں دیکھ رہی تھی۔

ایسا کچھ ہو جائے گا اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

ارد گرد کھڑے لوگ تماش بین بنے چہ مگوئیاں کرتے سارا منظر نامہ دیکھ رہے تھے

"ارے لڑکی کا چہرا جل گیا۔ کوئی ایمبولینس کو فون کرو۔۔" ایک نسوانی آواز کہیں سے گونجی تو کسی نے ہسپتال فون کر دیا۔

"ہانیہ۔۔۔ہانیہ۔۔۔"مہک کا یک دم سکتہ ٹوٹا تو وہ فکر مندی سے ہانیہ کی طرف بڑھی۔

وہ ہانیہ کا کاندھا تھتھپانے لگی جبکہ ہانیہ تکلیف کے باعث کانپ رہی تھی۔

اس سب کے دوران عمیر موقع دیکھ کر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

کچھ دیر بعد ایمبولنس آگئی اور مہک ہانیہ کو لیکر ہسپتال چلی آئی۔

ابتدائی طبّی امداد کے بعد ہانیہ کے چہرے پر ڈاکٹرز نے پٹی باندھ دی تھی۔

ہانیہ اس وقت اپنا پٹی زدہ چہرا لیے بیڈ پر بیٹھی تھی جب مہک اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے آہستہ قدم اٹھاتی اندر آئی۔

مہک کے چہرے پر صاف طور پر دکھ اور تاسف کے آثار تھے۔

ہانیہ نے اسکی طرف دیکھا تو وہ روہانسا سی لگ رہی تھی۔

"میں نے سب غلط کر دیا۔۔میری ایک خواہش نے سب کچھ اجاڑ دیا۔۔۔"مہک پچھتاوے کے زیر اثر کہتی ہوئی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"میری وجہ سے آج بابا مر گئے۔۔میری وجہ سے تمھارا یہ حال ہو گیا۔۔۔ہانیہ مجھے معاف کر دو۔۔۔میں ایسا ہر گز نہیں چاہتی تھی۔۔۔میں تو اس دھوکہ باز عمیر کو سبق سکھانا چاہتی تھی۔۔مجھے نہیں پتا تھا ایسا ہو جائے گا۔۔۔میں نے بہت غلط کیا تمھارے ساتھ ہانیہ۔۔۔مجھے تم معاف کر دو۔۔۔"مہک نے اپنے ہاتھ ہانیہ کے آگے جوڑے اور اس سے روتے ہوئے معزرت طلب کرنے لگی۔

وہ جہاں اعجاز صاحب کی اچانک موت پر ہل کر رہ گئی تھی وہیں خود کا ہانیہ کی بھی قصوروار سمجھ رہی تھی۔

ہانیہ محض اسے بے بسی سے دیکھے گئی۔ چہرے پر پٹی باندھے ہونے اور تکلیف ہونے کے باعث وہ بول نہیں پا رہی تھی۔

"مگر میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گی۔۔۔ میں سب کو سب سچ بتا دوں گی۔۔۔ میں وجاہت کو بتاوں گی کہ تم ہی اسکی بیوی ہو۔۔۔ تم اپنے بیٹے سے بھی مل لو گی۔۔۔" مہک اگلے ہی پل اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے ارادتا بولی تھی۔

ہانیہ نے اسکی بات سن کر تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

وہ یقیناً کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ابھی بول نہیں پا رہی تھی۔

مہک نے اسے ناسمجھی سے دیکھا تھا۔۔

تبھی اگلے پل اسے یاد آیا کہ وہ اعجاز صاحب کی میت گھر چھوڑ کر آئی تھی اور سدرہ کو بھی۔

"مجھے ابھی جانا ہوگا۔ بابا کی ڈیڈ باڈی گھر پڑی ہے۔۔۔" مہک تیزی سے کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئی جبکہ ہانیہ اسے افسوس سے دیکھتی رہ گئی۔

مہک نے جب کہا کہ اسکے بابا مر گئے تو ہانیہ کو اپنے دل میں تکلیف محسوس ہوئی تھی۔

جب وہ مہک کے روپ میں عالمگیر ہاوس میں رہ رہی تھی جب ایک دو بار سدرہ اور اعجاز صاحب اس سے ملنے آئے تھے۔

اعجاز صاحب تو اسے مہک سمجھ کر ملتے تھے مگر ہانیہ اس لمحے انکی محبت اور شفقت کو بھرپور طور پر سمیٹ لیتی تھی۔

اور آج اپنا چہرا جلنے کی تکلیف سے زیادہ اسے اعجاز صاحب کی موت کی بابت سن کر تکلیف محسوس ہوئی تھی

ہانیہ کی آنکھوں سے بہنے والے وہ آنسو اس وقت اس کی جلن کی تکلیف سے زیادہ اس تکلیف کے تھے جو اپنوں کو کھونے سے ہوتی ہے۔

وہ مہک سے خفا نہیں تھی۔

مہک اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ جو بھی ہوا تھا وہ ایک حادثہ تھا

وہ تو عمیر کی طرف اس لیے آرہی تھی کہ اس نے اسے اسکے بیٹے سے ملوانے کا وعدہ کیا تھا مگر سب کچھ پلٹ کر رہ گیا تھا۔

عمیر بھیڑ کا فائدہ اٹھا کر کہیں بھاگ چکا تھا۔

ہانیہ کے دماغ میں اس بات کو سوچ سوچ کر الجھن بڑھتی جارہی تھی کہ آخر مہک اور عمیر کے درمیان کس بات پر اختلاف ہو گیا تھا کہ مہک اسے سبق سکھانے اسکے منہ پر تیزاب پھینکنے آگئی تھی۔

ہانیہ عمیر کے گھنونے چہرے سے ناواقف تھی مگر ایک بات اچھی طرح جانتی تھی کہ جو بھی تھا وہ صحیح نہیں تھا اور یہ غلط ہانیہ اور اسکے بیٹے کے درمیان مزید فاصلے قائم کر سکتا تھا۔

ہانیہ نے سوچتے ہوئے بے اختیار جھرجھری لی تھی۔۔۔۔

حال

سدرہ دم سادھے مہک کی بات سن رہی تھی۔

مہک خاموش ہوئی تو سدرہ اسے کچھ لمحے بے یقین نظروں سے دیکھتی رہی پھر اسکے منہ پر زوردار تھپڑ دے مارا۔

مہک ایک جانب زرا سی لڑکھ گئی۔وہ واپس اٹھتے ہوئے ہاتھ چہرے پر رکھے ماں کو پشیمان نظروں سے دیکھنے لگی۔

"شرم آتی ہے مجھے تمہیں اپنی اولاد کہتے ہوئے۔تم نے انجانے میں اپنی ہی بہن کی زندگی تباہ کر دی۔۔اپنے ایک فضول مقصد کے لیے کتنی زندگیاں اجاڑ دیں۔۔"سدرہ مہک کو حقارت سے دیکھتے ہوئے بولیں تھیں۔

"ناتم نے کبھی کہانا اعجاز نے بتا پائے مگر وہ بھی تمہاری ہی کسی حرکت کے باعث مر گئے ہونگے۔۔۔"سدرہ کے لہجے میں بے حد طیش تھا۔

"کاش کہ میری ایک ہی بیٹی ہوتی۔ہانیہ جس نے اپنے ہمارے رشتے کے تعلق سے انجان رہ کر بھی ہر کسی سے اچھا سلوک کیا۔۔۔کاش کہ اس دن ہانیہ کے بجائے کوئی تمہیں اٹھا لے گیا ہوتا اور تم پھر کبھی نہیں ملتی۔۔۔میں تب صبر کر لیتی مگر اب۔۔۔۔"وہ سرخ پا ہوتے چہرے کے ساتھ شدت سے بولتیں جملہ ادھورا چھوڑ گئیں تھیں جبکہ مہک ہاتھ چہرے پر رکھے انہیں پلکیں جھپکائے بنا دیکھے جا رہی تھی۔

سدرہ مزید کچھ بولے بنا اسکے سامنے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہے اور اپنے کیے کی سزا بھی بھگت چکی ہو۔۔۔اب اگر کوئی احساس باقی ہے تو کوشش کرو کہ اپنی خطا درست کر سکو۔"سدرہ نے اس بار زرا ٹھہراو دار لہجے میں مہک کو ہدایت کی تھی۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں نے کوشش نہیں کی ہو گی۔" مہک نے سدرہ کی طرف دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ہے تمھارا" سدرہ نے استفسار کیا تو مہک چند لمحے خاموش رہی۔۔

کچھ لمحوں بعد وہ پھر سے خود کو وقت کے دریچوں میں سے گزارتے ہوئے ماضی میں لے گئی تھی۔

****

"اوہ آپی۔۔۔ تمہیں تو بہت تکلیف ہوئی ہو گی نا۔۔" کرن ہانیہ کی بات سن کر جھر جھری لیتے ہوئے بولی تھی۔ اسکے لہجے میں ہانیہ کے لیے بہت فکر مندی تھی۔

"تکلیف تو ہوئی تھی۔ مگر چہرے جلنے کی نہیں۔۔اپنی اماں کو کھونے کی۔۔۔اس انسان کی موت کی جس سے جب بھی ملی باپ جیسی شفقت ملی۔اپنے بیٹے کو گود میں کھلا کر اس سے مانوس ہو کر اسے جھوڑ دینے کی تکلیف۔ مجبوری میں دھوکے کا حصہ بننے کی تکلیف اور سب سے زیادہ جسے چاہا اسے پا کر بھی نا پانے کی تکلیف۔۔۔" ہانیہ نے اپنے سامنے رکھے پلاسٹک کے شاپر میں پیک ہوئے کھلونے بڑے شاپر میں بھرتے ہوئے حسرت زدہ لہجے میں گہری سانس لیتے کہا۔

کرن نے سمجھ اور نا سمجھی کے درمیان سر اثبات میں ہلا دیا پھر خیال آنے پر بولی۔

"آپی تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں اپنے بیٹے سے کیسے ملی۔۔۔"

کرن کے سوال پر ہانیہ زرا سا مسکرائی۔

پھر اس ہال کمرے میں لگی گھڑی کی طرف دیکھا جس کی سوئیاں آگے کی جانب چل رہی تھیں مگر ہانیہ کے دیکھتے دیکھتے وہ پیچھے کی جانب رواں ہونے لگی۔

****

ماضی

اعجاز صاحب کی وفات کے دو دن بعد۔

مہک اپنے کمرے میں موجود تھی اور ہاتھ میں اعجاز صاحب کا موبائل پکڑ رکھا تھا۔

وہ ان کے موبائل سے عمیر کی بھیجی گئی ہر تصویر اور ویڈیو ڈلیٹ کر رہی تھی تاکہ انہیں سدرہ نا دیکھ لے۔

باپ کو کھونے کے بعد وہ ماں کو نہیں کھو سکتی تھی۔

اپنا کام مکمل کر کے اس نے ایک گہری سانس لی پھر اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

کچھ ماہ پہلے وہ وجاہت سے جھگڑا کر کے عالمگیر ہاوس چھوڑ کر آ گئی تھی۔۔۔

اس کے بعد وجاہت کو ہفتہ پہلے جنازے پر دیکھا تھا اور اس بات کا شدت سے احساس کیا تھا کہ وجاہت آج بھی اس سے ناراض ہے۔

وہ کمرے سے نکلی اور سدرہ کے کمرے میں پہنچی جو اعجاز صاحب کے ایصال ثواب کے لیے قرآن پڑھ رہی تھیں۔

مہک خاموشی سے ان کے پاس جا بیٹھی۔

سدرہ نے فارغ ہو کر اسکی طرف دیکھا پھر مستفسر ہوئیں۔

"کیا بات ہے۔؟"

"آپ کل وجاہت سے بات کریں۔۔اسے کہیں کہ مہک کو اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔اسے کہیں کہ سب کچھ بھول کر اس رشتے کو اپنا لے۔" وہ سدرہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی تھی۔

سدرہ نے چند لمحے اسے دیکھا پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

مہک کا ارادہ تھا جب وہ اور وجاہت ایک ساتھ ہونگے تو وہ اسے ہانیہ کے متعلق سب بتا دے گی۔۔۔لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکا تھا۔

****

ہانیہ کو ہسپتال میں دوسرا دن ہو چکا تھا۔اس جگہ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

دل میں عجیب سے ہول بھی اٹھ رہے تھے۔

اماں (نفیسہ) کی فکر بھی لاحق تھی۔

اور مہک بھی دوبارہ نہیں آئی تھی۔

وہ اس جگہ سے جانے کا ارادہ کرتی بیڈ سے اٹھنے لگی تھی جب دروازہ کھول کی مہک اندر آئی۔

ہانیہ نے دیکھا مہک کی آنکھیں سرخ تھیں گویا دو رات کی جاگی ہوئی ہو۔

"تم کہیں جا رہی تھی۔" مہک نے اسے دیکھتے پوچھا۔

"مم۔میرا یہاں دم گھٹ رہا تھا۔۔تو باہر جا رہی تھی۔۔" ہانیہ نے نچلے ہونٹ کی ساخت خراب ہونے کے باعث قدرے آہستہ آواز میں اٹکتے ہوئے کہا تھا۔

"میں ڈاکٹر سے تمھارے ڈسچارج پیپرز سائن کروالوں۔پھر ہم دونوں چلتے ہیں۔" مہک نے اسکے پاس آتے کہا تو ہانیہ نے سر حامی میں ہلایا۔

وہ اس جگہ مزید نہیں رہنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ہسپتال سے نکل کر اولڈ ہوم کی جانب رواں تھیں۔

ہانیہ اندر پہنچتے ہی اماں سے ملی تھی۔

اماں تو بینائی سے محروم تھیں سو اسکا چہرا انہیں دیکھ سکتی تھیں تاہم باقی عورتیں اسے دیکھتے ہوئے گھن کھا رہی تھیں۔

ہانیہ نے انکی نظروں سے زچ ہوتے ہوئے اپنا چہرا چادر سے ڈھک لیا۔

اماں سے بات کر کے انہیں سب ٹھیک ہے کی تسلی دے کر وہ مہک کے ساتھ باہر نکل آئی۔

"مام کل وجاہت سے بات کریں گی۔اگر وہ اپنی بیوی کو اپنانے پر مان گیا تو میں پھر اسے سب سچ بتا دوں گی تمھارے بارے میں۔۔" اولڈ ہوم سے نکل کر سڑک پر چلتے ہوئے مہک نے ہانیہ کو اپنا ارادہ بتایا۔

"نہیں۔۔۔تم اسے کچھ مت بتانا۔۔۔اگر وہ راضی ہو جائے تو تمہیں میرے بیٹے تک رسائی مل جائے گی۔۔۔تم بس کسی طرح مجھے اس سے ملوا دینا۔۔۔لیکن وجاہت کو میرے بارے میں مت بتانا۔"ہانیہ چلتے چلتے رکی اور تیزی سے سر نفی میں ہلاتے مہک کو تاکید کی تھی۔

"لیکن کیوں "مہک نے سوالیہ کہا۔

"میں نہیں چاہتی وہ مجھے اس حالت میں دیکھے۔۔"ہانیہ نے زمین کو دیکھتے افسردگی سے کہا پھر چلنے لگ گئی۔

"تم کہاں جاوگی۔۔"مہک نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"میرا ایک گھر ہے۔یاد تو ہوگا جہاں سے اماں کو ہسپتال پہنچایا تھا۔تم سے ملنے سے پہلے بھی وہیں رہتی تھی اور اب بھی وہیں رہتی ہوں۔۔"ہانیہ کہہ کر پلٹ گئی جب کہ مہک کے تصور میں وہ گھر گھوم گیا۔

وہ چھوٹا سا گھر جس کا لکڑی کا ٹوٹا ہوا دروازہ تھا۔

****

سدرہ نے وجاہت سے بات کی تھی اور وجاہت مہک کو اپنانے کو تیار ہو گیا تھا۔

وہ اسے اپنے ساتھ لکڑی والے گھر لے آیا تھا جو شہر کے شور شرابے سے دور تھا۔

دونوں کے درمیان گفتگو کا سلسلہ بند تھا۔

ایک واضح لکیر درمیام میں کھینچی تھی جو کہ دونوں طرف سے تھی۔

وجاہت کی طرف سے یہ لکیر ناراضی کی تھی جبکہ مہک کی طرف سے ندامت کی۔

مہک کو تب ہی شمس کی دل کی بیماری کے متعلق معلوم ہوا تھا

وجاہت شمس کو اکثر ہسپتال لے جاتا تھا۔

مہک کے ذہن میں ایک خیال آیا۔

وہ ہسپتال میں شمس اور ہانیہ کی ملاقات کرواسکتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ ہانیہ کس روز ہسپتال آئے گی اپنے چہرے کا چیک اپ کروانے۔

اتفاق سے اس روز وجاہت بھی شمس کو ہسپتال لے جانے والا تھا۔

مہک نے ساتھ چلنے کی خواہش کی تو وجاہت نے حامی بھر لی۔

ہسپتال میں جب شمس کے چیک اپ کے بعد وجاہت ڈاکٹر سے اس کی بیماری اور ریکوری کی بابت بات کر رہا ہوتا

مہک شمس کو لیکر باہر نکل آئی۔

وہ اسے لیکر ایک دوسرے ڈیپارٹمنٹ پہنچی جہاں پہلے سے ہی ہانیہ موجود تھی۔

ہانیہ نے چہرا ڈھانپ رکھا تھا تاکہ شمس اسے دیکھ کر ڈر نا جائے

شمس جیسے ہی اسکے قریب آیا ہانیہ نے اسے گود میں اٹھالیا اور والہانہ پیار کرنے لگی۔

شمس کے لیے یہ محبت اور ممتا بھرا لمس ابھی نیا تھا تو وہ اسے قبول نہیں کر پا یا تھا۔

"شمس یہ تمھاری ماماہیں۔۔ہانیہ۔۔"مہک نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ رونے لگاتو ہانیہ نے اسے فورا گود سے اتار دیا۔

"میرا بچہ مجھے قبول نہیں کر رہا۔۔"ہانیہ دلبرداشتہ ہوئی تھی۔

"اس نے اپنے ہوش میں پہلی بار تمہیں دیکھا ہے۔وہ آہستہ آہستہ تمہیں اکسیپٹ کر لے گا۔"مہک نے اسے تسلی دی تھی۔

اور اسکی بات سچ ثابت ہوئی تھی۔

ممتا کی چاہت میں اس قدر طاقت تھی کہ اگلی ایسی چند ہی ملاقات میں شمس ہانیہ سے مانوس ہونے لگا تھا۔

وہ ہانیہ سے مل کر خوش ہوتا تھا۔اس کے ساتھ کھیلتا تھا۔

اسے اپنی ماں ماننے لگا تھا۔

وہ ہانیہ کے جلے ہوئے چہرے سے بھی خوف نہیں کھاتا تھا

ہسپتال کے وہ کچھ وقت کے لمحے جب شمس ہانیہ کے ساتھ ہوتا ہانیہ اس لمحے اپنی مکمل زندگی جی لیتی تھی اور پھر اسکے جانے کے بعد اپنے نئے جنم کا انتظار کرتی تھی۔

****

حال۔۔۔

"تواس لیے تم وجاہت کے ساتھ رہ رہی تھی تاکہ ہانیہ اور شمس کی ملاقات کرواسکو۔"سدرہ نے اسکی بات سن کر سمجھتے ہوئے کہا۔

"مگر پھر تم شمس کی سالگرہ والے دن سب چھوڑ کر چلی کیوں گئی تھی۔"سدرہ نے ذہن میں اٹھتی ایک مزید الجھن کی بابت پوچھا۔

مہک جواب دیے بنا اٹھ کھڑی ہوئی اور کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"اس بات کا جواب مجھے وہ لمحہ یاد کرواتا ہے جب میرے جسم اور روح کو اذیت کا شکار بنایا گیا تھا۔آپ پلیز مجھ سے یہ سوال مت کریں۔۔۔"وہ اپنے بازو سختی سے سینے پر لپیٹے خود پر بامشکل صبر کیے آنکھوں میں ابھرتی تکلیف کے ساتھ کرب سے بولی تھی۔

سدرہ کچھ دیر اسکی پشت دیکھتی رہی پھر کمرے سے نکل گئی۔

****

"آپی مگر تم اب اپنے بیٹے سے کیوں نہیں ملتی۔۔۔"کرن نے ہانیہ کی شمس سے ملاقات والی بات سن کر پوچھا۔

ہانیہ نے جواب دیے بنا گہری سانس لی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے ابھی یہ سامان ڈلیور کرنا ہے۔دیر ہورہی ہے۔۔"وہ کہتے ہوئے کھلونوں والا شاپر اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئی

۔

کرن نے اسے جاتا دیکھا پھر اردگرد نظر ڈالی۔

ایک لڑکی تنہا بیٹھی نظر آئی۔

وہ اشتیاق سے اسکے پاس جا بیٹھی۔

"میں کرن ہوں۔۔۔۔" پھر اس لڑکی کو اپنی کہانی سنائی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔" وہ اب دوسری لڑکی کی بھی روداد سننا چاہتی تھی۔

"مجھے ایکٹنگ کا شوق تھا۔ہیروئین بننا چاہتی تھی۔ عمیر نامی ایک لڑکے سے اسی سلسلے میں دوستی ہوگئی۔ پھر اس نے بلیک میل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ میرے چچا تک بات پہنچ گئی اور مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔" آئلہ نامی اس لڑکی نے کرن کو اپنی روداد سنائی۔

وہ بھی ان لڑکیوں میں سے ایک تھی جن کو عمیر نامی شخص نے اپنے جال میں پھنسا کر پیسہ بٹورا تھا۔

کرن اور آئلہ کچھ دیر مزید باتیں کرتی رہیں۔۔ پھر آئلہ اٹھ کر چلی گئی تو کرن اسی جگہ بیٹھ گئی اور بیزاریت سے ارد گرد دیکھنے لگی۔

اس کے ذہن میں کچھ چل رہا تھا۔

وہ آئلہ اور رہانیہ کی باتیں سن کر تانے بانے بننے لگی تھی۔

اپنی سوچ کو ایک زاویے پر لاتے ہوئے اس نے زیر لب ایک نام پکارا تھا

"عمیر"

****

چھ ماہ بعد۔۔۔۔

انسپیکٹر ہارون کی ٹیم کی جانب سے ہانیہ کی تلاش جاری تھی مگر کوئی لیڈ نہیں مل رہی تھی۔

وہ دیگر کیسز کے ساتھ اس معاملے میں بھی اپنی کوششوں میں مصروف تھا۔

جبکہ دوسری جانب وجاہت کروبار سنبھالنے کی مصروفیت کے باعث بھی ہانیہ کو تلاش کرنا نہیں بھولا تھا۔

اور اس سب کے دوران وہ اس نقاب پوش چھل والی کے حصار سے بھی نہیں نکل پایا تھا۔

وہ اتوار کا دن تھا۔

اس روز شمس کی چوتھی سالگرہ تھی۔

"تو میرے بیٹے کو برتھ ڈے پر کیا گفت چاہیے۔۔۔" وجاہت نے اسے گود میں بیٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہانیہ۔۔۔" شمس نے ایک لفظی خواہش میں مکمل دنیا کی طلب کی تھی۔

وہ اب ہانیہ کو ہائیہ نہیں پکارتا تھا۔

وجاہت نے اسے گہری سانس لیکر دیکھا جو باپ کی جانب امید سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں نہیں۔۔ تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ اس بار تمھاری سالگرہ پر تمہیں گفٹ میں ہانیہ دے دے۔" وجاہت نے اسکے ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

"تب تک بابا اپنے بیٹے کو اسکی فیوریٹ والی ٹوائے کار لیکر دیتے ہیں۔۔۔" وہ جوش بھرے انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور شمس کو لیکر اپنے ساتھ نکل پڑا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ شمس کی انگلی تھامے ایک کھلونوں والی دکان میں داخل ہو رہا تھا۔۔

وہ اندر بڑھا تو ٹھٹک کر رکا۔

کاونٹر پر نقاب پوش لڑکی کھڑی تھی۔

لڑکی کی اس طرف توجہ نا تھی مگر وجاہت نا چاہتے ہوئے بھی اسے دیکھے گیا۔

دفعتاً وہ لڑکی بھی اس جانب پلٹی اور وجاہت پر نظر پڑتے ہی نا محسوس انداز میں چونکی۔

اسکے ہاتھ میں کچھ رقم تھی جو غیر ارادی طور پر ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے جبکہ نوٹ دکان میں ارد گرد بکھر رہے تھے۔

****

کھلونے والی اس دکان میں نوٹ ادھر ادھر بکھر رہے تھے۔

وجاہت دروازے میں کھڑا سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جبکہ لڑکی کاونٹر کے آگے کھڑی تھی۔

وہ ابھی ابھی دکان دار سے کھلونوں کے بڑے شاپر کے عوض پیسے لیکر پلٹی تھی اور وجاہت کو دیکھ کر چونک گئی تھی۔

وجاہت نے اگلے ہی لمحے اپنا سکتہ توڑتے ہوئے نقاب پوش لڑکی کے پیسے سمیٹنے شروع کر دیے

وہ ایک لمحے میں ہی اس وقت میں پہنچ گیا جب اس نے پھل فروش لڑکی کے پھل سمیٹ کر اسے دیے تھے۔

چند لمحوں کی اس ملاقات کا اثر اب تک تھا۔

یقیناوہ لڑکی کوئی آسیب ہی تھی۔

"آپکے پیسے۔۔" وجاہت نے پیسے لڑکی کی جانب بڑھائے تو وہ دھیرے سے "شکریہ" کہہ کر اطراف سے ہو کر نکل گئی۔

وجاہت اپنی جگہ پر ٹھہر سا گیا۔

شکریہ کے الفاظ اسکی سماعت میں گونجنے لگے تھے

وقت پھر سے تھم کر کئی سال پیچھے چلا گیا تھا اور اب پھل فروش لڑکی اسکے سامنے کھڑی شکریہ کہہ کر جا رہی تھی۔

کیا یہ کوئی اتفاق تھا یا اسکے خیال و گمان پر قابض رہنے والی اسکے سینے میں درد دینے والی لڑکی یہی تھی۔

شمس دکان میں آتے ہی ڑیکس میں لگی ٹوائے کار کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"بابا۔ مجھے یہ لینی ہے" شمس کی آواز پر جہاں وجاہت حال میں آیا دروازہ پار کرتے ہوئے ہانیہ بھی ٹھہر گئی۔

ہانیہ نے بامشکل خود پر ضبط کیے رکھا۔

اسکی زندگی کے دو محبوب ترین انسان وہاں موجود تھے۔

"ہاں۔میں اپنے بیٹے کو ضرور لیکر دوں گا۔۔"وجاہت نے شمس کی طرف مسکرا کر دیکھا پھر دروازے میں کھڑی لڑکی کو۔

"ایکسکیوز می؟وجاہت نے پکارا تو ہانیہ اپنا ضبط توڑ کر اسکی طرف رخ کر گئی۔

"کیا آپ پھل بیچا کرتی تھیں کچھ سال پہلے۔ریڑھی پر"وجاہت نے اپنا شبہ دور کرنا چاہا تھا۔

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"ہانیہ نے اپنا لہجہ مدھم رکھتے سوال کیا۔

"وہ کیا ہے نا کہ چند سال پہلے ایک پھل فروش لڑکی سے سامنا ہوا تھا۔تب اس نے اپنے پھل گرا دیے تھے اور آج آپ نے پیسے۔مجھے لگا کہ۔۔خیر شاید یہ کوئی اتفاق ہو۔۔"وجاہت نے مختصر سی تفصیل کے بعد سر جھٹک کر کہا تھا۔

"اگر کبھی پھر وہ لڑکی آپ کے سامنے کچھ بکھیر دے یا خود بکھر جائے تو کیا آپ سنبھال لیں گے۔۔"ہانیہ نے چند لمحوں بعد بہت مان کے ساتھ اس سے سوال کیا تھا۔

"میں نے آٹھ سال سے اس لڑکی کو اپنے دل میں سنبھال رکھا ہے۔یہاں تک کہ آج میں خود بکھرا ہوا ہوں۔" وجاہت نے گہری آہ بھرتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"تو آج اس لڑکی کو اپنے دل کے ساتھ اپنی بانہوں میں بھی سمیٹ لیں۔وہ لڑکی بھی بکھری ہوئی ہے۔"ہانیہ نے کہتے ہوئے اپنا نقاب نیچے کیا تو وجاہت اسے دم سادھے دیکھے گیا۔

"ہانیہ۔۔۔"وجاہت کی آواز کسی کنواں سے آتی محسوس ہوئی۔

"ہانیہ۔۔۔۔"شمس کی اس پر نظر پڑی تو بھاگا ہوا اسکے قریب آیا۔

"بابا۔دیکھیں ہانیہ۔۔۔اللہ نے میری دعا سن لی۔۔۔مجھے ہانیہ مل گئی۔۔۔"وہ پورے جوش اور خوشی سے وجاہت کو پکارتا ہانیہ کی ٹانگوں سے لپٹ چکا تھا۔

ہانیہ میں بھی ممتا کی تڑپ اٹھی تھی اور وہ خود بھی نیچے فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر شمس کو پیار کرنے لگی تھی۔

"ہانیہ۔۔۔چلو گھر چلتے ہیں۔"شمس نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا تو ہانیہ نے پھیکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"بابا چلو نا۔۔"شمس نے وجاہت کو بھی پکارا تو وہ اسکا سکتا ٹوٹا۔

جو وہ سوچ رہا تھا کیا ویسا ہی تھا

جس لڑکی کو وہ بہت دور سمجھ رہا تھا وہ ہمیشہ سے اسکے قریب تھی اسکی بیوی کے روپ میں۔

ہانیہ نے وجاہت کی طرف تذبذب سے دیکھا۔

وہ جانتی تھی کہ وجاہت اس سے نفرت کرتا ہے۔

"مم۔۔۔میں جانتی ہوں آپ مجھ سے نفرت۔۔۔"ہانیہ نے الفاظ منہ میں ہی قید تھے جب وجاہت نے آگے بڑھ کر اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔

"میں ابھی کچھ نہیں سننا چاہتا۔میں صرف یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال سے جس لڑکی نے مجھے قید کر رکھا ہے کیا وہ تم ہی ہو۔۔کیا وہ پھل فروش لڑکی تم ہی ہو جو میری زندگی میں کبھی مہک تو کبھی ہانیہ بن کر آتی رہی ہو۔آخر ہو کون تم۔۔۔"وجاہت نے اسے بازوؤں سے تھاما اور اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔

اسکے لہجے میں ایسی شدت تھی جسے ہانیہ اپنے اندر اترتی محسوس کر رہی تھی۔

"وہ غریب پھل فروش لڑکی جس نے مجبوری میں ایک ایسے شخص سے شادی کی جسے وہ اتفاقی طور پر اس روز دل دے بیٹھی تھی جب اس نے بہت سی لوگوں کی بھیڑ میں اسکے پھل اٹھا کر دیے تھے۔" ہانیہ نے بھی اسکی نظروں میں دیکھتے جزب سے کہا تھا۔

وجاہت اسے کافی دیر تک ایسے ہی دیکھتا رہا پھر ارد گرد سے بے نیاز ہانیہ کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیے وہ اسکے چہرے پر بوسہ دینے لگا۔

وہ چہرا جسے دیکھ کر کوئی بھی انسان کراہیت کھائے وجاہت اس چہرے کو والہانہ طور پر چوم رہا تھا۔

اور ہانیہ اپنی آنکھیں بند کیے اس شخص کے لمس کو محسوس کر رہی تھی جس سے اس نے بے پناہ محبت کی تھی۔

"میں نے اس روز تمھاری شکل نہیں دیکھی تھی۔ تمھاری آواز بھی ٹھیک سے نہیں سنی تھی۔ میرے پاس صرف تمھاری پہچان کے لیے تمھارے جسم پر لپٹا سیاہ کپڑا تھا۔ میں جب بھی تم جیسی دکھنے والی کسی لڑکی کو دیکھتا تو ٹھہر جاتا۔ دل کرتا کہ اس سے پوچھوں کہ کیا تم وہ ہی ہو جس کی مجھے تلاش ہے۔ جس نے مجھ پر سحر باندھ رکھا ہے مگر پھر خود کو روک لیتا۔۔ میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ جب تم میرے سامنے آو گی تو تم سے کیا کہوں گا۔ کس طرح بات کروں گا۔ تم کیسی دکھتی ہو گی۔۔ تمھاری آواز کیسی ہو گی۔ میں سمجھتا رہا کہ آج تک ان باتوں سے انجان ہوں مگر دیکھو میں تو انہیں پہلے سے جانتا ہوں۔ میں سمجھ نہیں پایا۔ میں دیکھ نہیں پایا مگر تم تو کبھی مجھ سے دور تھی ہی نہیں۔۔۔" وہ ہانیہ کے جلے ہوئے چہرے کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جزب اور محبت سے کہہ رہا تھا اور ہانیہ سانس روکے ۔اپنی ڈھڑکن پر قابو کیے اپنے ارد گرد کے منظر کو دھندلا کیے وجاہت کی باتیں سن رہی تھی۔

وہ سمجھتی تھی کہ وجاہت سے محبت اور اتفاقی طور پر شادی اسکی ہوئی تھی مگر دوسری جانب بھی یہی کہانی تھی۔

یقینا یہ اتفاق سے بڑھ کر کچھ تھا

یقینا یہ معجزہ تھا۔

"کیا کہا تھا تم نے ابھی۔وہ دل دینے والی بات۔۔۔مطلب مجھ سے محبت کرتی ہو۔" وجاہت اسکی بات دہراتے ہوئے اشتیاق اور بے یقینی سے بولا تھا۔

"بابا اب گھر بھی چلیں۔کیا ساری باتیں یہیں کرنی ہیں۔" شمس نے ان دونوں کو باتیں کرتے دیکھا تو تنگ آکر کہنے لگا۔

اسکی آواز پر وجاہت نے ہانیہ کے بازو چھوڑے اور خفت زدہ سا ہوتا باہر کی جانب چل پڑا۔

"مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔" وہ گہرے لہجے میں کہتا شمس کی انگلی پکڑ کر آگے بڑھ گیا جبکہ ہانیہ بھی میکانکی انداز میں اسکے پیچھے کھنچی چلی گئی۔

"مجھے یہ پیسے دینے ہیں" وجاہت کی گاڑی مرکزی شاہراہ پر پہنچی تھی جب ہانیہ کو یاد آیا۔

وجاہت نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"قرض دار تو میں بھی تمھارا ہوں۔خیر اپنی ادائیگی پوری کرو۔۔ہمارا قرض تو ساری عمر چلتا رہے گا۔" وجاہت نے اسکی طرف زرا سے جھٹکے ہوئے گہرے لہجے میں بامعنی کہا تو ہانیہ نے لاج سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔

سماجی فلاحی ادارے پہنچ کر ہانیہ تیزی سے اندر گئی اور مطلوبہ شخص کو رقم تھمائی جو کھلونوں کے عوض ملی تھی۔

پھر وہ کرن کو تلاش کرنے لگی۔

وہ جتنے ماہ یہاں رہی تھی کرن سے بہت مانوس ہو گئی تھی۔

کرن اسے نظر نا آئی تو ہانیہ دلبر داشتہ ہو کر باہر نکل آئی مگر جاتے جاتے یہ طے کر لیا کہ کرن سے ملنے یہاں دوبارہ ضرور آئے گی۔

وہ باہر آئی تو وجاہت گاڑی کے آگے بازو لپیٹے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

ہانیہ بنا کچھ کہے آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

وجاہت خود بھی بیٹھ کر گاڑی کو آگے بڑھا لے گیا۔

باقی کا راستہ دونوں میں خاموشی رہی۔

صرف شمس تھا جو دونوں سے باتیں کر رہا تھا اور وہ دونوں اسے جواب دے رہے تھے۔

کچھ دیر بعد گاڑی عالمگیر ہاوس کے دروازے پر رکی۔

وجاہت اتر کر شمس کو لیکر اندر جانے لگا مگر ہانیہ پیچھے رک گئی

"کیا بات ہے اندر کیوں نہیں آ رہی۔" وجاہت نے پلٹ کر اسے الجھن سے دیکھا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔اندر جو لوگ ہیں وہ مجھ سے ناراض ہیں۔مجھے پھر سے چلے جانے کو کہا تو" وہ چہرے جھکائے خدشے کے تحت بولی تھی۔

وجاہت نے شمس کو اندر جانے کا کہا اور خود ہانیہ تک آیا

"اندر موجود لوگوں سمیٹ میں بھی تم سے ناراض ہوں مگر کوئی تمہیں پھر سے جانے کا نہیں کہے گا۔" وجاہت نے اسکا ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے کہا پھر اسے اپنے ساتھ اندر لے جانے لگا۔

"دادو دیکھیں ہم ہانیہ کو لے آئے۔ بڑی دادو یہاں آئیں۔ دیکھیں ہانیہ آئی ہے" شمس اندر جاتے ساتھ ہی شور مچا چکا تھا۔

صباحت بیگم اور ادینہ باہر آئیں تو وجاہت کے ساتھ ہانیہ کو دیکھ کر بے یقین سی ہوئیں مگر پھر ادینہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔

"تم سچ میں لوٹ آئی۔ ہم سب نے تمہیں کتنا یاد کیا۔ شمس تو ہر وقت تمہیں پکارتا رہتا تھا اور تمھاری ماں۔۔۔" ادینہ اس سے الگ ہوئیں اور کہتے کہتے رکی۔

"اماں تو مر چکی ہیں" ہانیہ نے خود کو پالنے والی نفیسہ نامی عورت کی بابت زکر کیا۔

شمس کی سرجری والے دن اپنا گردہ اسکی سرجری کے عوض بیچ کر جب وہ چند دن بعد خاموشی سے ہسپتال سے نکلی تھی تب سب سے پہلے اولڈ ہوم اماں سے ملنے گئی تھی مگر اماں بیڈ پر مردہ پائی گئی تھی۔

"ہانیہ تمھاری ماں زندہ ہے اور تمھاری راہ دیکھ رہی ہے" صباحت بیگم نے پر یقین لہجے میں کہا تو ہانیہ الجھن کا شکار ہوئی۔

"آؤ تمہیں انکے پاس لے چلوں" وجاہت نے اسکی الجھن دیکھتے ہوئے کہا

پھر اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تو ہانیہ پیچھے چل پڑی۔۔

کچھ دیر بعد وجاہت نے اعجاز صاحب کے گھر کے باہر گاڑی روکی

دونوں اندر آئے تو سدرہ لانج میں بیٹھی ہوئی تھیں

"آنٹی۔دیکھیں میں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔آپکی گمشدہ بیٹی کو لے آیا" وجاہت کی بات سن کر سدرہ اٹھ کھڑی ہوئی

وہ آہستہ آہستہ چل کر قریب آئی اور ہانیہ کا چہرا اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"تم وہی ہو۔تم سچ میں وہی ہو۔تم میری ہانیہ ہی ہو۔ستم ظریفی تو دیکھو کہ تم اتنی قریب تھی پھر بھی پہچانا نہیں" وہ ہانیہ کا چہرا پیار سے دیکھتے ہوئے جزبات کی شدت سے رونے لگی تھی۔۔

ہانیہ کا دل سدرہ کی حالت دیکھ کر بھر آگیا تو اسنے سدرہ کو گلے سے لگا لیا۔

وہ مکمل حقیقت نہیں جانتی تھی مگر اس لمحے دل بس یہی کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی ماں کے گلے لگی ہوئی ہے۔

وجاہت نے ان دونوں کو اس لمحے اکیلا چھوڑنا مناسب سمجھا جبکہ خود وہ باہر چلا آیا۔

وہ لان میں پھرنے لگا جب احساس ہوا کہ وہاں کوئی ہے۔

وجاہت نے پلٹ کر دیکھا تو وہاں مہک کھڑی تھی۔

وہ اسے بنا پلک جھپکے دیکھ رہی تھی۔

وجاہت نے سر جھٹک کر اسے نظر انداز کیا تو مہک سر جھکائے اس کے قریب چلی آئی۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وجاہت نے سنجیدگی سے کہا۔

مہک بنا کچھ بولے کچھ لمحہ وہیں کھڑی رہی۔

"میری بہن کو واپس لانے کا شکریہ۔" وہ مدھم سا مسکرا کر بولی

وجاہت نے اسے تیز نظروں سے دیکھا تو مہک دو قدم پیچھے ہٹی۔

"ماما مجھ سے نفرت کرتی ہیں۔ تم بھی مجھ سے نفرت کرتے ہو۔۔ ہر کوئی مجھ سے نفرت کرتا ہے۔۔۔ یہاں تک کہ میں خود بھی اپنے آپ سے نفرت کرتی ہوں۔ کبھی کبھی دل کرتا ہے کہ خود کی جان لے لوں مگر میں ہمت نہیں کر پاتی۔ میں بہت کمزور ہو چکی ہوں۔" وہ وجاہت کی آنکھوں میں دیکھتی گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھی جبکہ وجاہت اسکی باتیں سن کر کوفت سے سر جھٹک گیا تھا۔

"مجھ پر تمھاری کسی بھی بات کو کوئی اثر نہیں ہونے والا۔ لہٰذا اپنا ڈرامہ بند کرو۔۔" وجاہت مہک کے لیے دل میں موجود ہمدردی کی آخری رمق بھی مٹاتے ہوئے بولا تھا۔

"اور ہاں میری بیوی سے دور رہنا۔۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اندر آیا تو سدرہ اور ہانیہ باتیں کر رہی تھیں۔

سدرہ ہانیہ کو اسکی پیدائش کے وقت گمشدگی اور اسکی تلاش کی بابت بتا رہی تھی اور ہانیہ آنکھوں میں آنسو لیے سب سن رہی تھی۔

"یعنی اس روز میرے حقیقی بابا فوت ہوئے تھے۔" ہانیہ نے اپنا دل تھامتے ہوئے کہا تو سدرہ کی آنکھیں بھی بھرنے لگی۔

"پتا ہے جب تم وجاہت سے شادی کر کے اسکے ساتھ رہ رہی تھیں تو تمھارا رویہ بہت بدلا ہوا تھا۔ تم سب کے ساتھ بہت اچھے سے رہتی تھی۔ اعجاز تم سے جب بھی مل کر آتے تو مجھے کہتے کہ ہماری بیٹی بہت بدل گئی ہے۔ وہ بہت خوش ہوتے تھے مگر پھر۔۔" سدرہ کہتے کہتے بات ادھوری چھوڑ گئی تو ہانیہ نے انہیں کرب سے دیکھا۔

"پھر وقت بدل گیا۔ میں نے سب کچھ خراب کر دیا۔۔ میں اپنوں کو ہی دھوکا دینے لگی۔۔" وہ ندامت کے تحت کہہ رہی تھی جب یک دم سدرہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔

"نہیں ہانیہ۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم سب سچ جانتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ سب کرنے کے لیے تمہیں مہک اور اس لڑکے نے مجبور کیا تھا۔ تمھارا کوئی قصور نہیں تھا۔" سدرہ نے حقیقت جاننے کا انکشاف کرتے ہوئے اس سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

ہانیہ کچھ دیر ماں کا چہرا دیکھتی رہی۔ وہ اب صباحت بیگم اور ادینہ کا اپنے ساتھ غیر متوقع رویے کا سبب سمجھی تھی۔

اسنے چہرا موڑ کر اندر کی طرف آتے وجاہت کو دیکھا۔

"مہک کہاں ہے۔" وہ پھر سدرہ کی طرف دیکھتی سوال کرنے لگی۔

"ادھر ہی ہے۔" سدرہ نے پھیکا سا جواب دیا۔

اس سے پہلے ہانیہ مہک سے ملنے کی بات کرتی وجاہت قریب آیا اور اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر لیا۔

"چلو گھر چلتے ہیں۔ شمس تمہیں یاد کر رہا ہو گا۔" وجاہت نے زور دیتے ہوئے کہا تو ہانیہ نے سدرہ کی طرف دیکھا۔

سدرہ نے بھی سر اثبات میں ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی تو وہ وجاہت کے ساتھ چل پڑی۔

وہ دونوں گاڑی میں آ کر بیٹھے تو وجاہت نے کچھ دور جا کر گاڑی روکی۔

پھر وہ ہانیہ کی طرف دیکھنا لگا جو اپنی نظریں چرانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔

"تمھارے بنا بتائے ہسپتال سے چلے جانے کے بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے۔ ابھی کے لیے فلحال اتنا سن لو ہانیہ۔ تم مہک سے نہیں ملو گی۔" وجاہت نے آخری جملے پر زور دے کر کہا تو ہانیہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مہک میری بہن ہے۔ میں اس سے کیوں نہیں مل سکتی۔؟" وہ سوال گو ہوئی تھی۔

"آہ کم آن ہانیہ۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی تم اسکی طرف داری کر رہی ہو۔" وجاہت نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"وہ سب ایک غلطی تھی۔۔ اور غلط تو میں بھی تھی نا۔ سزا تو مجھے بھی ملنی چاہیے۔" ہانیہ نے سامنے ونف سکرین کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"ہم اس بارے میں تفصیل سے بات کریں گے۔" وجاہت نے حتمی انداز میں کہا پھر گاڑی دوبارہ راستے پر ڈال لی۔

وہ ڈرائونگ میں مصروف تھا۔ کبھی کبھی کن اکھیوں سے ہانیہ کو دیکھتا جو کہ باہر کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تمھارا چہرا کیسے جلا تھا۔" وجاہت نے ایک موڑ کاٹتے ہوئے اس سے سوال کیا تو ہانیہ نے ایک لحظے کو اپنی آنکھیں بھینچی تھیں۔

"گرم پانی گر گیا تھا چہرے پر" ہانیہ نے مہک کو بری الزمہ رکھتے ہوئے بہانہ تراشہ تھا۔

وجاہت نے اسکا جواب سنا تو بے اختیار قہقہہ لگا گیا۔

"ناجانے تم کس مٹی کی بنی ہو۔ابھی بھی اپنی بہن کی سائڈ لے رہی ہو۔۔ہانیہ مت کرو۔ایسا۔مت کرو۔۔اتنی بھی اچھی نا بنو کہ لوگ تمھارا فائدہ اٹھانے لگ جائیں۔اپنے حق کے لیے لڑو۔اپنے حق کے لیے آواز اٹھاو۔اور یاد رکھنا تمھارے ہر قدم پر میں تمھارے ساتھ ہونگا۔" وجاہت نے بات کا اختتام مضبوط لہجے میں کہتے ایک مان کے ساتھ کیا تھا۔

ہانیہ نے بے اختیار اسے دیکھا۔

اس لمحے ہانیہ کو اپنی قسمت اور محبت پر رشک آیا تھا۔

وہ دونوں عالمگیر ہاوس پہنچ چکے تھے۔

ہانیہ کے اندر آتے ہی شمس اسکے پاس بھاگتا ہوا آیا تھا۔

پھر اس کے بعد وجاہت کو موقع ہی نا ملا کہ ماں بیٹے کے درمیان دخل دے سکے۔

وہ صباحت بیگم کے کمرے میں آگیا۔

صباحت بیگم نے اسے پرسکون مسکراہٹ سے دیکھا۔

"تم نے پوچھا ہانیہ سے کہ وہ کیوں چلی گئی یوں اچانک بنا بتائے۔"

"ابھی نہیں۔" وجاہت دو لفظی جواب دے کر بیڈ کراون سے ٹیک لگا گیا تو صباحت بیگم پاس بیٹھ کر اسکا سر سہلانے لگی۔

"کیا تم خوش ہو۔" وہ نرمی سے گویا ہوئیں۔

"آپ جانتی ہیں آج میری زندگی کا سب سے بڑا تجسس ختم ہو گیا۔ جس لڑکی سے میں نے محبت کی جو لڑکی میرے دل و دماغ پر قابض رہی آج اسکی تلاش ہانیہ کے روپ میں ختم ہوئی۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ مہک میں انجانے میں اچھا ہی کیا تھا۔" وہ سامنے دیوار پر کسی مرکائی نقطے کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہتا جا رہا تھا۔

"جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ بیٹا۔" صباحت بیگم نے کہتے ہوئے اسکی پیشانی پر بوسہ لیا۔

"آج مجھے اس بات کا ادراک ہوا ہے کہ اگر انسان اپنی محبت کو قربان کر دے تو کسی نا کسی معجزے کی صورت میں وہ میسر آ ہی جاتی ہے۔ میں نے آپ کی خاطر اس لڑکی کو چھوڑا جس سے مجھے محبت تھی اور آج دیکھیں وہی لڑکی میرے ساتھ ہے۔ یقیناً وہ لڑکی معجزہ ہے۔" وہ اپنی آنکھوں میں چمک لیے کہتا جا رہا تھا جبکہ صباحت بیگم اسے سن رہی تھی۔

"تم مجھے اگر شادی سے پہلے یہ سب بتاتے تو کیا معلوم تم اپنی محبت کی تلاش میں کب تک بھٹکتے رہتے۔ مگر تم نے صحیح کہا۔ بعض دفعہ ہم کسی مجبوری یا مان کی خاطر ایسا کام کر جاتے ہیں جس کے متعلق ہمیں بات میں علم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے فائدے کی ہی بات تھی۔" صباحت بیگم نے مضبوط لہجے میں کہا تو وجاہت نے انکی طرف دیکھا۔

"تھینکس دادو۔ تھینکس۔" وہ کہتے ہوئے انکی گود میں سر رکھ گیا تو وہ بہت پیار سے اسکا سر سہلانے لگی۔

جب سے انہیں مہک کی حقیقت کا علم ہوا تھا وہ دن رات یہی دعا کرتی رہتی تھیں کہ وجاہت کی زندگی میں پھر خوشیاں لوٹ آئیں اور آج وہ انہیں بہت عرصے بعد خوش لگا تھا۔۔۔۔

شمس ہانیہ کو کمرے میں لے آیا تھا۔

کبھی وہ اسے اپنے کھلونے دیکھاتا تو کبھی کلرنگ بکس۔

"ہانیہ پتا ہے بابا کہہ رہے تھے کہ اب میں بھی سکول جاوں گا۔میں بھی دوست بناوں گا۔" وہ اشتیاق بھرے انداز میں بولا تو ہانیہ نے اس پر فدا ہوئی۔

اگلے ہی لمحے ہانیہ نے شمس کو اپنے ساتھ بھینچ لیا۔

وجاہت اسی وقت کمرے میں آیا تو دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

"تمہیں پہلے جانا ہی نہیں چاہیے تھا جو اب اپنے بیٹے کو خود سے لپٹا لپٹا کر تھک نہیں رہی ہو۔" بظاہر عام سے لہجے میں کہتے ان جملوں میں ہانیہ کو طنز کی رمق محسوس ہوئی تھی۔

ہانیہ بنا کچھ کہے شمس کی طرف ہی متوجہ رہی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ پھل کیوں بیچا کرتی تھی۔" وجاہت نے جیسے بات کرنے کا بہانہ تلاش کیا تھا۔

"اماں کی بینائی چلی گئی تھی۔پیٹ پالنے کو کوئی تو کام کرنا تھا۔لوگوں کے گھروں میں کام کیا تو بھی بات نہیں بنی۔ مجھے ایک گھر سے الزام لگا کر نکال دیا گیا۔پھر کوئی راستہ نہیں تھا تو اپنی دوست نجمہ کے بیمار باپ کی پھلوں اور ریڑھی لے کر نکل پڑی۔مگر تب بھی لوگوں کی عجیب نظریں اور طعنے سننے کو ملے لیکن ان سب کے درمیان ایک تم تھے۔

جس نے نا عجیب نظر سے دیکھا اور نا طعنہ کسا۔" وہ مختصر سی تفصیل سے کہتی آخر میں وجاہت کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی تھی۔

" بابا آپ ہمیں ڈسٹرب کر رہے ہیں۔ مجھے ماما سے ابھی بہت سی باتیں کرنی ہے۔ آپ بعد میں آنا" شمس نے وجاہت کے بولنے سے پہلے ہی کہا تو وجاہت نے اسے مصنوئی سا گھورا۔

"پر بابا کو بھی تو ماما سے بات کرنی ہے۔"

" ابھی شمس کی باری ہے۔ جب میں سکول چلا جاوں گا تب آپ بات کرنا" وہ معصومیت سے کہتا اسے مشورہ دے گیا تو وجاہت کا بے اختیار قہقہہ بلند ہو گیا۔

" ایسا کرتے ہیں۔ آپ دونوں باتیں کر و اور بابا یہاں بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔" وہ اپنی ہنسی روکتے ہوئے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

" ٹھیک ہے۔" شمس نے کاندھے اچکا کر اسے اجازت دے دی۔

" ماما۔ آج میری برتھ ڈے ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے گفٹ میں ہانیہ مل جائے اور مجھے آپ مل گئی۔" وہ پھر سے بھرپور خوشی سے کہتے ہانیہ سے بات کرنے لگا جبکہ ہانیہ اسکی باتیں مسکرا کر سننے لگی۔

چہرا جلا ہونے کے باعث وہ ٹھیک سے مسکرا نہیں پاتی تھی مگر اس چہرے کے مسکراہٹ وجاہت اور شمس دونوں کو ہی بہت عزیز تھی۔

****

انسپیکٹر ہارون ضیا اس وقت اپنی منگیتر ڈاکٹر تانیہ کے ساتھ ایک فارمل ڈنر کے لیے ریستوران میں موجود تھا۔

"ہارون۔ہم پچھلے پانچ سال سے ریلیشن میں ہیں۔ تین سال ہو گئے انگیجمنٹ کو۔شادی کاارادہ کب ہے۔"تانیہ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"ویل تم مجھ سے پوچھ رہی ہو تو ہمیں ریٹائر ہو کر بڑھاپے میں ہی شادی کرنی چاہیے۔پھر ہمیں ڈسٹرب کرنے کے لیے ناکوئی پیشنٹ ہوگااور ناہی کوئی مجرم "یارون نے آنکھ دباتے ہوئے کہاتوتانیہ نے اسے مصنوئی طور پھر گھورا۔

"اور ہم دونوں کسی اولڈ ہوم میں بیٹھے اپنے مریضوں اور مجرموں کی باتیں کر رہے ہونگے۔"تانیہ نے بھی اسکی بات سے بات نکالی توہارون ہسن پڑا۔

"یعنی تب بھی ہمیں ڈسترب کرنے کے لیے وہ موجود ہونگے۔"ہارون نے بےزاری سے کہا۔

دفعتااسکاموبائل بجنے لگا۔

پولیس اسٹیشن سے کال تھی۔

"لونالیااور حاظر ہو گئے۔"تانیہ بیزاریت سے بولی تھی۔

"ہاں کہو۔"ہارون نے کال اٹھا کر کہا۔

دوسری جانب سے کانسٹیبل تھاجو کہہ رہاتھا۔

"سروہ عمیر نامی قیدی کی کسی نے ضمانت کروالی ہے۔"

ہارون نے بےاختیار اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں مگراسکارد عمل اتناسخت نہیں تھا۔

****

"یہ رہی ان تمام لڑکیوں کی لسٹ جو عمیر کے چنگل میں پھنس کر اس سے بلیک میل ہوتی رہیں ہیں۔ ان کے نام اور ایڈریس لکھے ہیں۔" رات کے نیلگوں اندھیرے میں اس شخص نے وہ فائل سامنے کھڑی دبلی پتلی سی لڑکی کو تھمائی۔

"اور میں تمھارا یقین کیسے کروں۔ تم بھی تو اسکے ساتھ ہی۔۔۔" لڑکی نے فائل تھامتے ہوئے کہا شک بھرے لہجے میں کہا تو جواباً لڑکے نے بات کاٹی۔

"میں اسکے ساتھ تھا پر اب نہیں ہوں۔ انفیکٹ میں ہمیشہ اسے سمجھاتا رہا کہ وہ غلط کر رہا ہے لیکن دوستی کی مجبوری میں اسکا ساتھ دیا مگر اب مزید نہیں کیونکہ بات حد سے بڑھ چکی ہے۔۔" اندھیرے کی اوٹ سے وہ کہتا ہوا باہر آیا تو چہرا واضح ہوا۔

وہ عمیر کا دوست حیدر تھا۔

"کمال ہے! جب پکڑے جانے کی باری آئے فوراً خود کو مجبور ظاہر کر دو۔" لڑکی نے استہزائیہ کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

"میں خود کو مجبور ظاہر نہیں کر رہا ہوں۔ میں نے ابھی کہا کہ میں بھی عمیر کے ساتھ تھا اور اس لحاظ سے میری جو بھی سزا بنتی ہے میں اسکے لیے تیار ہوں۔" حیدر نے سر نفی میں ہلاتے اپنی بات کی تصحیح کی تھی۔

"ہوں۔" لڑکی اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گئی جبکہ وہ اسی جگہ کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

****

ڈاکٹر تانیہ کو ریسٹورنٹ میں ہی چھوڑ کر انسپیکٹر ہارون

پولیس اسٹیشن آ گیا تھا

"عمیر کی ضمانت کس نے کروائی۔" وہ اندر داخل ہوتے ہی ایک کانسٹیبل سے اس بابت پوچھنے لگا۔

"سر ایک میڈم تھیں۔ان کے پاس بیل کروانے کی ساری اٹھارٹی تھی۔" کانسٹیبل نے قریب آتے ہوئے کہا تو ہارون نے پر سوچ انداز میں اسے دیکھا۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے ہی پولیس اسٹیشن سے باہر نکل گیا۔

وہ ابھی اپنی جیپ میں بیٹھا ہی تھا جب اسکا موبائل بجنے لگا۔

ہارون نے نمبر دیکھا تو وہ غیر شناسہ تھا۔

اسنے کال اٹھالی۔

"ہیلو بڈی۔۔۔!" دوسری جانب سے آتی وہ زنانہ آواز اسکے لیے انجان نہیں تھی۔

"تم۔۔" وہ بے یقینی سے بولا تھا۔

"تمہیں یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ تم نے اپنا مجرم پکڑ کر اسے اپنے طریقے سے سزا دلوانے کی کوشش کی۔ اب وہ میرا قیدی ہے اور میں اسے اپنے طریقے سے سزا دوں گی۔" زنانہ مگر پختگی سے بھرپور وہ آواز ہارون کی سماعت میں گونجی پھر اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی کال کٹ ہو گئی۔

ہارون نے کئی بار نمبر دوبارہ ملایا مگر ہر بار وہ بند گیا۔

ہارون اس آواز کو اچھی طرح پہنچانتا تھا۔

اسے کانسٹیبل کی باتوں کا مطلب بھی سمجھ آگیا تھا کہ کیوں ضمانت کروانے والی لڑکی اٹھارٹی رکھتی تھی جبکہ ہارون کی ساتھی ماہین سیال نے عمیر کو ناقابل ضمانت گرفتاری پر گرفتار کیا تھا۔

ہارون نے اپنی مٹھی چند لمحوں ہونٹوں پر رکھی اور جیپ آگے بڑھادی۔

وہ جانتا تھا کہ کیس ختم ہو گیا ہے۔

پولیس ریکارڈز میں اب عمیر محض ایک لاپتاانسان ہونے والا ہے۔

****

ایک ہفتے بعد۔۔۔

رات کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا۔

شمس سو چکا تھااور سوتے ہوئے اسنے ہانیہ کا ہاتھ کس کر تھام رکھا تھا کہ وہ کہیں آنے جانے سے قاصر تھی۔

"دیکھو تم نے اسے اتنا خوفزدہ کر دیا ہے کہ وہ تمھارا ہاتھ چھوڑ ہی نہیں رہا۔" وجاہت نے شمس کی مضبوط گرفت دیکھ کر تبصرہ کیا۔

"میں جانتی ہوں۔ تبھی تو اپنا ہاتھ اسے پکڑا رکھا ہے تاکہ پھر کبھی چھوڑ کر نا جاسکوں۔" ہانیہ نے دوسرے ہاتھ سے شمس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"میں تمام ویک بزنس کے معملات میں مصروف رہاتھااور پھر شمس نے ہمیں موقع ہی نہیں دیا کہ بات کر سکیں۔"

وجاہت نے تمہید باندھتے ہوئے کہا۔

"مگر آج میں چاہتاہوں کہ تم مجھے میرے سوالوں کے جواب دے دو۔" وجاہت شمس کی دوسری طرف بیٹھاہانیہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تو ہانیہ نے بے اختیار اپنی نظریں پھیر لیں۔

"شمس کی سرجری والے دن تم بنا بتائے کیوں گئی تھی؟" وجاہت نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے سوال کیا

۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم مجھے ایک چور کی حیثیت سے دیکھو اور مجھ سے نفرت کرو۔" ہانیہ نے چہرا جھکاتے ہوئے کہا۔

وجاہت چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر بیڈ کی دوسری طرف آیا اور ہانیہ کے سامنے نیچے بیٹھا۔

"اور تم نے کیا چرایا تھا۔" وہ بہت آرام سے ہانیہ سے پوچھ رہا تھا۔

"گاؤں والی زمین کے پیپرز۔ جب عمیر نے بتایا کہ اماں بہت بیمار ہیں انکے آپریشن کے لیے بہت پیسے چاہیے تو میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں نے وہ پیپرز چرائے اور انکی جگہ عمیر کے دیے نکلی پیپرز رکھ دیے۔ جب تم یہ جانتے کہ شمس کی سرجری کے لیے استعمال میں لانے والی رقم کا زریعہ میں پہلے ہی ختم کر چکی ہوں تو کیا تم مجھ سے نفرت نہیں کرتے۔" وہ مختصر سی تفصیل کے ساتھ بتاتے ہوئے روہانسا سی ہوئی تھی۔

"اور اس چیز کا ازالہ کرنے کے لیے تم نے اپنی کڈنی بیچ دی۔" وجاہت نے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ہانیہ نے زرا سا سر اثبات میں ہلایا۔

"اور دوسری وجہ۔۔۔" وجاہت نے توقف کے بعد استفسار کیا تو ہانیہ نے اسکی طرف تزبزب سے دیکھا۔

"دادو نے ایک بار بتایا تھا کہ تمہیں شادی کے لیے خوبصورت لڑکی ہی چاہیے تھی۔ مجھ سے دوسری شادی بھی تم نے شمس کے لیے کی تھی۔ تمہیں میرے ہونے یا نا ہونے سے فرق نہیں پڑتا تھا اور میری صورت بھی تمہیں پسند نہیں تھی۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں وجاہت اور ایسے خود کو اپنی محبت کے ہاتھوں نظر انداز ہوتے دیکھنا مجھ سے سہا نہیں گیا۔ بس یہی وجہ ہے کہ میں چلی گئی۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ مجھے ندامت تھی اور دوسری وجہ یہ کہ میں تمھاری نظروں میں خود کو مزید گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی لیکن۔۔۔۔۔" وہ خشمگیں لہجے میں کہتے ہوئے سانس لینے کو رکی۔

"لیکن اپنے ٹوٹے دروازے والے گھر میں تکلیف کی شدت کے ساتھ پڑی میں ہر روز اس بات کی آس ضرور لگائے رکھتی تھی کہ تم مجھے ڈھونڈتے ہوئے آو گے۔ میں جانتی تھی کہ اپنے پیچھے ساری کشتیاں جلا آئی ہوں مگر پھر بھی۔" وہ کہتے ہوئے یک دم خاموش ہوئی۔۔ خود پر رکھا ہوا ضبط کا بند ٹوٹا اور اگلے ہی پل وہ شدت سے رو پڑی۔

وجاہت نے ہانیہ کو روتے دیکھا تو اسکے دل کو کچھ ہوا۔ وہ کھڑا ہوا اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"جانتی ہوں جب مجھے معلوم ہوا کہ کسی نے شمس کی سرجری کے لیے ادائیگی کی ہے اسی لمحے میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب بھی مجھے اسکے بارے میں علم ہوا میں اسکا سارا قرض چکادوں گا اور میرے سامنے تم آئی۔" وجاہت نے اسے خود سے الگ کیا اور اپنے ہاتھوں میں اسکا چہرا لیا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ تمھارا قرض دار ہوں۔ بس اسی وجہ سے ساری عمر تمھارا قرض دار رہنا چاہتا ہوں۔۔ رہی بات چوری کرنے کی تو جب یہ بات سامنے آچکی ہے کہ سب کے پیچھے مہک اور عمیر کا ہاتھ تھا تو تم سے نفرت کرنے کی کوئی وجہ بنتی ہی نہیں۔" وہ اسکا چہرا تھامے ہوئے تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے اور وجاہت اسکی ہر بات کا جواب بہت پیار سے محبت بھرے انداز میں دے رہا تھا۔

"اور رہی بات وہ خوبصورت لڑکی سے شادی کی تو وہ میں نے بہانہ بنایا تھا تا کہ دادو اپنی پسند کی لڑکی سے میری شادی کروا کر اپنے دل کی حسرت پوری کر سکیں۔ اور قسمت کا کھیل دیکھو کہ جسے ہم دونوں ارینج میرج سمجھ رہے تھے وہ لو میرج تھی۔" وہ بات کے اختتام پر محظوظ سا ہنسا تھا۔

ہانیہ کے دل کی ڈھرکن وجاہت کے ہنسے پر بے قابو ہوئی تھی۔

"جو ہوا جیسے بھی ہوا۔ وہ ماضی تھا ہانیہ۔ اسے بھول جاو۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی قسمت میں لکھے تھے۔ جیسے بھی کر کے ہمیں ملنا ہی تھا۔ چاہے پھل فروش لڑکی کے روپ میں یا چاہے میری کزن کے روپ میں۔ چاہے دوسروں کی مرضی سے یا چاہے خود کی مرضی سے ہمیں ایک ساتھ ہی ہونا تھا اور یہی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اور اس ساتھ کہ لیے ہم دونوں نے ہی اپنے حصے کی آزمائش کاٹی ہے۔ مجھ اس بات پر فخر ہے کہ تم میری بیوی ہو۔ سابقہ

بھی اور موجودہ بھی اور سب سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ تم میری محبت ہو۔" وجاہت نے آخری الفاظ بہت جزب اور مان کے ساتھ کہے تھے اور پھر جھک کر ہانیہ کی پیشانی پر اپنے ہونٹ رکھ لیے۔

ہانیہ کی بے قابو ہوتی ڈھڑکنیں مزید اتھل پتھل ہوئی تو اسنے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

وہ کتنی ہی دیر یونہی جھکے اسکی پیشانی پر بوسہ دیتا رہا پھر واپس سیدھا ہوا تو ہانیہ کو بند آنکھوں کے ساتھ بنا آواز روتے ہوئے دیکھا۔

وجاہت نے انگلی کے پوروں پر اسکے آنسو اٹھائے تو ہانیہ نے آنکھیں کھول دیں۔

"مجھے بھی خوشی ہے کہ تم میری محبت ہے۔" وہ آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ تشکر اور مان بھرے لہجے میں بولی تھی پھر خود ہی بے اختیار وجاہت کے ساتھ لگ گئی تو وجاہت اسکا سر سہلانے لگا۔

کچھ لمحے گزرے تھے جب شمس کی ہلچل ہونا شروع ہوئی تو دونوں الگ ہو گئے۔

"ہم دونوں نے بہت مس کیا تمہیں" وجاہت بیڈ پر بیٹھا اور شمس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی۔" ہانیہ کا جواب بھی شمس کو دیکھتے ہوئے آیا تھا۔

"شمس اور بابا ہانیہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔" وجاہت نے آگے جھک کر شمس کی پیشانی پر بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہانیہ بھی شمس اور بابا سے محبت کرتی ہے۔" جواباً ہانیہ نے بھی اسکی پیشانی کا بوسہ لیا تھا۔

پھر وہ دونوں یونہی بیٹھے بہت دیر تک سوتے ہوئے شمس کو دیکھتے باتیں کرتے رہے تھے۔

****

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جہاں مدھم پیلی روشنی تھی۔

"گڈ مارننگ" لڑکی بہت بھرپور پر جوش انداز میں کہتے ہوئے کھڑکی تک آئی اور پردے ہٹا دیے۔

صبح کی امید بڑھی کرنیں کمرے کو روشن کر گئیں تھیں۔

وہ لڑکی ایک جانب مڑی اور مسکراتے ہوئے ویل چیئر پر بے سدھ بیٹھی اپنی بڑی بہن کو دیکھا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ سب ٹھیک کر دوں گی۔ تمھاری اس حالت کا بدلہ لوں گی اور آج وہ وقت آ چکا ہے۔" وہ ویل چیئر کو چلاتے ہوئے باہر نکل آئی اور اپنی بہن سے بہت پختہ اور مضبوط لہجے میں کہا۔

"آج موسم بہت اچھا ہے۔ ہم باہر چلیں گے۔" لڑکی نے خوشی سے کہا پھر اپنی بہن کو ناشتے کی میز پر لے جانے لگی۔

****

"بابا۔۔ پارک چلتے ہیں۔ میں آپ اور رانیہ۔۔۔" وہ اتوار کا دن تھا اور ناشتے سے فارغ ہوتے ہی شمس نے خواہش ظاہر کی تھی۔

"ہاں کیوں نہیں۔" وجاہت نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وجاہت ان دونوں کو لیکر نکل پڑا تھا۔

پہلے وہ پلے لینڈ گئے جہاں شمس نے خوب جھولے لیے۔۔

وہاں سے وہ پارک چلے آئے۔

شمس بال کے ساتھ کھیلنا لگا جبکہ وجاہت اور ہانیہ بینچ پر بیٹھ گئے۔

ہانیہ نے ارد گرد پھرتے لوگوں کی طرف دیکھا تو اسے ایک برقع میں ملبوس لڑکی نظر آئی۔

"میرے پیچھے نا جانے تم کس کس لڑکی کو تاڑتے رہے ہو۔" ہانیہ نے وجاہت کو دیکھتے ہوئے مصنوئی طنز کیا۔

"معاف کرنا مگر میں نے ان سب کے نام نہیں پوچھے۔" وجاہت نے بھی جواب دھٹائی سے دیا تھا۔

"یہاں بہت سی خوبصورت چہرے والی لڑکیاں ہیں۔ تمہیں کسی اور سے محبت ہو گئی تو۔" وہ مصنوئی خدشے کے تحت اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"تو اس سے تیسری شادی کر لوں گا۔" وجاہت نے بھی آنکھ دبا کر کہتے اسے زچ کیا تھا

"تو جاو جا کر کر لو شادی۔" وہ ہونہو کہہ کر دوسری طرف رخ پھیر گئی تو وجاہت بے اختیار قہقہہ لگا گیا۔

"تم سے محبت تب کی تھی جب تمھاری صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔ تمہیں سچ میں لگتا ہے کہ میری محبت میں صورت کا کوئی عمل دخل ہے۔" وہ اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

ہانیہ اسکی بات نہیں سن رہی تھی۔

وہ تو دوسری جانب کسی کو دیکھ رہی تھی۔

وجاہت نے اسکی نظروں کی سمت دیکھا تو مگر اسے سمجھ نا آیا کہ ہانیہ کسے دیکھ رہی ہے۔

اگلے ہی پل ہانیہ اٹھ کر اس طرف بڑھی تھی۔

وہ چند قدم چل کر ایک لڑکی تک پہنچی۔

اس سے کچھ بات چیت کی اور یوں معلوم ہوا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتی ہیں۔

پھر ہانیہ اسے اپنے ساتھ لے آئی۔

"یہ کرن ہے۔ سماجی ادارے میں میرے ساتھ تھی۔ میری دوست میری ہم راز۔ اور کرن یہ وجاہت ہے اور یہ میرا بیٹا شمس۔" ہانیہ نے دونوں کا تعارف کروایا تو کرن نے وجاہت کو سلام کیا جسکا جواب اس نے سر کو خم دے کر کہا۔

"آپی تمھارا بیٹا تو بہت کیوٹ ہے" وہ اسی وقت بال ہاتھوں میں لیے وہاں آئے شمس کے گال پکڑتے ہوئے بولی۔

"اور تمھارے ہیز بنڈ بہت ہینڈ سم ہے۔" ساتھ ہی معصومیت سے وجاہت پر بھی تبصرہ کیا تو ہانیہ جھینپ گئی۔

وجاہت کرن کی بات سن کر محظوظ ہوا اور ہانیہ کے کان میں سرگوشی کی۔

"کہو تو تیسری شادی تمھاری دوست سے ہی کر لوں۔ اسے میں ہینڈ سم بھی لگتا ہوں"

ہانیہ نے اسے کن اکھیوں سے گھورا تو وہ ہنسی دباتا پیچھے ہو گیا۔

"تم کس کے ساتھ آئی ہو۔" ہانیہ نے کرن کی طرف توجہ کی۔

"اپنی بڑی بہن کے ساتھ۔" کرن نے جواب دیا پھر ہانیہ کو اپنی بہن سے ملوانے ساتھ لے گئی جبکہ وجاہت وہیں بینچ پر بیٹھ گیا۔

****

وہ تینوں شام کا کھانا ریسٹورنٹ سے کھا کر عالمگیر ہاوس لوٹے تھے۔

ہانیہ کمرے میں چینج کرنے چلی گئی جبکہ وجاہت شمس کو لیکر صباحت بیگم کے کمرے میں چلا گیا۔

ہانیہ چینج کر کے باہر آئی تو بیڈ پر پڑا اسکا موبائل بج اٹھا۔

وجاہت نے اسے دو دن پہلے ہی نیا موبائل لیکر دیا تھا۔

ہانیہ نے موبائل اٹھایا تو پیغام جگمگا رہا تھا۔

"حساب چکتا کرنے کا وقت آ چکا ہے۔بتائی ہوئی جگہ پر مقررہ وقت پر پہنچ جانا اور اکیلی آنا۔"

****

"حساب چکتا کرنے کا وقت آ چکا ہے۔بتائی ہوئی جگہ پر مقررہ وقت پر پہنچ جانا اور اکیلی آنا۔"

یہ پیغام ہانیہ کے ساتھ مہک کو بھی وصول ہوا تھا جسے پڑھ کر وہ بھی پریشان ہو گئی تھی۔

مہک کے ذہن میں پہلا خیال عمیر کا آیا تھا اور دوسرا وجاہت کا۔

عمیر کے متعلق اسے یقین تھا کہ وہ کسی بھی حد تک گر سکتا ہے لیکن وجاہت کو جتنا وہ جانتی تھی اس حساب سے وجاہت اس سے ہمیشہ دوٹوک بات کرتا تھا یوں اس طرح نہیں۔

وہ اسی نہج پر سوچ رہی تھی جب اس کا موبائل بج اٹھا۔

کال وجاہت کی تھی۔

مہک کو مزید حیرت نے گھیرا۔

وجاہت آخر اس کو کال کیوں کرے گا۔

"ہیلو۔" اس نے کال اٹھالی۔

"مہک میں جو پوچھوں۔ اسکا ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔" دوسری طرف سے وجاہت کی گھمبیر آواز گونجی۔

"کس چیز کا جواب" مہک نے پوچھا۔

"کیا عمیر کی ضمانت تم نے کروائی ہے؟" وجاہت نے اپنا سوال رکھا۔

"واٹ!" مہک کا لہجہ شاکڈ زدہ تھا۔

"واٹ نہیں۔ ہاں یا نا میں جواب دو۔" وجاہت نے گویا کوفت سے کہا تھا۔

"میں بھلا اسے کیوں بیل کرواؤں گی؟" مہک نے جوابی سوال کیا تو دوسری طرف چند لمحے کے توقف کے بعد وجاہت نے جتاتے ہوئے لہجے میں بولنا شروع کیا۔

"کیونکہ وہ تمھارا دوست ہے۔آئی مین عاشق۔کیا معلوم پھر سے تمھارا دماغ پھر گیا ہو اور تم نے۔۔۔"وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا جب مہک نے اسکی بات کاٹی۔

"وہ سب گزری باتیں ہیں وجاہت۔میرا اب اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔"

"اگر تعلق نہیں تھا تو تم شمس کی برتھ ڈے والے دن عمیر کے پاس جانے کا لیٹر کیوں چھوڑ کر گئی تھی۔"دونوں کی بحث کے دوران وجاہت نے انجانے میں مہک کی کمزوری پر وار کر دیا تھا۔

وہ جہاں کھڑی تھی۔وہیں جم کر رہ گئی تھی۔

وجاہت نے جس دن کے بارے میں زکر کیا تھا یہ وہی دن تھا جب مہک کو چار لڑکوں نے اغوا کر لیا تھا اور اس ایک ہفتے کے دردناک زخم آج بھی اسکی روح اور جسم پر موجود تھے۔

"تم خاموش کیوں ہو۔"وجاہت کی آواز اس کے کان میں کسی کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"مممم۔۔۔مجھے عمیر کے دوست حیدر کی کال آئی تھی۔اس نے کہا کہ میں اس سے ملو ورنہ وہ تمہیں اور شمس کو مار دے گا۔"بہت مشکل سے مہک نے لرزتے لہجے کے ساتھ الفاظ ادا کیے تھے۔

"پھر"وجاہت نے استفسار کیا۔

"میں نے بہت دیر تمھارا ویٹ کیا۔تم دونوں واپس نہیں آئے۔تمھارا نمبر بھی بند تھا۔اس لیے میں وہ لیٹر چھوڑ کر نکل گئی اور اس میں عمیر کا زکر کیا تا کہ تم اگر واپس آو تو اسے پڑھ لو۔۔۔تم جان لو کہ میں کہاں ہوں۔یہ اگر عمیر کی

کوئی چال ہو تو کامیاب نا ہو۔ مگر ویسا نہیں ہوا ہے بلکہ اس روز تو میں۔۔۔" مختصر تفصیل کے ساتھ بتاتے ہوئے مہک کی آواز آخر میں ہانپی تھی۔

بے آواز آنسو نکل کر بہہ رہے تھے اور وہ خود پر ضبط کیے لرزتے ہونٹوں کے ساتھ موبائل کان سے لگائے ہوئے تھی۔

"مجھے تب تک اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا وجاہت۔۔ میری وجہ سے عمیر تمہیں یا شمس کو نقصان پہنچاتا میں خود کو معاف نہیں کر پاتی۔" وہ آنسوؤں کی وجہ سے گلوگیر ہوتے لہجے میں ہی بولی تھی۔

دوسری جانب سے کچھ توقف کے بعد کال کٹ ہو گئی۔

وجاہت اس سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا یا اس کے پاس مزید کہنے کو کچھ نا تھا۔

کال بند کر کے وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

اس وقت وہ چھت پر موجود تھا۔

کچھ دیر پہلے صباحت بیگم کے ساتھ تھا جب اسے عمیر کی ضمانت کی خبر ملی تھی تبھی پہلا خیال مہک کا آتے ہی اس سے بات کی مگر باتوں باتوں میں ہی ایک اور انکشاف سامنے آیا۔

وہ عمیر کو بھول کر مہک کے بارے میں سوچنے لگا۔

یہ بات سچ تھی کہ جو بھی مہک نے اسکے اور ہانیہ کے ساتھ کیا تھا وہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گا مگر یہ بات بھی سچ تھی کہ مہک کی غلطی کی وجہ سے ہی وہ دونوں ایک ہوئے تھے۔

وہ انہیں سوچوں میں تھا جب ہانیہ وہاں آئی۔

"وجاہت کیا بات ہے۔" ہانیہ نے اسکا چہرا دیکھتے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔آفس کی کچھ ٹینشن ہے" وہ بہانہ بنا گیا تھا۔

ہانیہ سر اثبات میں ہلا کر کچھ دیر خاموشی سے سوچنے لگی۔

وجاہت پہلے ہی پریشان تھا۔ کیا وہ اسے پیغام کے بارے میں بتا کر مزید پریشان کرے یا نہیں۔

مگر وہ اسے لاعلم بھی نہیں رکھ سکتی تھی۔

خود سے ہی کوئی قدم اٹھالے اور بعد میں پچھتانا پڑے۔

"تم کس سوچ میں پڑ گئی۔" وجاہت نے اسکے چہرے کے آگے چٹکی بجائی تو ہانیہ چونکی

پھر وجاہت کو اس پیغام کے متعلق بتا دیا۔

"یہ ضرور عمیر کا کام ہو گا۔ وہ ضمانت پر رہا ہو گیا ہے" وجاہت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اندازہ لگایا۔

"مگر عمیر کو مجھ سے کس چیز کا حساب چکتا کرنا ہے؟" ہانیہ کی الجھن واضح تھی۔

"تم اس سب کو بھول جاو۔ میں خود نمٹ لوں گا۔" وجاہت نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"مگر اس نے مجھے بلایا ہے۔ میں واقعی جاننا چاہتی ہوں کہ وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ اور اگر یہ عمیر ہو ہی نا۔" ہانیہ نے اپنے تجسس کا ذکر کرتے ایک مختلف پہلو کا ذکر کیا۔

"یہ عمیر ہوا تو وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے" وجاہت نے سنجیدگی سے اسے باور کروانا چاہا مگر ہانیہ پرسکون رہی۔

"کیا تمھارے ہوتے ہوئے بھی" ہانیہ کے لہجے میں ایسا مان تھا کہ وجاہت چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"ہرگز نہیں" اس نے جیسے ہانیہ کے مان کی تصدیق کی تھی۔

"تم نے کہا تھا وجاہت میرے ہر قدم پر میرے ساتھ ہو گے۔ اور تم ہی نے کہا تھا کہ مجھے اپنے لیے آواز اٹھانی چاہیے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ معاملہ ہماری کہانی کا آخری پہلو ہے۔ ہمیں اسے مکمل طور پر جاننے کی ضرورت ہے۔" ہانیہ نے وجاہت کو یاد دہانی کرواتے ہوئے اپنا موقف بیان کیا۔

"میں تمھارے ساتھ ہوں" وجاہت نے اسکا ہاتھ تھام کر محض اتنا کہا تھا۔

وہ بھی چاہتا تھا کہ اب یہ معاملہ ختم ہو

****

وہ مقرر کردہ جگہ پر پہنچ چکی تھی۔

ایک پرانا ہوٹل تھا جس کی ساتویں منزل کے ایک کمرے میں بلایا گیا تھا۔

وہ اندر جانے سے پہلے کچھ تذبذب کا شکار ہوئی مگر پھر اپنے پیچھے کھڑے وجاہت کو دیکھ کر اسے حفاظت کا یقین ہو گیا۔

ہانیہ نے قدم آگے بڑھا دیے۔

ہر قدم پر اسکے ذہن میں ماضی چلنے لگا۔

اس کے پھل گرے۔ وجاہت نے مدد کی

اماں بیمار ہوئیں۔ مہک نے مدز کی

مدد کے بدلے وہ مہک کی جگہ شادی کرنے کو تیار ہوئی۔

اسکی شادی وجاہت سے ہوئی

مہک نے اپنی جگہ واپس لی

وہ اپنے بیٹے سے دور ہو گئی

عمیر نے کہا کہ وہ کسی طرح اسے شمس سے ملوائے گا۔

وہ اس سے ملنے آئی مگر اس دن تیزاب والا حادثہ ہو گیا۔

اسی دن اپنے حقیقی باپ کی موت کی خبر بھی ملی۔

مہک نے یقین دلایا کہ وہ اسے شمس سے ملوائے گی پھر ہسپتال میں اس کی ملاقات بھی کروائی۔

شمس نے ایک روز اسے وجاہت کے سامنے پہلی بار ماں کہہ کر بلایا۔

وجاہت نے دوسری بار صرف شمس کی خاطر اس سے شادی کر لی۔

وہ قدم آگے بڑھاتی جا رہی تھی اور ماضی اس کے ذہن کے پردے پر چلتا جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ کمرے تک پہنچ گئی

۔

ہانیہ نے دروازے کا باہر کھڑا ہو کر گہرا سانس لیا۔

پچھلی بار وہ جب عمیر سے ملنے آئی تھی اسکا چہرا جل گیا تھا۔

"تم یہاں۔۔" عقب سے آواز آئی تو ہانیہ پلٹی پھر مہک کو وہاں دیکھ کر چونک گئی۔

وجاہت بھی چند قدم پیچھے۔یقیناوہ مہک کو دیکھ کر پیچھے آیا تھا۔

"مجھے یہاں کسی نے بلایا تھا۔" ہانیہ نے کہا۔

"اور مجھے بھی" مہک نے بھی زکر کیا۔

"شاید ہمیں اندر چلنا چاہیے۔" مہک نے کہا تو ہانیہ نے حامی بھر لی۔

"وہ دونوں دروازہ کھول کر اندر گئیں تو کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔

محض ایک طرف بہت مدھم سی روشنی تھی جہاں کوئی وجود پڑا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

ہانیہ اور مہک نے بے اختیار ایک دوسرے کے ساتھ پکڑ لیے۔

وہ چند قدم مزید چلی تھیں جب لائٹس آن ہو گئیں۔

اس جگہ ان کے علاوہ اور بھی لڑکیاں تھیں۔ وہ تقریباً آٹھ لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکی بے سدھ سی ویل چیئر پر بیٹھی تھی۔

ہانیہ نے اسے پہنچان لیا۔ وہ کرن کی بڑی بہن عائشہ تھی

وہ یہاں کیوں تھی ہانیہ سوچ ہی رہی تھی جب کرن اپنی بہن کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

"میں کرن واسطی ہوں اور آپ سب کو یہاں میں نے ہی بلایا ہے۔" وہ بلند پر اعتماد آواز میں سب سے گویا ہوئی تھی

۔

"آپ میں سے ایک دو لڑکیاں مجھے جانتی ہیں۔ ہانیہ آپی اور فجر۔۔۔" کرن نے دو کی جانب اشارہ کیا۔

میری ملاقات ان دونوں سے سوشل ویلفیئر انسٹیٹیوٹ میں ہوئی تھی۔ میں نے اپنی کہانی سنائی اور ان دونوں نے اپنی۔

"کرن کہہ رہی تھی سب اسے سن رہی تھی۔

"آئی اپولو جائز لیکن میری کہانی من گھڑت تھی۔ بس اس لیے بنائی تاکہ آپکی کہانی جان سکو اور آپکی کہانی میں وہ تھا جس کی مجھے تلاش تھی۔" کرن نے ایک لمحے توقف کیا اور باری باری سب کو دیکھا۔

وجاہت دروازے کے باہر کھڑا کرن کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ پارک میں ملی ٹین ایج لڑکی سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔

"آپ سب ایک دوسرے کو نہیں جانتے مگر آپ سب کی کہانی میں ایک نام کا من ہے اور وہ ہے عمیر۔" اس نے عمیر پر زور دیا تو ہر لڑکی غیر آرام دہ۔

"اس نے میری بہن عائشہ کو بھی اپنے جال میں پھنسا کر بلیک میل کیا جس کے نتیجے میں وہ آج اس حالت میں ہے۔ عمیر کی وجہ سے آپ سب بھی بہت پریشانی سے گزری ہونگی اور آج میں کرن واسطی سائبر کرائم انویسٹیگیٹر آپ سب کو موقع فراہم کرتی ہوں کہ اپنا حساب چکتا کر لیں۔" وہ مضبوط اور پر اعتماد لہجے میں بولتی ایک جانب اشارہ کر گئی جہاں رسیوں سے باندھے ہاتھ پاوں کے ساتھ زمین پر عمیر پڑا تھا۔

مہک اور ہانیہ نے اسے دیکھا پھر ایک دوسرے کو۔

باقی لڑکیاں بھی الجھن سے کرن کو دیکھ رہی تھیں۔

"میری فیزیک پر مت جائیں۔ میں صرف دیکھنے میں ٹین ایجر لگتی ہوں۔ اور یہ اکثر میرے کام میں میری مدد کرتا ہے۔ ویل یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ تم سب کے ساتھ برا ہوا تھا اور اسکا بدلہ لینے کا حق تمہیں ہی ہے۔ یہ رہا تمھارا مجرم۔" کرن نے سب کی الجھن دور کرتے ہوئے انہیں اکسانے کی کوشش کی تھی۔

کچھ پل وہاں خاموشی رہی پھر فجر نے اپنے قدم آگے بڑھائے۔

وہ عمیر تک آئی۔ اس کا رخ اپنی طرف کیا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑا۔

منہ پر ٹیپ لگی ہونے اور ہاتھ پاوں باندھے ہونے کے باعث وہ کسی قسم کی مزاحمت نہیں کر پایا۔

"تمھارا مجرم سامنے ہے۔ اپنا بدلہ خود لو۔ کوئی تمھارے لیے یہ نہیں کرے گا۔" کرن نے باقی لڑکیوں کی بھی ہمت باندھائی تو وہ ایک ایک کر کے آگے بڑھیں۔

دیوار کے ساتھ رکھے لوہے کا راڈز اٹھا لیے اور ایک ساتھ عمیر پر برسانے لگی۔

سب کچھ جو عمیر کی وجہ سے انکے ساتھ ہوا تھا وہ سوچ سوچ کر جنونی انداز میں وہ اسے مارے جا رہی تھیں اور عمیر تکلیف سے دہرا ہوتا جا رہا تھا۔

مہک اور ہانیہ پیچھے ہی کھڑی رہیں جب کرن ان تک آئی۔

"یہ لو۔۔اور اپنا بدلہ پورا کرو۔۔۔"کرن نے ہانیہ کی جانب ایک بوتل پکڑائی۔

سفید مائع جیسے تیزاب کی بوتل۔

"مم۔میں۔۔۔نہیں۔۔۔"ہانیہ گڑ بڑائی۔

"یہ ڈرنے کا وقت نہیں ہے۔ تمھارا چہرا اسی انسان کی وجہ سے جلا تھا۔اب تمھاری باری ہے"کرن نے اسکا کاندھا تھام کر کہا تو ہانیہ نے وجاہت کی طرف دیکھا۔

وجاہت نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"کم آن ہانیہ۔۔۔اور تم مہک۔ کیا تمہیں اس سے کوئی بدلہ نہیں لینا۔اسکی وجہ سے تمھارے بابا کی دیتھ ہوئی تھی۔"کرن نے انہیں بڑھاوا دینے کے چکر میں دھکتی رگ دبا دی تھی۔

مہک کا چہرا ایک دم غصے اور تکلیف کی شدت سے سرخ ہوا تھا جبکہ ہانیہ کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

باقی لڑکیاں اپنی بھڑاس نکال کر ہٹ چکی تھی اور عمیر کی حالت غیر ہو چکی تھی۔

ہانیہ نے اسے دیکھا۔

سب کچھ ذہن کے پردے پر گھومنے لگا۔

وہ ایک ایک قدم آگے بڑھی۔

کرن نے مہک کو دیکھا تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"اپنی بہن کے ساتھ غلط کرنے میں، میں بھی برابر کی شریک تھی۔ مجھے اگر عمیر سے کوئی بدلہ لینا ہے تو پہلے خود کو سزا دینی ہو گی۔ میں سارا ملبہ اس پر نہیں ڈال سکتی۔۔" مہک نے سنجیدہ لہجے میں کہا پھر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

باقی لڑکیاں بھی وہاں سے چلی گئیں۔

ہانیہ اب تک تیزاب کی بوتل پکڑے عمیر کے قریب کھڑی تھی۔

وجاہت اندر آ چکا تھا۔ وہ ہانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نہیں ڈالو گی تو میں ڈال دوں گی۔" کرن قریب آ کر کہتے ہوئے جھکی اور عمیر کے منہ سے ٹیپ اتار دی۔

ٹیپ اترتے ہی وہ تکلیف کی شدت سے کراہا۔

ہانیہ نے اب بھی کوئی حرکت نا کی تو کرن نے اسکے ہاتھ سے بوتل پکڑنا چاہی مگر اس نے پیچھے کر لی۔

پھر بھیگی سرخ آنکھیں اٹھائی۔

"میرا بدلہ میں ہی لوں گی۔اور یہ بدلہ میرا چہرے جلانے سے زیادہ ہے۔۔۔"وہ پختہ زور دیتے لہجے میں بولی تھی۔

"یہ بدلہ میرے باپ کی موت کا ہے۔یہ بدلہ میری اماں کی موت کا ہے۔۔۔یہ بات میری بہن کے ساتھ غلط کرنے کا ہے۔"وہ ایک ایک لفظ شدت کے ساتھ بولی تھی پھر اگلے ہی پل تیزاب کی بوتل عمیر کے چہرے پر الٹ دی۔

سفید مائع اس کے چہرے پر پڑا تو وہ اس کی چینخیں بلند ہوئیں۔وہ تکلیف سے بلبلانے لگا۔

ہانیہ نے بوتل ایک جانب پھینکی اور وجاہت کی جانب چلی آئی۔پھر اسکے سینے میں اپنا چہرے چھپا کر عمیر کی چینخیں سنتی بہت دیر تک روتی رہی۔۔

"دیکھو عائشہ۔دیکھو۔۔۔جس نے تمہیں اس حالت میں پہنچایا اسے تڑپتا ہوا دیکھو۔"کرن عائشہ کے پاس آئی اور جھکتے ہوئے بولی۔

"چلیں"وجاہت نے ہانیہ کا چہرا اٹھاتے ہوئے کہا تو ہانیہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

وہ دونوں اپنے پیچھے عمیر کو تڑپتا ہوا چھوڑ کر نکل آئے تھے۔

ہانیہ نے باہر آتے ہی مہک کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔

وہ اسے سڑک پر چلتی ہوئی نظر آئی

وہ ارد گرد دیکھے بنا چل رہی تھی۔

ہانیہ کے دل کو ہول اٹھا اور وہ بھاگی ہوئی اسکے پیچھے گئی اور اسے ایک طرف کھینچا۔

"کیا کر رہی تھی تم۔۔۔"ہانیہ چلائی۔

"خود کو سزا دے رہی تھی۔"مہک نے نظریں جھکاتے کہا

"تم مجھے سزا نہیں دو گی۔میں جانتی ہوں اگر دینی ہوتی تو اب تک دے چکی ہوتی۔۔تم عمیر کو سزا دے کر آئی ہو کیا یہ ناانصافی نہیں ہو گی۔۔"وہ ہانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہیں اپنی غلطی کا پچھتاوا ہے یہی کافی ہے۔"ہانیہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

"کافی نہیں ہے۔میری ماں مجھ سے نفرت کرتی ہے۔وجاہت مجھ سے نفرت کرتا ہے۔باقی لوگ بھی ناراض ہیں۔ میں ایسے نہیں زندہ رہ سکتی۔"مہک کا لہجہ گلوگیر اور لہجہ کرب زدہ ہوا تھا۔

"تو کیا میں تمہیں مرنے دوں"ہانیہ نے بے یقینی سے کہا۔

وجاہت پاس ہی کھڑا تھا مگر وہ کچھ بول نہیں رہا تھا۔

اس نے یہ معاملہ دو بہنوں پر چھوڑ دیا تھا۔

"میں تمہیں ہر گز مزید خود پر ایک ظلم نہیں کرنے دوں گی۔۔"ہانیہ نے پختہ لہجے مین کہتے سر نفی میں ہلاتے کہا۔

پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

مہک اس کے ساتھ کھینچی چلی گئی۔

"تمھارے اور عمیر کے جرم میں یہ فرق یہ ہے کہ تمہیں اپنی خطا کا احساس ہے مگر اسے نہیں۔۔ تم سے کچھ غلطیاں انجانے میں ہوئیں اور اس نے جان بوجھ کر کری۔" وہ چلتے ہوئے مہک کو بیان کر رہی تھی۔

پھر گاڑی تک پہنچی اور مہک کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔

وجاہت بھی آگے بڑھا اور گاڑی آگے بڑھادی۔

"یہی پچھتاوا ہی تو مجھے زندہ نہیں رہنے دیتا۔" مہک اپنی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے بولی۔

ہانیہ کچھ نا بولی۔

وجاہت نے گاڑی اعجاز صاحب کے گھر کے باہر روکی۔

"گھر چلو" ہانیہ نے کہا تو وجاہت نے گاڑی عالمگیر ہاوس کی طرف ڈال لی۔

وہ جانتا تھا ہانیہ کیا کرنے والی ہے۔

وہ عالمگیر ہاوس پہنچے تو ہانیہ مہک کو اندر لے آئی۔

"دادو مجھے کچھ کہنا ہے" تمام لوگ لاونج میں ہی بیٹھے تھے جب ہانیہ نے بلند لہجے میں کہا۔

"ہاں کہو بیٹا۔" صباحت بیگم اس کے ساتھ مہک کو دیکھ کر الجھن زدہ ہوئیں تھیں۔

"جو کچھ بھی ہوا ماضی میں۔ مہک نے جو بھی غلطیاں کی ان سب میں میں بھی تو مہک کے ساتھ شامل تھی۔ موقع اور حالات جیسے بھی ہوں غلطی تو غلطی ہوتی ہے۔اور ہم دونوں کو اس کا احساس ہے۔" وہ کہتے ہوئے ایک لحظے کو رکی پھر مہک کی طرف دیکھا۔

"میں چاہتی ہوں اگر آپ نے مجھے معاف کیا ہے تو مہک کو بھی معاف کریں یا پھر اگر سزا دینی ہے تو دونوں کو دیں۔

"ہانیہ نے دوٹوک انداز میں اپنی بات سب کے سامنے رکھی۔

کچھ لمحے وہاں پر سوچ خاموشی رہی۔

"ہانیہ بیٹا اگر آپ کہتی ہو کہ آپ دونوں سے ہی غلطیاں ہوئیں ہیں۔اس بات کا احساس بھی ہے اور اس کی سزا بھی کاٹ چکی ہیں تو اب مزید سزا یا معافی کی بات ہی نہیں رہتی۔" سکندر صاحب نے مفاہمتی لہجے میں کہا۔

ہانیہ نے صباحت بیگم کی طرف دیکھا۔

"سکندر نے ٹھیک کہا ہے۔" صباحت بیگم نے تائید کی۔

"ہانیہ" وجاہت اس کے پاس آیا۔

"تمہیں اپنی بات سدرہ آنٹی کے سامنے بھی رکھنی چاہیے۔ معافی دینے یا نا دینے کی اصل حقدار وہ ہیں۔۔"

"میں معاف کرتی ہوں۔" سدرہ کی آواز عقب سے آئی۔وہ صباحت بیگم سے ملنے آئیں تھیں اور ہانیہ کی باتیں سن چکی تھیں۔

"غلط صرف مہک نہیں تھی۔اسکی غلطیوں کے پیچھے میری پرورش کا بھی ہاتھ تھا۔ہر کوئی ہی اپنے لحاظ سے کسی نا کسی پچھتاوے میں ہے۔اچھا یہ ہی ہو گا کہ سب کچھ بھول کر ایک دوسرے کو معاف کر کے زندگی میں آگے بڑھیں۔"

وہ آگے آتے ہوئے اپنی بات سب کے سامنے رکھتے ہوئے بولیں۔

مہک نے سدرہ کی بات سنی تو تیزی سے جا کر ماں کے گلے لگ گئی۔

"ٹھیک کہا تم نے سدرہ۔۔۔زندگی رشتوں میں ڈرار کے ساتھ آگے نہیں بڑھائی جاتی۔

بہتر یہ ہی کہ معاملات درست کر لیے جائیں۔مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں۔"صباحت بیگم نے اپنی طرف سے بات ختم کی۔

"بابا"شمس وجاہت کو پکارتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"آپ سب کیا باتیں کر رہے ہو۔"اس نے سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہم سب پھر سے فرینڈشپ کر رہے ہیں۔"وجاہت نے اسے بتایا تو وہ سب کو دیکھنے لگا۔

"آپ سب پہلے دوست نہیں تھے کیا۔"شمس نے معصومیت سے سوال کیا۔

"پہلے بھی دوست تھے مگر کسی وجہ سے دوستی کم ہو گئی تھی۔۔مگر اب سب ٹھیک ہے۔"وجاہت نے جھکتے ہوئے اسکی ناک پر چٹکی کاٹتے ہوئے کہا۔

"مطلب سب ہیپی ہیپی۔"وہ چہک کر بولا۔

"ہاں"وجاہت نے تصدیق کی۔

"سب ہیپی تو لائف ہیپی۔" وہ تالیاں بجاتا ہوا بولا تو ہانیہ نے نیچے بیٹھ کر اسے گلے لگایا۔

باقی نفوس کے چہروں پر بھی ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی

وہ سب جانتے تھے کہ کسی نا کسی مرحلے پر کسی نا کسی حالات میں ان سے غلطیاں ہوئیں تھیں مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ ایک خاندان کا حصہ تھے۔اور اپنوں میں چاہے کتنی ہی رنجش یا خلش کیوں نا ہو خون کے رشتے زیادہ دیر تک خفا نہیں رہ سکتے۔۔۔۔

ہانیہ کمرے میں آئی تو وجاہت اسکے پاس آیا۔

وہ بالکل اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"کیا میں نے ٹھیک کیا" ہانیہ نے استفسار کیا۔

"اپنے دل سے پوچھو۔اگر یہ غلط ہوتا تو تم کبھی نہیں کرتی۔" وجاہت نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"میں بس یہ چاہتی ہوں کہ سب نفرتیں بھلا کر ہم سب ایک اچھی زندگی گزاریں۔" ہانیہ نے اپنی خواہش کا ذکر کیا۔

"آج سے اس اچھی زندگی کی شروعات کا پہلا قدم اٹھا ہے۔اور مجھے خوشی ہے کہ یہ قدم تم نے اٹھایا اور سب نے تمھارا ساتھ دیا ہے۔" وجاہت نے ٹھہرے ہوئے پرسکون لہجے میں کہتے اسکی پیشانی پر بوسہ لیا تھا۔

ہانیہ نے چند لمحے اپنی آنکھیں بند کریں پھر اسکے ساتھ لگ گئی۔

"تم ساتھ ہو گے تو ہمیشہ اپنوں کو جوڑنے کے لیے قدم اٹھاتی رہوں گی۔ بہت مشکل ہے اپنی فیملی ملی ہے۔ اسے پھر سے کھونا نہیں چاہتی۔" وہ اس کے ساتھ لگی جزبات سے بولی تھی۔

"تمھارے ساتھ اٹھنے والا دوسرا قدم ہمیشہ میرا ہو گا" وجاہت نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا مضبوط کرتے چاہت بھرے مان کے ساتھ کہا تھا۔

ہانیہ مزید کچھ بولے بنا اسکے حصار میں قید خود کو محفوظ سمجھ کر پر سکون ہونے لگی

وہ دونوں ہی محبت اور زندگی کی آزمائش سے گزرے تھے اور آخر کار یہ آزمائش پوری ہوئی تھی مگر ابھی آگے زندگی بھی پڑی تھی اور آزمائشیں بھی لیکن وہ دونوں اب ایک دوسرے کے ساتھ تھے ہر آزمائش کا سامنا کرنے کے لیے۔

****

اختتام